جملہ حقوق محفوظ

سلسلۂ دارالمصنفین

نمبر (۸۹)

ہندوستان عربوں کی نظر میں

جلد اوّل

یعنی ہندوستان کے متعلق قدیم عربی مصنفین خصوصاً جغرافیہ نویسوں اور سیاحوں کے بیانات اور اُن کا اردو ترجمہ

شائع کردہ دارالمصنفین اعظم گڈھ

باہتمام

مولانا مسعود علی صاحب ندوی

معارف پریس اعظم گڈھ میں چھپی

۱۹۶۰ء

قیمت چھ روپیے

کتبۂ اقبال احمد

ہندوستان عربوں کی نظر میں

فہرست مضامین

ہندوستان عربوں کی نظر میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

انگریزوں نے اپنے مخصوص مقاصد کے پیش نظر ہندوستان کی تاریخیں لکھیں، اس لئے وہ ہندوستان سے مسلمانوں کے تعلق کا آغاز محمود غزنوی کے حملہ یعنی پانچویں صدی ہجری یا زیادہ سے زیادہ محمد بن قاسم کی فتح سندھ کے زمانہ سے کرتے ہیں، اس سے ان کا مقصد یہ تھا کہ ہندوستان سے مسلمانوں کا تعلق محض حملہ آورانہ اور فاتحانہ رہا۔ اس سے پہلے اُن کے کوئی تعلقات نہ تھے، دوسرے مورخین نے بھی اس کی تقلید کی، اور یہ ایک مسلّم واقعہ بن گیا۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ سندھ کی فتح سے بھی پہلے ہندوستان سے مسلمانوں کے علمی، مذہبی، تجارتی گوناگوں تعلقات تھے۔ بلکہ تجارتی تعلقات تو اسلام کے بھی صدیوں پہلے سے چلے آرہے تھے۔ اور ابتداء میں عرب مسلمان فاتح کی حیثیت سے نہیں بلکہ تاجر کی حیثیت سے جنوبی ہندوستان میں آئے، اور آج بھی ان کی اولاد وہاں موجود ہے جو موپلا یا نائت کہلاتی ہے۔

چونکہ ابتداء میں عرب تاجر کی حیثیت سے آئے تھے، اس لئے اس زمانہ میں ان کا تعلق ان ہی علاقوں سے ہوا، جہاں بندرگاہیں تھیں۔ اس زمانہ میں سب سے زیادہ بندرگاہیں جنوبی ہند میں،

اس کے بعد سندھ، گجرات اور بلوچستان میں تھیں، مثلاً موجودہ مدراس میں کولم ملی، ملیبار، راس کماری گجرات میں تھانہ، کھمبایت، سوبارہ چیمور، سندھ میں دیبل، بلوچستان میں تیز وغیرہ، جزائر میں سرندیپ اور مالدیپ، اس لئے ابتداء میں عرب انہی علاقوں میں آباد ہوئے، اور ہندوستان میں مسلمانوں کی حکومت کے قیام سے صدیوں پہلے وہ سرندیپ مالدیپ، ملیبار، کولم (موجودہ ٹراونکور) کارومنڈل چیمور، تھانہ، کھمبایت، گندھار، چنداپور، باکور (برکور) منگلور وغیرہ میں آباد ہو چکے تھے بعض مقامات پر اُن کی آبادی دس دس ہزار تک تھی، اُن کی مسجدیں تھیں، ہندوؤں سے اُن کے تعلقات نہایت خوشگوار تھے۔ ہندو راجہ اُن کا بڑا احترام کرتے تھے، اور اُن کو باعثِ برکت سمجھتے تھے، اور بعض حکومتوں میں اُن کو خاص حقوق و مراعات حاصل تھے۔

چنانچہ جہاں جہاں اُن کی آبادی زیادہ تھی وہاں اُن کا الگ نظامِ قضا رتھا، اور اُن کے معاملات و مقدمات کے فیصلہ کے لئے ہندو راجہ کی جانب سے مسلمان قاضی یا حاکم مقرر تھے، جو ہنرمند کہلاتے تھے، ہندو راجاؤں کے مسلمان وزیر و مشیر تھے بعض راجاؤں نے جن کو حق کی تلاش تھی۔ اسلام کے متعلق تحقیقات کے لئے اپنے سفیر عرب بھیجے، اور مسلمان بزرگوں کے ہاتھوں پر مسلمان ہوئے۔ پھر اُنکے اثر سے اُن کی رعایا میں بھی اسلام کی اشاعت ہوئی، یہ سارے حالات عرب سیاحوں اور جغرافیہ نویسوں کی کتابوں میں ملتے ہیں، اور حضرت الاستاذ مولانا سید سلیمان ندوی نے اُن کی روشنی میں اپنی کتاب "عرب و ہند کے تعلقات" لکھی ہے، جس میں بڑی تفصیل سے عرب و ہندوستان کے قدیم تعلقات دکھائے ہیں،

درۂ خیبر سے مسلمان فاتحین کا داخلہ بہت بعد میں ہوا اور جنوبی ہند وغیرہ میں تو اُن کی حکومت سب سے آخر میں قائم ہوئی ہے، ہندوستان میں مسلمانوں کے فاتحانہ داخلہ اور اُن کی حکومتوں کے قیام کی ترتیب تاریخ حسب ذیل ہے،

پنجاب میں ۴۱۴ھ / ۱۰۲۳ء
سندھ میں ۵۸۲ھ / ۱۱۸۶ء
دہلی قنوج اودھ اور بنارس میں ۵۸۹ھ / ۱۱۹۳ء
بہار اور بنگال میں ۵۹۳-۹۵ھ / ۱۱۹۵-۹۹ء

دکن میں ۶۹۳ھ / ۱۲۹۴ء
گجرات میں ۶۹۷ھ / ۱۲۹۷ء
مہراشٹر میں ۷۱۲ھ / ۱۳۱۲ء

اس نقشہ سے ظاہر ہوگا کہ ابتدا میں مسلمان جن علاقوں میں آباد ہوئے تھے وہاں اُن کی حکومت سب سے آخر میں قائم ہوئی،

عرب ایک تجارت پیشہ اور جہازراں قوم تھے، اس لئے اُن کو ہمیشہ سے نئے ملکوں کے حالات سے دلچسپی تھی، اسلام کے بعد جب ان کا علمی دور شروع ہوا تو جغرافیہ سے اُن کی دلچسپی نے علمی تحقیق و تفتیش کی شکل اختیار کر لی، اور اُن میں بڑے بڑے سیاح اور جغرافیین پیدا ہوئے جنھوں نے مختلف ملکوں کے جغرافیہ پر بڑی اہم کتابیں لکھیں، ہندوستان سے قدیم تعلقات اور عرب سے اس کی قربت کی بنا پر قدرتاً زیادہ دلچسپی تھی، چنانچہ مسلمان سیاحوں اور جغرافیہ دانوں نے یہاں کے حالات کا عینی مشاہدہ کرکے یا عینی مشاہدین سے سُن کر یا اُن کی کتابوں میں پڑھ کر اُن کے حالات لکھے، جن جغرافیہ دانوں نے محض سُن کر حالات لکھے ہیں اُن کی کتابوں میں بعض ایسی روایات بھی ملتی ہیں۔ جن کو موجودہ مذاق قبول نہیں کرتا، یا بعض واقعات موجودہ تحقیق کے اعتبار سے صحیح نہیں ہیں۔ کیونکہ تحقیق کا قدم ہمیشہ آگے بڑھتا رہتا ہے لیکن مجموعی حیثیت سے ان کتابوں میں اس دور کے ہندوستان کے متعلق جس قدر مختلف النوع اور مفید معلومات ملتے ہیں، وہ دوسری کتابوں میں نہیں مل سکتے، وہ ہند قدیم کی تاریخ کا نہایت اہم ماخذ ہیں، اور اس کی صحیح تصویر انہی کتابوں میں نظر آتی ہے، مگر یہ کتابیں عرصہ تک نایاب رہیں اس لئے اُن کی جانب بہت کم اور بہت بعد میں توجہ کی گئی،

سب سے پہلے الیٹ نے اپنی کتاب میں سلیمان تاجر، ابوزید سیرافی، ابن خردادبہ، مسعودی اصطخری، ابن حوقل، یعقوبی، البیرونی، ادریسی اور قزوینی کی کتابوں کے اقتباسات دیئے، مگر ان کے پیش نظر سیاسی تاریخ بلکہ انگریزی حکومت کی سیاست بھی تھی، اس لئے انہوں نے بہت سی ضروری چیزیں چھوڑ دی ہیں، اس کے علاوہ بعض اہم کتابیں جو اس زمانہ میں غیر مطبوعہ اور نایاب تھیں اب چھپ گئی ہیں، اور یہ سب کتابیں تیسری صدی ہجری سے لے کر پانچویں صدی تک یعنی پورے ہندوستان میں مسلمانوں کی حکومت کے قیام سے پہلے کی ہیں۔ اس لئے ضرورت تھی کہ ان کے بیانات کو جمع کرکے مع ترجمہ شائع کیا جائے، تاکہ جو لوگ عربی سے ناواقف ہیں وہ بھی اُن سے فائدہ اٹھا سکیں، اس ضرورت کی جانب سب سے پہلے حضرت سید صاحب نے عرب وہند کے تعلقات میں توجہ دلائی تھی،

نئے حالات و ضروریات کے مطابق تاریخ ہند کی تالیف کا کام عرصہ ہوا، دارالمصنفین میں شروع کیا گیا تھا مگر مختلف موانع خصوصاً مالی دشواریوں کی بنا پر آگے نہ بڑھ سکا تھا، گذشتہ سال حکومت نے اس کام کے لئے پانچ ہزار کی امداد منظور کی تو پھر اس کام کو شروع کیا گیا، اور اس سلسلہ میں ہندوستان کے متعلق عرب سیاحوں اور جغرافیہ نویسوں وغیرہ کے بیانات کی جمع و ترتیب اور ترجمہ کو بھی شامل کر لیا گیا۔ اور اس کی اطلاع بھی حکومت ہند کے شعبۂ متعلقہ کو دے دی گئی، تاریخ ہند کی پہلی اسکیم میں اس کتاب کو تصحیح و تحشیہ کے پورے اہتمام کے ساتھ شائع کرنے اور اس پر مبسوط مقدمہ لکھنے کا خیال تھا، جس میں عرب مصنفین کے بیانات پر نقد و تبصرہ بھی ہوتا مگر حکومت ہند نے جولائی ۱۹۵۹ء میں امداد منظور کی، اور اس شرط کے ساتھ کہ مارچ ۱۹۶۰ء میں کتابیں چھپ کر تیار ہو جائیں ظاہر ہے کہ آٹھ مہینے کی مدت اس اہم کام کے لئے ناکافی تھی، اور اس میں جمع و ترتیب اور ترجمہ ہی کا کام مشکل تھا، اس کی تصحیح و تحشیہ اور نقد و تبصرہ کی تو گنجائش ہی نہ تھی، اس لئے اس کا

خیال مجبوراً چھوڑ دینا پڑا،

پہلے اس کتاب کی تالیف و ترجمہ کا کام میں نے اپنے ذمہ رکھا تھا۔ مگر تاریخِ ہند کے سلسلہ کے دوسرے کاموں کی مشغولیت اور وقت کی تنگی کی وجہ سے اس کی فرصت نہ مل سکی، اس لئے کتاب کا نقشہ بنا کر اور اس کے متعلق ہدایات دے کر یہ کام دار المصنفین کے نئے رفیق مولوی ضیاء الدین صاحب اصلاحی کے سپرد کر دیا کہ وہ کتابوں سے اقتباسات جمع کر کے ترجمہ کر دیں گے، اور میں اس کی تصحیح و ترمیم کر لوں گا مگر تجربہ سے ظاہر ہوا کہ ابھی وہ یہ کام بھی انجام نہیں دے سکتے تھے، چنانچہ ایک تو اُن کی ناتجربہ کاری، دوسرے وقت کی کمی کی بنا پر ان کا ترجمہ نہ صرف ناقص، بلکہ جابجا غلط بھی تھا، اس کے علاوہ انھوں نے نقل و اقتباس میں بھی رطب و یابس اور ضروری و غیر ضروری کا امتیاز نہ کیا تھا، بعض اور خامیاں بھی تھیں، اس لئے مجھ کو نقل و اقتباس اور ترجمہ دونوں کی تصحیح و ترمیم میں پوری محنت کرنا پڑی، اور اس کا بڑا حصہ بدل دینا پڑا، اور یہ کام اتنی جلدی میں ہوا ہے کہ عجب نہیں اب بھی کچھ غلطیاں رہ گئی ہوں اس لئے ناظرین سے توقع ہے کہ وہ حالات کی مجبوری کے پیشِ نظر اس کو نظر انداز کریں گے، بلکہ اُن سے مطلع کر دیں گے تاکہ آیندہ اڈیشن میں اُس کی تصحیح کر دی جائے، انشاء اللہ دوسری جلد ان تمام نقائص سے پاک اور ممکن حد تک ہر حیثیت سے مکمل ہوگی،

مولوی ضیاء الدین صاحب اصلاحی نے اپنی بساط بھر اس کتاب کی تالیف و ترجمہ میں پوری محنت کی ہے، اس لئے بہر حال وہ حوصلہ افزائی کے مستحق ہیں، یہ کتاب دو جلدوں میں ہے، اس جلد میں جاحظ، ابن خردآذبہ، سلیمان تاجر، ابوزید حسن سیرافی، بلاذری، یعقوبی ابن فقیہ ہمدانی، ابن رستہ، بزرگ بن شہریار، مسعودی، مطہر بن طاہر مقدسی، اصطخری، بشاری مقدسی کے بیانات ہیں، اور اس کی ترتیب سنہ وار رکھی گئی ہے،

آخر میں ہم عالی جناب ہمایوں کبیر وزیر سائنسی تحقیقات و ثقافتی امور حکومت ہند کا شکریہ ادا کرتے ہیں جن کی توجہ و علم نوازی سے یہ امداد ملی۔ اس سال یعنی ۱۹۵۹ء میں اس سلسلہ کی دو کتابیں "ہندوستان کے عہد وسطیٰ کا فوجی نظام" اور "ہندوستان عربوں کی نظر میں" (جلد اول) شائع ہوئی ہیں آیندہ آٹھ جلدیں اور شائع کرنے کا ارادہ ہے،

ہم کو توقع ہے کہ حکومت ہند اس سلسلہ کی تکمیل میں آیندہ بھی مدد دے گی،

معین الدین احمد ندوی ناظم شعبۂ علمی
و ڈائرکٹر شعبۂ تاریخ ہند دارالمصنفین اعظم گڈھ

۲۵؍ مارچ ۱۹۶۰ء



بسم اللہ الرحمن الرحیم

جاحظ

(المتوفی ۲۵۵ھ مطابق ۸۶۸ء)

جاحظ کا نام عمرو بن بحر بن محبوب، کنیت ابو عثمان، لقب جاحظ اور وطن بصرہ ہے۔ عربی زبان کا مشہور ادیب، منشی، انشا پرداز، صاحب طرز ادیب، منطقی اور متکلم تھا۔ وہ صورتاً کم رو لیکن ذہانت و طباعی اور جودت طبع میں بے نظیر تھا، تحریر و تقریر میں موتی بکھیرتا تھا۔ مسعودی کا بیان ہے کہ پہلے اور بعد کے لوگوں میں جاحظ سے بڑا کوئی فصیح و ادیب نہیں گذرا۔ ابو ہفان کہتے ہیں کہ اس سے زیادہ علم و فن کا شائق میں نے کسی کو نہ دیکھا اور نہ سنا۔

جاحظ چھوٹی بڑی بے شمار کتابوں کا مصنف اور عباسی دور سلطنت میں ادیبوں اور انشا پردازوں کا امام سمجھا جاتا تھا۔ اسکی مشہور کتابوں میں البیان والتبیین، کتاب الحیوان، کتاب التاج اور رسائل وغیرہ ہیں۔ ابن خلدون نے کتاب البیان والتبیین کے متعلق لکھا ہے کہ ہماری درسگاہوں کے اساتذہ اسے فن ادب کی چار اہم اور امہات کتب میں شمار کرتے تھے۔ بصرہ کا باشندہ ہونے کی وجہ سے ہندوستان سے بھی اس کے تعلقات تھے۔ چنانچہ البیان والتبیین میں اس نے ہندوستان کے اصول بلاغت پر چند سطریں اور ایک رسالہ میں ہندوستان کی بعض خوبیوں اور خصوصیتوں کا ذکر کیا ہے۔ یہ کتابیں مصر سے شائع ہو چکی ہیں۔ فالج کے مرض میں ۲۵۵ھ مطابق ۸۶۸ء میں اس کا انتقال ہوا۔ اس لحاظ سے وہ عربی کا سب سے قدیم مصنف ہے جس نے اپنی تصانیف میں ہندوستان کا ذکر کیا ہے۔

كتاب البيان والتبيين

قال معمر ابو الاشعث قلت	معمر ابو الاشعث کا بیان ہے کہ میں نے
لبهلة الهندی ایام اجتلب	بہلہ سے جب اُس کو یحیٰی بن خالد برمکی[1] نے
یحیی بن خالد اطباء الهند مثل	ہندوستان کے چند ویدوں اور پنڈتوں
منكة و بازیکر و قلبرقل و	منکا، بازیگر، قلبرقل، اور سندباز وغیرہ
سند باز و فلان و فلان ما البلاغة	کے ساتھ (بغداد) بلوایا تھا پوچھا کہ ہندوستان
عند اهل الهند قال بهلة	والوں کے نزدیک بلاغت کا کیا مفہوم ہے؟
عندنا فی ذلك صحیفة مكتوبة	بہلہ نے جواب دیا کہ اس موضوع پر میرے
لا احسن ترجمتها لك ولم	پاس ایک لکھا ہوا رسالہ موجود ہے لیکن میں
اعالج هذه الصناعة فاثق	اس کا اچھا ترجمہ نہیں کرسکتا اور خود مجھے اس
من نفسی بالقیام بخصائصها	فن میں کوئی مہارت نہیں ہے، کہ اپنے اوپر
وتلخیص لطائف معانیها قال	اعتماد کرکے اس کی خصوصیات اور لطائف

---

[1] برامکہ کی تاریخ پر اردو زبان میں ایک مستقل کتاب موجود ہے، یہاں اس قدر وضاحت ضروری معلوم ہوتی ہے کہ بغداد کی عباسی سلطنت میں پچاس سال تک اس خاندان نے نہایت نیک نامی، قابلیت اور حسن انتظام کے ساتھ وزارت کی اور عرب و ہند کے علمی تعلقات اسی خاندان کی کوششوں سے وجود میں آئے، یحیٰی بن خالد ہارون رشید کے زمانہ میں وزیر تھا، اس نے جن لوگوں کو ہندوستان سے بلوایا تھا وہ سب مشہور وید و پنڈت اور نامی طبیب تھے،

ابو الاشعث فلقيت تلك الصحيفة
التراجمة فاذا فيها اوّل البلاغة
اجتماع آلة البلاغة وذلك ان
يكون الخطيب رابط الجاش ساكن
الجوارح قليل اللحظ متخير اللفظ
لا يكلم سيد الامة بكلام
الامة ولا الملوك بكلام السوقة
ويكون فى قواه فضل للتصرف
فى كل طبقة ولا يدقق المعانى
كلّ التدقيق ولا ينقح الالفاظ
كلّ التنقيح ولا يصفيها كُلّ
التصفية ولا يهذبها غاية
التهذيب ولا يفعل ذلك حتّى
يصادف حكيما او فيلسوفا
عليمًا......

(ص ۴۰)

ونکات بیان کردوں، ابوالاشعث کا بیان
ہے کہ یہ رسالہ لے کر میں مترجموں سے ملا
تو اس میں لکھا تھا کہ بلاغت کی اولین شرط
یہ ہے کہ اس کے تمام آلات اور وسائل موجود
ہوں، اس کی تفصیل یہ ہے کہ خطیب اور مقرر
کا دل مضبوط اور قوی ہو، اس کے اعضا
وجوارح میں سکون ہو، نگاہیں نہ بھٹکتی ہوں
اس کے الفاظ چیدہ اور منتخب ہوں، قوم
کے سردار سے عوامی انداز کی اور بادشاہوں
کے سامنے بازاری طرز کی گفتگو نہ کرے،
اس میں یہ خوبی ہو کہ ہر قسم کے لوگوں سے
اُن کے مناسبِ حال گفتگو کر سکتا ہو، اور
الفاظ و معانی میں بہت زیادہ دقت آفرینی
نکتہ سنجی، اور تراش و خراش سے کام نہ لیتا
ہو، اور یہ خصوصیات بغیر کسی حکیم و دانا
(پنڈت) اور باخبر فلسفی کی صحبت کے
پیدا نہیں ہو سکتیں،

والسواك والاحتباء والفرق و
الخضاب وفيهم جمال وبلج و
واعتدال وطيب عرق والى
نساء هم تضرب الامثال ومن
عندهم جاء الى الملوك بالعود
الهندي الذي لا يعدل له عود
ومن عندهم خرج علم الفكر
وما اذا تكلم به على السم لم
يضر واصل حساب النجوم
من عندهم اخذه الناس خاصة
وآدم عليه السلام انما هبط
من الجنة فصار ببلادهم قالوا
ومن مفاخر الزنج حسن الخلق
وجودة الصوت وانك لتجد
ذلك في القيان اذا كن من بنات
السند وخصلة اخرى انه لا يوجد

وہ چینیوں میں نہیں پائی جاتیں، اُن میں
اصابت رائے، اور خلال کرنا، مسواک کرنا،
اکڑوں بیٹھنا، مانگ نکالنا، اور خضاب
لگانا وغیرہ پسندیدہ عادتیں ہیں خوبصورتی
نمکینی، خوش قامتی، اور خوش بوئی
وغیرہ سے بھی وہ آراستہ ہیں، اور ان خوبیوں
میں اُن کی عورتوں کو بطور مثال پیش کیا
جاتا ہے، ان ہی کے ملک سے وہ عود
ہندی[1] بادشاہوں کے پاس آتا ہے جس
کی نظیر نہیں، ہندوستان فکر ونظر کا سرچشمہ
ہے، ان کے منتروں سے زہر کا اثر ختم ہوجاتا
ہے نجوم کے حساب کے اصلی موجد وہی ہیں،
لوگوں نے اس کو خاص طور سے ان سے
حاصل کیا ہے، اور آدم علیہ السلام جب جنت[2]
سے اتارے گئے تو ان ہی کے ملک میں
اترے، لوگوں کا بیان ہے کہ حبشیوں کے

[1] عود ہندوستان کی خاص پیداوار ہے، اور ٹراونکور (مدراس) کارومنڈل اور جزائر مالدیپ سرندیپ میں زیادہ تر ہوتا ہے [2] حضرت آدم جنت سے کس جگہ اترے، اس کے متعلق کئی روایتیں ہیں، مشہور یہی ہے کہ لنکا میں اترے تھے،

في التلبيد اطبخ من السند هو
اطبخ على طيب الطبخ كله و
ومن مفاخرهم ان الصيارفة
لا يولون اكيستهم و بيوت صرفهم
الا السند واولاد السند لانهم
وجدوهم انفذ في امور الصرف
واحفظ وا من ولا يكاد احد ان
يجد صاحب كيس صيرفي و
مفاتيحه ابن رومي ولا ابن
خراساني ولقد بلغ من تبرك
التجار بهمدان صيارفة البصرة
وبنادرة البر بهارات لما رأوا
ما كسب فرج ابو روح السندي
لمولاه من المال والارضين
اشترى كل امرئ منهم غلاما
سنديا طمعا فيما كسب ابو
روح لمولاه ، (ص ۸۰، ۸۱)

مفاخر میں ان کا حسن خلق اور خوش گلوئی
ہے لیکن یہ چیز تمہیں سندھ کی باندیوں اور
عورتوں میں بھی ملے گی، اور وہاں کے
لوگوں میں ایک وصف یہ بھی ہے کہ سندھی
غلاموں سے بہتر پکانے والے نہیں ملتے،
انھیں فطری طور سے کھانا پکانے کا ذوق
ہوتا ہی، ہندوستان والوں کے لئے باعث
فخر یہ بھی ہے کہ صراف اور روپیے کا کاروبار
کرنے والے اپنی تھیلیاں اور خزانے صرف سندھیوں
اور اُن کی اولاد ہی کے سپرد کرتے ہیں، اسلئے
کہ وہ سندھیوں کو سب سے زیادہ صرافہ کے
کاموں میں ماہر، قابل اطمینان، اور ایماندار
سمجھتے ہیں، روم و خراسان والوں کو کوئی اپنے
خزانے کی کنجیاں نہیں دیتا، لوگ برکت کیلئے
بھی سندھیوں کو خزانچی بناتے ہیں، کیونکہ بصرہ
اور بہاران کے بندر والوں نے جب دیکھا کہ
فرج ابو روح سندھی نے اپنے آقا کے لئے بڑی
دولت اور جائداد پیدا کی ہے تو ہر شخص سندھی
غلام خریدنے کی خواہش کرنے لگا،

خرداذبہ

ابن خرداذبہ کا نام عبید اللہ کنیت ابو القاسم باپ کا نام عبد اللہ دادا کا احمد اور پردادا کا خرداذبہ تھا، اصلی وطن خراسان، اور بغداد مسکن تھا، اس کے پردادا خرداذبہ مجوسی تھے، مگر برامکہ کے ہاتھ پر اسلام لائے، ابن خرداذبہ عباسی خلیفہ معتمد کے زمانہ میں ڈاک اور خفیہ اطلاعات کے محکمہ کا افسر تھا، اور اس کے خاص مصاحبوں اور ندیموں میں شمار ہوتا تھا، اس نے کئی کتابیں لکھی تھیں، مگر ان میں مشہور اور مطبوعہ یہی المسالک والممالک ہے، جو عربی زبان میں جغرافیہ کی پہلی کتاب ہے جس میں ہندوستان کا کچھ ذکر ملتا ہے، اور مطبع بریل لیڈن سے ۱۸۸۹ء میں ڈی خوجی (Degoeje.) نے اسے فرنچ ترجمہ کے ساتھ شائع کیا ہے، اس میں بغداد سے مختلف ملکوں کی آمد و رفت کے راستوں اور مسافتوں کے علاوہ دوسرے تاریخی معلومات بھی درج ہیں، اور ہندوستان کے بری و بحری راہوں اور یہاں کی مختلف ذاتوں کا بھی تذکرہ ہے، ابن خرداذبہ اگرچہ ہندوستان نہیں آیا تھا، مگر اس کے عام معلومات کی بنیاد بطلیموس کا جغرافیہ اور خاص معلومات کا دارومدار اس کے محکمہ کے سرکاری اطلاعات پر ہے، اور اس کے عہدہ کی وجہ سے اکثر تاجروں اور مسافروں سے اس کی ملاقاتیں بھی ہوتی رہتی تھیں، اس لئے اس کے یہ ذاتی معلومات ایک ہندوستانی سیاح کے معلومات سے کم درجہ کے نہیں ہیں، ابن خرداذبہ نے اسے تیسری صدی ہجری کے وسط میں لکھا ہے اس کی پیدائش ۲۱۱ھ مطابق ۸۲۶ء اور وفات کا سال ۳۰۰ھ مطابق ۹۱۲ء کے قریب ہے،

المسالک والممالک

ملک الهند الاکبر بلهرا ای ملک الملوک — ہندوستان کا سب سے بڑا راجہ بلہرا (مہاراجہ) ہے

لہ راجہ بلہرا کا تذکرہ اکثر عرب مصنفین کے بیان میں آتے گا، اس لئے اس کے متعلق مختصر نوٹ تحریر کر دینا مناسب ہوگا، بلہرا" اصل میں ولبھ راے کی بگڑی ہوئی شکل ہے، یہ دکھنی راشٹ کوٹ خاندان کے راجاؤں کا لقب ہے، اس خاندان میں جو پہلا شخص ظاہر ہوا وہ شری بھٹ ٹارک ہے جس نے گجرات پر ۵۰۹ء سے ۵۲۰ء تک حکومت کی، اسی شخص کو ولبھی پور کا بانی کہا جاتا ہے، مسٹر بھنڈارکر نے بلہرا کو دو لفظوں "بھلا" اور "را" سے مرکب بتایا ہے، لہذا بمعنی راجہ، اور بھلا بمعنی معظم و مکرم۔ ولبھی پور قدیم زمانے میں ایک مستقل اور عظیم الشان شہر تھا، قدیم چینی سیاح "ہیونگ شیانگ چین" کا بیان ہے کہ لاریکا (لار یعنی بھروچ) کے اتر میں واقع ہے، بیرونی کا بیان ہے کہ انہلواڑہ سے دکھن میں پڑتا ہے، الیٹ صاحب کے بیان کے مطابق موجودہ ریاست بھاؤنگر سے ۲۰ میل اور بندر گھوگھ کے درمیان آباد تھا، موجودہ تحقیق بھی قریب قریب یہی ہے، کہ گھیلار ندی کے کنارے وڑا نامی گاؤں کے پاس ولبھ یا ولبھی نام کا ایک چھوٹا سا گاؤں ہے جس کو اس شہر کی یادگار سمجھنا چاہئے، اس شہر کی تباہی کے متعلق مختلف کہانیاں بیان کی جاتی ہیں، مولانا سید سلیمان ندوی نے لکھا ہے کہ یہاں کے راجاؤں کا مذہب بودھ اور بعضوں کا جین تھا، اور انہیں دونوں کے جھگڑوں میں شاید اس کا خاتمہ ہوا،

ولبھ راجاؤں کی حکومت گجرات، کاٹھیاواڑ، کچھ اور کوکن وغیرہ علاقوں پر مشتمل تھی، ان کا اصل پایۂ تخت ناسک تھا، جو پہلے بدل کر مال کھیٹ، پھر مانگھیر ہو گیا، اسی کو عرب سیاحوں نے معرب کرکے مانکیر کر دیا ہے، اس کا شمالی عرض البلد ۱۷ درجہ ۱۰ دقیقہ اور مشرقی طول البلد ۷۷ درجہ ۱۳ دقیقہ ہے، یہ مقام ریاست

ومن ملوك الهند جابة وملك	یہاں کے راجاؤں میں جابہ[۵۱]، طافن[۵۲]،
الطافن وملك الجزر وغابة و	جزر[۵۳]، غابہ[۵۴]، رہمی[۵۵]، اور قامرون[۵۶]
رهمی وملك قامرون، (ص۱۶)	کے راجہ ہیں،

(بقیہ حاشیہ ص ۹) حیدرآباد میں داخل ہے،

ابن خرداذبہ نے جس راجہ بلہرا کا ذکر کیا ہے اس کا نام موگہ برش ولبھ رائے تھا، اس کی حکومت کا زمانہ ۸۱۴ء سے ۸۷۷ء تک ہے، اس راجہ نے اپنے طویل عہد حکومت میں بڑی فتوحات حاصل کیں، حسن انتظام کے لحاظ سے بھی یہ بہترین راجہ تھا، اسے عربوں سے بڑی محبت تھی، آخر عمر میں تخت سے دست بردار ہوکر عبادت الٰہی میں مشغول ہوگیا تھا، اور اس کا لڑکا اس کا جانشین ہوا، (تاریخ گجرات)

[۵۱] یہ گوجروں کے ایک گروہ کا نام ہے، جسے سنسکرت میں چاپ کہا جاتا تھا، شاہان گوجر کے مولف کا بیان ہے کہ چاپ یا چپہ اور چوڑا گوجروں کی دو مشہور قومیں اور اعلیٰ طبقہ میں شمار ہوتی ہیں، چاپہ چیوت کتھ کے معنی مضبوط کمان اور چوڑا اڑا کو بھی کہتے ہیں، غالباً ان اوصاف سے اُن کا یہ گوت مشہور ہوا، اس لئے چاپہ تعریفی اور چوڑا تحقیری لقب گوجروں کا ہے،

ابن رستہ نے غالباً اسی کو "نجابۃ" لکھا ہے، جیسا کہ بعض نسخوں میں اس کی جگہ جابۃ ہی ملتا ہے، اور یہ بھی بتایا ہے کہ ان کا تعلق سلوقی خاندان سے ہے، اگر اسے صحیح مان لیا جائے تو ثابت ہوجاتا ہے کہ چاپ کسی زمانہ میں یمن سے آئے ہوں گے، کیونکہ سلوق یمن کی ایک بستی کا نام ہے، اور وہاں کی تلواریں، زرہیں، اور کتے مشہور ہیں، عرب شعرا کے کلام میں ان کا ذکر ملتا ہے اس لئے اسی کی طرف یہ خاندان بھی مشہور ہوگا،

[۵۲] لفظ طافن کی اصلیت میں یورپین محققوں کا اختلاف ہے، یہ لفظ طافن کے بجائے طاقن بھی بعض نسخوں میں ملتا ہے، اس کو بعضوں نے موجودہ اورنگ آباد دکن کے قریب بتایا ہے بعض اس کو کشمیر کے پاس کہتے ہیں، لیکن میرے نزدیک یہ طاقن لفظ ہے، اور یہ دکھن کی خرابی ہے، (عرب و ہند کے تعلقات) [۵۳] یہ لفظ اصل میں

من الفهرج الى الطابران	فہرج سے مکران کے علاقہ طاہران
من عمل مكران عشرة فراسخ ثم	کا فاصلہ ۳۰ میل پھر باسورنجان شہر
الى باسورنجان مدينة الخرون	خرون کا ۴۲ میل پھر قریہ یحییٰ بن عمرو

(بقیہ حاشیہ ص ۱۰) گجر ہے گوجر راجہ گجرات کے راجہ تھے جب گوجر قوم ہندوستان فتح کرکے ابو ہوتے ہوئے اس ملک میں آئی تو انھوں نے اپنے جنوبی مقبوضات کے تین حصّے کئے، سب سے بڑے حصہ کا نام مہاراشٹر اور دوسرے کا گوجرراٹھ اور تیسرے کا سوراٹھ رکھا جنھیں آج کل مہاراشٹر (مرہٹہ دیس) گجرات، اور سورٹھ (کاٹھیاوار) بولتے ہیں، سندھ کے مسلمان اس کو جرز بولتے تھے، جو گجرات کا معرب ہے، اور گجر مخفف ہے گوجر کا، پھر ہندوستان کے ترکی فاتحون نے گوجرراٹھ سے گجرات بنا دیا، اور یہی نام اس وقت معروف ومشہور ہے (تاریخ گجرات) ۵۳ یہ اصل میں گابہ ہے، جو ہندوستان کی ایک قوم کا نام ہے، اور اب بھی ہندستان میں موجود ہے (شاہان گوجر ص ۵۲۴) ۵۴ غالبًا دہان یا ادا کان واقع برہما ہے، مولف شاہان گوجر کہتے ہیں کہ یہ لفظ برہما ہے، عرب مورخین نے الف کو بصورت ی لکھا برہما کا برہمی ہوگیا اور ب کا شوشہ نقل در نقل میں اڑ گیا، رہمی رہ گیا دیکھو ص ۵۱، ۵۵ اس سے کامروپ مراد ہے اب اسے آسام کہا جاتا ہے، یہ ہندوستان کے شمالی اور مشرقی سرحد پر واقع ہے یہاں کے راجہ کو قامرون (راجہ کامروپ) کہتے ہیں، یہاں گینڈا بہت ہوتا ہے، سونے کی کان بھی ہے عود اور اسلحہ تیز کرنے کا پتھر بھی بہت اچھا ہوتا ہے،

(دیکھو تاریخ سندھ)

۵۱ ابن خرداذبہ کے زمانہ میں تاجروں کے جو قافلے خراسان سے مکران اور سندھ وغیرہ جاتے تھے، اس میں ان کی مسافتوں اور منزلوں کا ذکر ہے، پہلی منزل فہرج تھی، اس نام کے تین شہر آباد تھے، یہ صوبہ کرمان کا شہر ہے، جو وہاں کے دو شہروں بم اور نرماسیر کے مشرق اور بادیۂ ایران کے کنارے واقع تھا، سیرجان سے مشرق کی طرف مکران جانے والی سڑک بم اور نرماسیر ہوتی ہوئی فہرج پہنچتی تھی (دیکھو جغرافیہ خلافت مشرقی ص ۲، ۳۲۹، ۴۴ ... تعلیقات)

اربعة عشر فرسخا ثم الی قریة یحیی — کا ۳۰ میل پھر ہزارہ کا ۳۰ میل، پھر مدرکا
ابن عمرو عشرة فراسخ، ثم الی — ۳۰ میل، پھر بوسارہ کا ۲۰ میل پھر ڈرک
هذا عشرة فراسخ ثم الی مد — باموية کا ۲۰ میل، پھر تجبنی کا ۳۰ میل پھر

(بقیہ حاشیہ ص ۱۱) وسیع ملک ہے، گذشتہ زمانہ میں اکثر اوقات یہ علاقہ والیٔ سندھ کے ماتحت رہا ہے، اس لئے اکثر عرب سیاحوں نے اس کو بھی سندھ میں شمار کیا ہے، چنانچہ ابن رستہ نے یہی لکھا ہے کہ سندھ کی سرحد تیز (مکران کے پایۂ تخت) سے شروع ہوتی ہے (دیکھو الاعلاق النفیسہ ص ۸۰) چونکہ اصطخری وغیرہ نے اس کے حالات کسی قدر تفصیل سے لکھے ہیں، اس لئے مزید تفصیل بیان کرنی ضروری نہیں معلوم ہوتی۔ ۵۳ مکران کی طرح طابران سے شروع ہوتی ہے، (دیکھو تاریخ سندھ ص ۱۹۰) شہر طوس جو خراسان کا مشہور و مردم خیز شہر ہے، اور طابران اور نوقان دو شہروں سے مل کر بنا تھا، ان کے ماتحت ایک ہزار سے زیادہ قریے تھے، خلیفہ ثالث حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں مسلمانوں نے اس شہر کو فتح کیا تھا، چوتھی (دسویں) صدی میں خراسان کے ربع نیشاپور میں دوسرے درجہ کا شہر تھا، تیسری صدی ہجری میں طوس کے دو حصوں میں نوقان بڑا تھا، اور چوتھی صدی میں طابران اس سے بڑھ گیا، طابران کا قلعہ مشہور تھا، اس کی عمارت عظیم الشان تھی اور بہت دور سے دکھائی دیتی تھی، وہاں کے بازاروں میں مال تجارت کی بہتات تھی، جامع مسجد نہایت خوبصورت تھی، ۶۱۷ھ مطابق سنہ ۱۲۲۰ء میں اس تمام علاقے کو مع طوس کے دو شہروں یعنی نوقان اور طابران مغلوں کے جرگوں نے خوب لوٹا اور تباہ کیا (دیکھو معجم البلدان ج ۶ ص ۸۰ اور جغرافیہ خلافت مشرقی ص ۵۹۳ تا ۵۹۵) ۵۵ اس سے مصنف نے خزون کا شہر بتایا ہے اور خزون خراسان کا علاقہ ہے (دیکھو معجم البلدان ج ۳ ص ۴۲۶) زمانۂ وسطیٰ میں خراسان کا اطلاق اس ملک پر ہوتا تھا جس میں تمام اسلامی صوبے بادیۂ ایران کے مشرق سے شروع ہو کر ہندوستان کے پہاڑوں کی سرحد تک واقع ہوئے تھے، ان وسیع معنوں میں خراسان کی حدود کے اندر سمتاً شمال مشرق میں تمام ترکستان ماوراء النہر اور سمت جنوب میں سجستان مع قوہستان شامل ہو جاتا تھا، اور خراسان کی

عشرۃ فراسخ ثم الی موسارۃ	تجین[۵۱] سے باوچھوین[۵۲] کی شاہراہ کا ۳۰ میل پھر
تسعۃ فراسخ ثم الی خدرک باموتہ	نمک کے پہاڑ کا ۱۸ میل، پھر نحل کا ۲۷
تسعۃ فراسخ ثم الی تجین عشرۃ	میل، پھر قلمان کا ۱۰ میل، پھر سرائے خلف
فراسخ ثم الی مقاطعۃ البلوص	کا ۱۲ میل، پھر قنزپور[۵۳] کا ۹ میل، پھر حلیس کا
عشرون فرسخا ثم الی الجبل الملح	جو قندابیل[۵۴] کے راستہ پر ایک صحرا ہے ۶۰ میل

(بقیہ حاشیہ ص ۱۱ و ۱۲) ۵ دور کی سرحدیں وسط ایشیا کی طرف دشت تین اور ہندوستان کی طرف ہندوکش کے سلسلوں تک پہونچتی تھیں، اس کے بعد خراسان کی حدود اتنی وسیع نہیں رہیں، اور زمانۂ وسطی کے صوبہ خراسان کے متعلق یہی سمجھنا آسان ہوگا کہ شمال مشرق میں یہ صوبہ دریائے جیحون تک پھیلا ہوا تھا، مگر ابھی تک ہرات سے آگے پہاڑی علاقے جواب افغانستان کا شمالی مغربی حصہ ہیں، اس میں شامل تھے، اُن کے علاوہ دریائے جیحون کے بالائی حصے کا ملک بابر کی سمت کا جہاں تک کہ عربوں کو اس کا علم تھا خراسان کے اضلاع بعید میں شمار ہوتا تھا، (دیکھو جغرافیۂ خلافت مشرقی باب بست وہفتم ص ۴۸۲ و ۴۸۳) ۵۱ یہ سب غیر معروف مقامات کے نام ہیں، جو مسافروں کو راستے میں پڑتے تھے،

۵۲ مکران کی سرحد پر قصص اور بلوص نام کی دو وحشی قومیں آباد تھیں، ۵۳ زمانہ وسطی میں مکران کا دار الحکومت تھا اور ملک کے اندرونی حصہ میں اس جگہ واقع تھا، جسے آج کل پنج گور کہتے ہیں،

(دیکھو خلافت مشرقی ص ۴۹۵)

۵۴ قندابیل (گنداوی) اس شہر کا اصل نام گنداببھیل رہا ہوگا کسی زمانہ میں یہاں بھیلوں کی حکومت تھی، زمانہ وسطی میں سندھ کے بڑے خوشحال اور آباد شہروں میں شمار ہوتا تھا، اور یہاں سے خرما کی بہت برآمد ہوتی تھی،

(تاریخ سندھ)

ستة فراسخ ثم الى النخل تسعة	پھر سرائے داران کا ۳۰ میل، پھر جینیہ کا
فراسخ ثم الى قلمان ستة فراسخ	۳۰ میل، پھر قصدار[1] کا ۳۰ میل، قصدار
ثم الى سرای خلف اربعة فراسخ	سے جور کا ۱۲۰ میل، پھر اسروشان کا
ثم الى قنزبور ثلثة فراسخ ثم	۱۲۰ میل، پھر قریہ سلیمان بن سمیع کا ۴
الى حبس على طريق قندابيل	میل اور قریہ سلیمان خراسان سے سندھ
مفازة عشرون فرسخا ثم الى	اور ہندوستان جانے والوں کا بندرگاہ
سرای داران عشرة فراسخ ثم	ہے قریہ سلیمان سے منصورہ[2] کا فاصلہ
الى الجينة عشرة فراسخ ثم الى	۲۴۰ میل ہے، اس طرح گویا کران کی
قصدار عشرة فراسخ ومن	ابتدائی سرحد سے منصورہ کا فاصلہ
قصدار الى الجور اربعون فرسخا ثم	۱۰۷۴ میل ہے، اور یہ راستہ جانوں کے

[1] قصدار اور قزدار ایک ہی شہر کے نام ہیں، یہ طوران کا پایۂ تخت رہ چکا ہے ایک صحرا میں واقع تھا، اس کے بیچ میں ایک قلعہ تھا، (تاریخ سندھ)

[2] یہ پرانے زمانہ میں ایک آباد و شاداب اور سندھ کا مرکزی شہر رہ چکا ہے، جو دریائے سندھ کے کنارے ایسی جگہ پر آباد تھا کہ دریا کی ایک شاخ نے نکل کر اسے جزیرہ کی طرح بنا دیا تھا۔ اس کا پرانا نام ہندی میں بھمنوا تھا، مگر اہل ایران اس کو برہمن آباد کہتے تھے، بعد میں بعض فوجی اور سیاسی ضرورتوں سے سندھ میں عربوں کو خود اپنے شہر بسانے پڑے تو حکم بن محمد بن قاسم نے برہمن آباد سے ۲ میل کے فاصلہ پر یہ شہر آباد کیا، اور خوش فالی کے لئے منصورہ نام رکھا، لیکن پانچویں صدی ہجری کی ابتدا میں اس شہر کا خاتمہ ہوگیا،

(عرب و ہند کے تعلقات)

الی اسروشان اربعون فرسخاً ثم الی قریۃ سلیمان بن سمیع ثمانیۃ وعشرون فرسخا وقریۃ سلیمان ھذہ فرضۃ من جاء من خراسان یرید السند والھند ثم الی المنصورۃ ثمانون فرسخا فمن اول عمل مکران الی المنصورۃ ثلثمائۃ وثمانیۃ وخمسون فرسخا والطریق فی بلاد الزط وھم

ملک سے گذرتا ہے، اور جاٹ قوم کے لوگ راستے میں امن وامان کے محافظ[۱] ذمہ دار ہیں،

ومن زرنج مدینۃ سجستان الی الملتان مسیرۃ شھرین و سمیت الملتان فرج بیت الذھب لان محمد بن یوسف اخا الحجاج بن یوسف اصاب فی بیت بھا اربعین بھارا ذھبا والبھار ثلثمائۃ وثلاثۃ وثلاثون

سجستان کے شہر زرنج سے ملتان[۱] دو مہینہ کی راہ ہے، اور ملتان کو فرج بیت الذہب (سنہری سرحد) کہتے ہیں کیونکہ حجاج کے بھائی محمد بن یوسف نے یہاں ایک گھر کے اندر ۴۰ بہار سونا پایا تھا اور بہار ۳۳۳ من کا ہوتا ہے، اسی بنا پر ملتان کو فرج بیت الذہب کہتے ہیں،

---

[۱] ملتان، ہندوستان کا پرانا مشہور اور بڑا شہر ہے، کسی زمانہ میں یہ ایک ریاست کی حیثیت رکھتا تھا، اور یہاں ایک بتخانہ تھا، جس کی یاترا کے لئے تمام ہندوستان سے لوگ آتے تھے، اور بیش بہا اور قیمتی چیزیں اس کی نذر کرتے تھے (تاریخ سندھ)

منافيتميت فرج بيت الذهب	اور فرج سرحد کو کہتے ہیں، اس سونے کے
والفرج الثغر يكون مبلغ ذلك	ذخیرے کا وزن ۲۳۹۷۶۰۰ مثقال کے
الذهب الفي الف ثلثمائة الف	برابر تھا،
وسبعة وتسعين الفا وستمائة	
مثقال، (ص ۵۵ و ۵۶)	
بلاد السند القيقان وبنة و	سندھ[51] کے شہروں میں قلات[52]، ابنہ، مکران[53]
مكران والميد والقندهار وقال	میدؔ[54]، قندھار[55] اور قندھار کے متعلق ابن

---

[51] ابن خرداذبہ نے سندھ کے ضمن میں جن شہروں کا نام لیا ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ بلوچستان کے بعد گجرات تک سندھ ہی کا علاقہ سمجھتا ہے، اور یہی حال تمام قدیم مورخین عرب کا ہے [52] قلات، کیزکانان یا قیقان (کیکان) ایک ہی نام ہیں، یہ ملک طوران کا خوشحال شہر اور بادشاہ کا پایۂ تخت تھا [53] یہ بھی حدود مکران میں داخل اور مصری کی پیداوار کے لئے مشہور تھا [54] یہ ایک قدیم آرین قوم کا نام ہے، جو وادیٔ سندھ میں آباد اور نہایت وحشی اور جنگ جو تھی، جاٹ اُن کے حریف ہوتے تھے، راجہ لنکا نے حجاج کے لئے جو جہاز تحفوں کے ساتھ روانہ کیا تھا، اسے اسی قوم نے دیبل کے بندرگاہ کے قریب لوٹ لیا تھا، ان ہی کے نام پر یہ شہر رہا ہوگا، جو سندھ کے ماتحت تھا،

(تاریخ سندھ ص ۱۴)

[55] قندھار (گندھار) گو یہ سندھ کا مشہور اور پُررونق شہر سمجھا جاتا تھا، لیکن اس کی حیثیت مستقل ریاست کی بھی تھی، یہ برہمنوں اور رشیوں کا مرکز بھی رہ چکا ہے، یہاں سندھ کا ایک معاون دریا رنگ (راوی)؟ بہتا ہے۔

(تاریخ سندھ)

ابن مفرغ :-	مفرغ کا شعر ہے :-
بقندھار ومن تکتب منیتہ	قندھار میں جس کی موت لکھی ہو
بقندھار یرجم دونہ الخبر	اس کی خبر نہیں مل سکتی،
وقصدار والبوقان ف	قصدار، بوقان[1]، قندابیل، قنزپور،
قندابیل وقنزبور وارمابیل	ارمائیل[2]، دیبل[3]، قنبلی، کھمبایت[5]، سہبان،
والدیبل وقنبلی وکنبایاوسھبان	سدوسان[6]، راسک[7]، رور[8]، ساوندری،

---

[1] بوقان (توقان) علاقہ بدھ کا شہر تھا، اور ٢٧٩ھ تک یہ شہر آباد تھا، [2] ارمائیل (ارمن بیلہ) مکران کی سرحد پہ اس کے اور دیبل کے درمیان سمندر کے کنارے ایک بڑا شہر تھا [3] دیبل، دریاے سندھ کے مغربی جانب سمندر پر کسی زمانہ میں ملک سندھ کا سب سے بڑا شہر، بندرگاہ اور تجارتی مرکز رہ چکا ہے لیکن اب یہ بھی پتہ نہیں چلتا کہ وہ کس جگہ آباد تھا، بعض لوگ بھنبھور واقع کراچی کو اور بعض ٹھٹھ کو قدیم دیبل (دیول) بتلاتے ہیں، (تاریخ سندھ) [4] دیبل اور مکران کے درمیان ایک بڑا اور ساحلی شہر ہے [5] کھمبایت یہ گجرات میں سمندر کے کنارے ایک بڑا بندرگاہ تھا، بدنیزہ، چاول، شہد، اور ناریل کے لئے مشہور تھا، یہاں سے جوتے ساری دنیا میں برآمد کئے جاتے تھے، (تاریخ سندھ) [6] سدوسان - اس شہر کا مختلف زمانہ میں سدوسان، سیوستان، سہوان اور سیوان الگ الگ نام رہا ہے، آج کل سیہون کہتے ہیں یہ بھی گجرات کا علاقہ اور سمندر کے کنارے آباد ہے، (تاریخ سندھ) [7] راسک - خروج کے ملک کا صدر مقام تھا یہاں کی آبادی بہت تھی، اور تجارتی منڈی بھی تھا، (تاریخ سندھ) [8] رور راجہ داہر کے عہد میں پایۂ تخت اور سندھ کا بڑا اور تجارتی شہر تھا، دریاے سندھ کے مشرقی جانب یہ اور اس کا قلعہ ایک بلند پہاڑ پہ واقع تھا، ساتویں صدی ہجری میں دریا کے رُخ پھیر لینے کی وجہ سے ویران ہوگیا، اب اس سے پانچ میل کے فاصلہ پر روہڑی (نزد خیرپور ضلع سکھر) نام کا ایک دوسرا گاؤں آباد ہے، (تاریخ سندھ)

وسد وسان وراسك والرور
وساوندری والمولتان وسندان
والمندل، والبيلمان وسرشت
والكيرج ومرمد وقالی ودهنج
وبروص وكان عمران بن موسیٰ
البرمكی ضمن السند علی ان يحمل منها
بعد كل نفقة الف الف درهم

(ص ۵۶-۵۷)

ملتان، سنداں[1]، منڈل[2]، بھیلمان[3]،
سرشت[4]، کیرج[5]، مرد[6]، کالی، دھنج،
اور بھروچ وغیرہ ہیں، اور عمران بن
موسیٰ برمکی نے سندھ سے اخراجات
پورا کرنے کے بعد دس لاکھ درہم
بیت المال بھیجنے کی ضمانت لی تھی،

---

[1] سنداں صوبہ سندھ سے متصل دریائے سندھ کے کنارے گجرات کا مشہور اور نہایت سرسبز و شاداب شہر؟ یہاں کی آب و ہوا گرم ہے (تاریخ سندھ) [2] منڈل راجہ کامروپ (آسام) کے تحت دریائے برہمپتر کے کنارے ایک چھوٹا شہر ہے، جہاں عود بہت نکلتا ہے (تاریخ سندھ) [3] بھیلمان یہ سندھ، گجرات، کاٹھیاوار، اور مارواڑ کی سرحد پر واقع تھا، اور کسی زمانہ میں بھیلوں اور پھر گوجروں کا پایۂ تخت تھا (تاریخ سندھ) [4] سرت (سورٹھ) کاٹھیاوار کا قدیم نام ہے (تاریخ سندھ) [5] کیرج یا کورج، موجودہ جے پور کا نام تھا، اور کسی زمانہ میں مشہور ہندوستانی راجہ داہر کی یہاں حکومت تھی، (تاریخ سندھ) [6] غالباً معبر ہوگا، اہل عرب مدراس میں ملیبار کے دوسرے مقابل ساحل کو معبر کہتے تھے، اور اس کا موجودہ نام کارومنڈل ہے، جہاں کا عود مشہور ہے، اور یہ ملیبار کے پورب میں کولم (ٹراونکور) سے ۳، ۴ دن کی مسافت پر واقع ہے، اور قالی (گالی) سیلون کی بندرگاہ ہے، آج بھی یہاں سے یورپ اور آسٹریلیا کو جہاز جاتے ہیں، ۔

(عرب و ہند کے تعلقات ص ۶۷)

ثم الی تارا مسیرة سبعة ایام
وهی الحد بین فارس والسند
ومن تارا الی الدیبل مسیرة
ثمانیة ایام ومن الدیبل الی
مصب مهران نهر السند فی
البحر فرسخان - ومن السند یجی
القسط والقنا والخیزران،

ومن مهران الی اوتکین وهی
اول ارض الهند مسیرة اربعة
ایام وفی هذه الارض ینبت
القنا فی جبالها والزرع فی اودیتها
واهلها عتاة مردة لصوص و
منها علی فرسخین المید لصوص
ومنها الی کولی فرسخان ومن کولی
الی سندان ثمانیة عشر فرسخا
وبها ساج وقنا ومن سندان
الی ملی مسیرة خمسة ایام

(بصرہ سے ہندوستان آنے کے راستے
کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ) پھر ارمز
سے تارا ایک ہفتہ کی راہ ہے، اور یہی
ایران اور سندھ کی درمیانی سرحد ہے،
تارا سے دیبل آٹھ دنوں کا راستہ ہے، در
دیبل سے ۶ میل پر دریائے سندھ کا
دہانہ ہے، سندھ سے قسط (کٹ) نیزہ
بید اور بانس وغیرہ برآمد ہوتا ہے،

دریائے سندھ سے اوتکین ۴ دن کا
راستہ ہے، یہیں سے ہندوستان کی سرحد
شروع ہوتی ہے، سندھ کی پہاڑی
زمینوں میں بید اور نیزے[1] ہوتے ہیں
اور نشیبی علاقوں میں کاشت ہوتی ہے؛
باشندے سرکش، لٹیرے اور ڈاکو قسم کے
ہیں، یہاں سے ۶ میل پر مید قوم کے ڈاکو
رہتے ہیں، اوتکین سے کولی[2] ۶ میل پر اور
کولی سے سندان ۵۴ میل پر واقع ہے،
سندان میں ساگوان کی لکڑی اور نیزے

---

[1] یعنی نیزے کے پتلے بانس [2] کولی سے کولم واقع ٹراونکور مراد ہے،

قمار فانه يحرم الزنا والشراب
وملك سرنديب يحمل اليه
الخمر من العراق، ويشربها،
وملوك الهند ترغب في ارتفاع
سمك الفيلة وتزيد في اثمانها
الذهب الكثير وارفعها تسع
اذرع الافيلة الاغباب فانها
عشر اذرع واحدى عشرة ذراعا

مگر قمار[1] کا راجہ زنا اور شراب دونوں کو
حرام سمجھتا ہے، لنکا کے راجہ کے لئے عراق
سے شراب جاتی ہے، اسی کو وہ پیتا ہے،
ہندوستانی راجہ قد آور ہاتھی پالنے
کے بڑے شوقین ہیں، اور انھیں بڑی
بڑی قیمتیں اور بہت سا سونا دے کر خریدتے
ہیں سب سے اونچے قد کا ہاتھی ۹ گز کا
ہوتا ہے، البتہ اغباب[2] کے ہاتھی ۱۰، ۱۱
ہاتھ کے ہوتے ہیں،

واعظم ملوك الهند بلهرا وتفسيره ملك
الملوك ونقش خاتمه من ودك
لا مرولی مع انقطاعه و ينزل
الكمكم بلاد الساج وبعده ملك
الطافن وبعده جابة وبعده
ملك الجزر وله الدراهم الطاطرية
وبعده غابة وبعده رهمي و
بينه وبين هئولاء مسيرة سنة

ہندوستان کا سب سے بڑا راجہ بلہرا (ولبھ
راے) ہے، جس کے معنی ہی شہنشاہ
(مہاراج) ہوتے ہیں، اس کی انگوٹھی میں
کندہ تھا کہ جو شخص تجھ سے کسی غرض
کی وجہ سے محبت کرے گا، وہ اپنی غرض
پوری نہ ہونے کی وجہ سے تجھ سے کنارہ کش
ہوجائے گا، راجہ بلہرا ساگوان کے ملک
کوکم[3] میں رہتا ہے، اس کے بعد طافن پھر

---

[1] یعنی راس کماری جہاں کا عود مشہور ہے، اور عرب اسے عود قماری کہتے تھے [2] اس سے سیلون کے جنگل
مراد ہیں [3] کمکم (کولم) موجودہ کوکن جو ٹراونکور کوچین کا علاقہ ہے، بڑا خوبصورت اور مالدار شہر اور مشہور

وذكروا ان له خمسين الف فيل
وله الثياب القطنية المخملية
والعود الهندي ثم بعده ملك
قامرون يتصل مملكته بالصين
وفي بلده الذهب الكثير والكر
كدن وهي دابة لها قرن واحد
في الجبهة طوله ذراع وغلظه
قبضتان فيه صورة من اوّل
القرن الى آخره فاذا شق رأيت
الصورة بيضاء في سواد كالسبج في
صورة انسان او دابة او سمكة
او طاؤس او غيره من الطير
فيتخذه اهل الصين مناطق
تبلغ المنطقة ما بين ثلثمائة
دينار الى ثلاثة آلاف دينار
الى اربعة آلاف دينار وهؤلا

جاب اور اس کے بعد گجرات کے راجہ ہیں
گجرات کے راجہ کا سکہ طاطریہ درہم ہیں[1]
اس کے بعد کابہ پھر (برہما) کی سلطنت
ہے، رہمی (برہما) اور دوسرے ممالک کا
راستہ ایک سال کا ہے، لوگوں کا بیان
ہے کہ راجہ برہما کے پاس ۵۰ ہزار ہاتھی
تھے، اس کے پاس مخملی سوتی کپڑے اور
عود ہندی ہے، اس کے بعد آسام کا
راجہ ہے، اس کی مملکت چین سے متصل ہے،
آسام میں بہت زیادہ سونا اور گینڈا ہوتا
ہے، گینڈا ایک جانور ہے، جس کی پیشانی
پر ایک ہاتھ لمبا، اور ۲ مٹھی موٹا ایک سینگ
ہوتا ہے، اس میں ایک تصویر ہوتی ہے
جب سینگ کو پھاڑا جاتا ہے تو سیاہی کے
اندر سفید سی تصویر نظر آتی ہے، یہ تصویر
یا تو آدمی یا کسی جانور یا مچھلی یا مور یا کسی

(بقیہ حاشیہ ص ۲۲) بندرگاہ تھا یہاں سے جہاز عدن جایا کرتے تھے (عرب و ہند کے تعلقات ص ۲۶۹)

[1] یہ ایک قسم کا چاندی کا سکہ تھا، اور گجرات اور سندھ میں بھی رائج تھا، آج کل کے آٹھ آنہ کے برابر ہوتا تھا، (تاریخ سندھ ص ۱۳۷)

الملوك كلهم مخرموا الآذان۔

(ص ۶۶ تا ۶۸)

اور ہند کی ہوتی ہے، اہل چین اس کے
پٹے بناتے ہیں، ایک پٹے کی کم سے کم
قیمت ۳ سو دینار اور زیادہ سے زیادہ
۳ ہزار، اور ۴ ہزار دینار تک ہوتی ہے،
ان تمام مذکورہ بادشاہوں کے کان
چھدے [1] ہوتے ہیں،

(چین جانیوالے راستوں کا ذکر کرتے ہوے لکھا ہے کہ

من مايط ذات اليسار الى جزيرة
تيومة فيها العود الهندى و
الكافور ومنها الى قمار مسيرة
خمسة ايام وبقمار العود القمارى
وارز ومن قمار الصنف على
الساحل مسيرة ثلثة ايام و
بها العود الصنفى وهو افضل
من القمارى لانه يغرق فى
الماء لجودته وثقله وبها

مایط سے جو بائیں جانب پڑتا ہے جزیرہ
تیومہ سے جاتے ہیں، اس جزیرہ میں
عود ہندی اور کافور ہوتا ہے، یہاں
سے قمار (راس کماری) پانچ دن کا
راستہ ہے، قمار میں "عود قماری" اور
دھان ہوتا ہے، قمار سے صنف [2] کے
ساحل پر تین دن کا فاصلہ ہے، یہاں
عود صنفی ہوتا ہے، جو قماری سے بہتر
ہے، اور عمدہ اور وزنی ہونے کی وجہ سے

---

[1] قدیم ہندوستانی راجہ زیورات پہنتے تھے اس لئے ان کے کان چھدے ہوتے تھے، اب بھی ہندوؤں میں بعض قوموں کے کان چھدے ہوتے ہیں، [2] یعنی چمپہ ایک بڑا شہر اور آسام کے راجہ کے ماتحت تھا، یہاں کا عود مشہور ہے، عرب اسے عود صنفی کہتے تھے۔

بقر وجواميس -

ومن مدن الهند المشهورة
سامل وهورين وقالون ش
قندهار و قشمير، (ص ٦٨)

ومن السند القسط والقنا
والخيزران، (٧١)

والهند سبعة اجناس
الشاكثرية وهم اشرافهم
فيهم الملك تسجد الاجناس
كلها لهم ولا يسجدون لاحد
والبراهمة وهم لا يشربون
الخمر ولا نبيذ — والكسترية
يشربون ثلثة اقداح فقط
لا تزوجهم البراهمة ويتزوجون
فيهم — والشودرية وهم اصحاب
زراعة والبيشية وهم اصحاب

پانی میں ڈوب جاتا ہے، یہاں گائیں
اور بھینسیں بکثرت ہوتی ہیں،

ہندوستان کے بعض مشہور شہر یہ ہیں
سامل، ہورین[1]، قالون، گندھار
اور کشمیر

سندھ سے قسط (کٹ) نیزہ اور بید
کی برآمد ہوتی تھی،

ہندوستانیوں کی سات قسمیں (ذاتیں)
ہیں چھتری: یہ یہاں کے شرفا ہیں،
انہی میں سے بادشاہ ہوتے ہیں، ان
کو سب ہندوستانی سجدہ کرتے ہیں، اور
یہ کسی کو سجدہ نہیں کرتے، برہمن[2]: یہ شراب
اور نشہ آور چیزیں استعمال نہیں کرتے
کھتری: یہ لوگ تین پیالوں تک پی لیتے
ہیں، برہمن اپنی لڑکیوں کی اُن سے شادی
نہیں کرتے، مگر اُن کی لڑکیوں سے اپنی
شادی کر لیتے ہیں۔ شودر، یہ زراعت

[1] یعنی موجودہ اجین جو ریاست گوالیار میں شامل اور ہندوؤں کا مقدس مقام ہے یہ شہر بکرماجیت کا
دارالخلافہ رہ چکا ہے،

ضاعات ومهن والسند اليه
وهُم اصحاب اللهو واللحون و
في نسائهم جمال والدنبيّة
وهم سمر اصحاب لهو ومعازف
ولعب،

(ص ۷۱)

وملل اهل الهند اثنتان و
اربعون ملة منهم من يثبت
الخالق عزوجل والرسل ومنهم
من ينفي الرسل ومنهم النافي
لكل ذلك والهند تزعم انها
تدرك بالرقى ما ارادوا ويستقى
به السقم ويزجونه ممن يُتّقى
ويصوروا الوهم والفكر ويحلون به
ويعقدون ويفرون ويسفون
ولهم اظهار التخاييل التي يتحيّر
فيها الاريب ويدعون حبس
المطر والبرد،

(ص ۷۱ و ۷۲)

اور کھیتی کرتے ہیں، بیش (ویش) یہ اہل
حرفہ اور پیشہ والے لوگ ہیں، چنڈال
یہ کھلاڑی اور کلاونت ہیں، اُن کی عورتیں
خوبصورت ہوتی ہیں، ڈوم، یہ گانے بجانے
اور کھیل تماشہ کرنیوالے لوگ ہیں، اُن کا
رنگ گندمی ہوتا ہے،

ہندوستان میں ۴۲ قسم کے مذہب
ہیں، بعض خدا اور رسول دونوں کو مانتے
ہیں، بعض خدا کو تو مانتے ہیں مگر رسولوں
کا انکار کرتے ہیں، بعض نہ خدا کے قائل
ہیں، نہ رسول کے، ان کا گمان ہے کہ
جھاڑ پھونک اور منتر کے ذریعہ مرادیں
حاصل کی جا سکتی ہیں، بیماری میں جھاڑ
پھونک سے علاج کراتے ہیں، اور اس کا
پانی بھی پلاتے ہیں، ان کا اوہام و تخیلات
پر عقیدہ ہے، اور وہ سمجھتے ہیں
کہ اس سے ان کو نفع اور نقصان پہنچتا
ہے، اور وہ ایسی ایسی خیالی چیزیں ظاہر کرتے
ہیں جن کو دیکھ کر عقلمند حیران رہ جاتے ہیں،

ثم يمضون الى السند و
الهند والصين فيحملون من
من الصين المسک والعود و
الكافور والدارصيني وغير ذلک
مما يحمل من تلک النواحي،

(عربی، فارسی، رومی، فرنگی، اندلسی اور
روسی زبانیں بولنے والے یہودی تاجروں
کے ذکر میں لکھا ہے کہ وہ بحر قلزم سے
بحر مشرقی میں سوار ہو کر حجاز و جدہ
ہوتے ہوئے) پھر سندھ، ہند اور چین
جاتے ہیں، چین سے مشک، عود، کافور،
دال چینی، اور ان علاقوں میں پیدا ہونے
والے دوسرے سامان اپنے ساتھ لاتے ہیں

ترجمہ

ثم يركبون في دجلة الى الابلة
ومن الابلة الى عمان والسند و
الهند والصين كل ذلک متصل
بعضه ببعض،
(ص ۱۵۳ و ۱۵۴)

پھر دریائے دجلہ میں جہازوں پر سوار
ہو کر ابلہ[1] جاتے ہیں، اور ابلہ سے عمان
پھر سندھ، ہندوستان اور چین روانہ
ہو جاتے ہیں، یہ سارے ممالک ایک دوسرے
سے قریب اور ملے ہوئے ہیں،

ثم الى كرمان، ثم الى السند

پھر کرمان[2]، پھر سندھ، پھر ہند اور

---

[1] ابلہ عربوں کے عراق پر قبضہ سے پہلے ایرانیوں کے زمانہ میں ہندوستان کے لئے خلیج فارس کا سب سے بڑا اور مشہور بندرگاہ تھا، جو بصرہ کے قریب واقع تھا، ابلہ سے ہندوستان کی تجارتی آمد و رفت اس کثرت سے تھی کہ اہل عرب اسے ہندوستان ہی کا ایک ٹکڑا سمجھتے تھے، چین اور ہند سے آنے والے جہاز یہیں ٹھہرتے تھے، اور یہیں سے روانہ ہوتے تھے (عرب و ہند کے تعلقات ص ۵۰) [2] مشہور اور آباد صوبہ جس کے متعلق متعدد شہر اور گاؤں تھے، یہ فارس اور مکران، سجستان اور خراسان کے درمیان واقع ہے، عرب

ثم الی الهند ثم الی الصین (ص ۱۵۵)	پھر چین پہونچتے ہیں ،
واثیوپیا وفیها تهامة و	(معمورہ ارضی کی چار قسموں میں ، ایک
الیمن والسند والهند والصین	اثیوپیا ہے ، جس میں تہامہ ، یمن ، سندھ ،
واشقونیا	ہند ، چین ، اور اسقونیا وغیرہ ممالک
(ص ۱۵۵)	آباد ہیں ،
ومن عجائب الارض نار	زمین کے عجائبات میں صقلیہ ، اندلس
بسقلیة وبالاندلس وبالهند	اور ہندوستان کی وہ آگ بھی ہے ، جو
تشتعل فی حجارة ان رام احدان	پتھر میں بھی بھڑک سکتی ہے ، اگر کوئی شخص
یحمل منها شعلة لم تتقد ،	اس کی چنگاری لینا چاہے تو نہیں لے
(ص ۱۵۵)	سکتا کیونکہ وہ ایسی صورت میں نہیں ،
ومخرج مهران نهر السند	دریائے سندھ کا مخرج شقنان[1] کا ایک
من جبال شقنان ونهر السند	پہاڑ ہے اور یہ دریا دریائے جیحون کی ایک
هو شعب نهر جیحون والیه	شاخ ہے ، ہندوستان کے بعض علاقے
ینسب بعض مملکة الهند یمر	اس کی طرف منسوب ہیں ، یہ منصورہ

بالمنصورة ویصب فی البحر — سے گذرتا ہے ، اور اپنے معاون ہندوستانی
الشرقی الکبیر بعد ان تحمل منها — دریاؤں سمیت بحر مشرق میں جا کر گرجاتا
انهار بلاد الهند (ص ۱۵۶،۱۵۷) — ہے ،

(بقیہ حاشیہ ص ۲۷) سیاح ہندوستان کی آمدورفت کے سلسلہ میں کرمان وغیرہ کی طرح اس کا بھی نام لیتے ہیں ، (معجم البلدان ج ۸ ص ۱۹۳) [1] غالباً اس سے مراد وخش و ختلان پہاڑ ہیں ،

سلیمان تاجر

سلیمان سب سے پہلا عرب سیاح ہے جس کا سفرنامہ ہم تک پہونچا ہے، وہ دراصل ایک تاجر تھا، جو عراق کی بندرگاہ سے چین اور مشرق قصٰی جایا کرتا تھا، اس آمد ورفت میں اس نے ہندوستان کے پورے ساحل کا چکر لگایا تھا، اپنے سفرنامہ میں اس نے ہندوستان کی تہذیب و معاشرت تمدن و سیاست، یہاں کے راجاؤں کے بعض تعزیری قوانین اور چین سے اس کا موازنہ کیا ہے، اس کے معلومات بیشتر چشم دید ہیں، اس کی پیدائش اور وفات کا سنہ نہیں معلوم ہوسکا، مگر وہ تیسری صدی ہجری کا سیاح ہے، یہ سفرنامہ اس نے ۲۳۷ھ میں لکھا تھا، اور ۱۸۴۵ء میں پہلی مرتبہ پیرس سے فرنچ ترجمہ اور فرانسیسی عالم رینو (Reinau) کے تنقیدی مقدمہ کے نام کے ساتھ سلسلۃ التواریخ کے ساتھ شائع ہوا ہے،

سلسلة التواریخ

البحر الثالث بحر هرکند و	تیسرے سمندر کو بحر ہرگند کہتے ہیں[1]
بینه و بین بحر لاروی جزائر	کے اور بحر لاروی کے درمیان بہت
کثیرة یقال انها الف وتسعمایة	سارے جزیرے[2] آباد ہیں، کہا جاتا ہے
جزیرة وهی فرق ما بین هذین	کہ اُن کی تعداد ایک ہزار نو سو ہے یہی
البحرین لاروی وهرکند و	جزیرے ان دونوں سمندروں کے درمیان
هذه الجزایر تملکها امرأة و	حد فاصل ہیں، ان پر ایک عورت کی
یقع فی هذه الجزایر عنبر عظیم	حکومت ہے اُن جزیروں میں بیش قرار
القدر فتقع القطعة مثل النبت	عنبر ہوتا ہے، عنبر کا ٹکڑا پودوں کی
ونحوه وهذا العنبر ینبت في	طرح ہوتا ہے، اور سمندر کی گہرائی میں
قعر البحر نباتاً فاذا اشتد هیجان	پودوں ہی کی شکل میں اُگتا ہے، جب
البحر قذفه من قعره	سمندر کی طغیانی بڑھ جاتی ہے، تو وہ اسے
	سانپ کی چھتری (ککرمتا) کی طرح گرائی

---

[1] سلیمان نے بحر ہند کو ہرگند کہا ہے، ہرگند سمندر کے اس حصہ کو کہتے ہیں، جو جنوبی ہند کے کناروں سے بہتا ہے (عرب و ہند کے تعلقات ص ۱۲۶)

[2] ان سے جزائر شرق الہند اور جزیرہ نمائے ہند مراد ہیں،

مثل القطر والكماة وهذه
الجزائر التي تملكها المرأة عامرة
بنخل النارجيل وبعد ما بين الجزيرة
والجزيرة فرسخان وثلثة واربعة
وكلها عامرة بالناس والنارجيل
ومالهم الودع وهذه الملكة
تدخر الودع في خزائنها ويقال
ان اهل هذه الجزيرة لا يكون
اصنع منهم حتى انهم يعملون
القميص مفروغا منه نسجا
بالكمين والدخريصين والجيب
ويبنون السفن والبيوت
يعملون سائر الاعمال على هذا
النسق من الصنعة والودع
يأتيهم على وجه الماء وفيه
روح فتوخذ سعفة من سعف
النارجيل فتطرح على وجه الماء
فيتعلق فيها الودع وهو يدعونه
الكبنج وآخر هذه الجزائر سرنديب

ان جزیروں میں جہاں عورت کی حکمرانی
ہے، ناریل کے درختوں کی کثرت ہے اور
ایک جزیرے سے دوسرے جزیرے کا فاصلہ
۲، ۳ یا ۴ فرسخ ہے، اور ان سب میں
آدمی آباد ہیں اور ناریل کے درخت ہوتے
ہیں، ان لوگوں کی دولت کوڑی ہے اور
حکومت کوڑیاں اپنے خزانے میں جمع
کرکے رکھتی ہے، کہا جاتا ہے کہ ان جزیروں
سے اچھے کاریگر کہیں نہیں ہوتے، یہ لوگ
مع آستین، دامن اور گریبان کے قمیص
کرتے بن لیتے ہیں، جہاز اور گھر خود تیار
کرتے ہیں، اور حرفت کے سارے کام بھی اسی
طریقے سے خود کر لیتے ہیں، کوڑیاں پانی کی
سطح سے حاصل کرتے ہیں، ان میں جان
ہوتی ہے، وہ پانی کی سطح پر آتی ہیں، ناریل
کی شاخ پانی کی سطح پر پھینک دی جاتی
ہے، کوڑیاں اس سے لپٹ جاتی ہیں، لوگ
اس کو کبنج کہتے ہیں، ان جزیروں کے آخر
میں بحر ہند کے کنارے لنکا کا جزیرہ ہے،

وفی هذا البحر اذا رکب الی سرندیب	اگر اس سمندر میں جہازوں پر سوار
جزائر لیست بالکثیرة غیر انها واسعة	ہو کر لنکا کی طرف جائیں تو کچھ جزیرے پڑتے
لا تنضبط منها جزیرة یقال لها	ہیں جن کی تعداد زیادہ نہیں ہے، مگر یہ
الرامنی فیها عدة ملوک سعتها	وسیع ہے، ان میں سے ایک جزیرے کو رامنی[۱]
یقال ثمانمایة او تسع مایة فرسخ	کہتے ہیں، اس میں کئی بادشاہ ہیں، اس کا
وفیها معاون الذهب وفیها	رقبہ آٹھ یا نو سو فرسخ بیان کیا جاتا ہے،
معادن تدعی فنصور یکون	اس میں سونے کی کانیں ہیں، اور کچھ اور
الکافور الجید منها، (ص۔)	کانیں بھی ہیں جنھیں فنصور[۲] کہتے ہیں، اور
	یہاں عمدہ قسم کا کافور ہوتا ہے،
وفی هذه الجزیرة اعنی الرامنی	اس جزیرہ میں ہاتھیوں کی کثرت ہے
فیلة کثیرة وفیها البقم والخیزران	بقم[۳] اور بانس بھی ہوتے ہیں، یہاں ایک قوم
وفیها قوم یاکلون الناس وهی	ہے جو لوگوں کو کھا جاتی ہے، یہ جزیرہ بحر ہرکند
تشرع علی بحرین هرکند وشلاهط	اور بحر شلاہط[۴] کے درمیان آباد ہے، اس کے
وبعد هذا جزائر تدعی لنجبالوس	بعد لنجبالوس[۵] کے جزیرے ہیں، ان میں بڑی
وفیها خلق کثیر عراة الرجال	آبادی ہے، مرد اور عورتیں دونوں ننگے
منهم والنساء غیر ان علی	رہتے ہیں، البتہ عورتیں درخت کے پتوں

---

[۱] یاقوت نے اسے رامی لکھا ہے اس سے خلیج بنگال مراد ہے، [۲] فنصور دراصل ایک بڑا شہر اور بندرگاہ اور کافور کی پیداوار کے لئے مشہور تھا [۳] یہ ایک سرخ رنگ کی لکڑی ہے جس کے پتے بادام کے پتوں کی طرح ہوتے ہیں [۴] یعنی بحر انڈمان جو بحر ہرکند کے بعد پڑتا ہے [۵] یعنی سلٹ چاٹگام جو اب بھی دریائی بندرگاہ ہے،

عورة المرأة ورقا من ورق
الشجر فاذا مرت بهم المراكب
جاؤا اليها بالقوارب الصغار
والكبار فبايعوا اهلها العنبر
والنارجيل بالحديد، وما
يحتاجون اليه من كسوة لانه
لا حر عندهم ولا برد،
ص ۱۰۹

سے ستر پوشی کر لیتی ہیں جب جہاز ان
لوگوں کے علاقے سے گذرتے ہیں تو وہ
چھوٹی بڑی کشتیوں میں اُن کے پاس
آتے ہیں، اور جہاز والوں کے ہاتھ عنبر
اور ناریل، لوہے کے بدلے میں فروخت
کرتے ہیں، چونکہ گرمی اور سردی یہاں
نہیں پڑتی، اس لیے ان لوگوں کو لباس
کی ضرورت نہیں ہوتی،

واما بحر هركند فله ريح
غير هذه..... فيغلي لها البحر
كغليان القدر فيقذف العنبر
الكثير وكلما كان البحر اغزر و
ابعد قعرا كان العنبر اجود و
هذا البحر اعني هركند اذا
عظمت امواجه تراه مثل
النار يتقد وفي هذا البحر سمك
يدعى اللخم وهو سبع يبتلع
الناس (ص ۱۳)

بحر ہند کی ہوا بحر انڈمان سے مختلف
ہے، یہ طغیانی کے زمانہ میں ہانڈیوں کی
طرح ابلنے لگتا ہے، اور بہت سا عنبر کنارے
کی طرف پھینک دیتا ہے، اور سمندر جس
قدر گہرا ہوتا ہے، اس کا عنبر اتنا ہی
نفیس ہوتا ہے، اور جب بحر ہند میں
زیادہ تلاطم ہوتا ہے تو سمندر آگ
کی طرح بھڑکتا دکھائی دیتا ہے اس
میں ایک مچھلی ہوتی ہے، جسے لخم کہتے
ہیں۔ یہ دراصل ایک درندہ ہے جو انسان
کو نگل لیتا ہے،

فتخطف المراكب منها الى
بلاد الهند وتقصد الى كوكم
لى والمسافة من مسقط الى
كوكم لى شهر على اعتدال الريح
وفى كوكم لى مسلحة لبلاد كوكم
لى تجئ السفن الصينية وبها
عذب من ابار فيأخذ من الصينية
الف درهم ومن غيرها من السفن ما
بين عشرة دنانير الى دينار وبين مسقط
وبين كوكم لى وبين هركند
نحو من شهر وبكوكم لى
يستعذبون الماء ثم تخطف
المراكب اى تقلع الى بحر هركند
فاذا جاوزه صاروا الى موضع
يقال له لنجبالوس لا يفهمون
لغة العرب ولا ما يعرفه التجار
من اللغات وهم قوم لا يلبسون
الثياب بيض كواسج فذكروا
انهم لم يروا منهم النساء و

جہاز مسقط سے ہندوستان کی طرف آتے
ہیں، اور کوکن کا رُخ کرتے ہیں، مسقط
سے کوکن ایک ماہ کی مسافت پر ہے بشرطیکہ
ہوا سازگار اور معتدل ہو، کوکن میں
جہازوں کے بنانے اور درست کرنے کا
کا کارخانہ ہے، کوکن میں چینی جہاز
آتے ہیں، اور وہاں میٹھے پانی کے کوئیں
بھی ہیں، چینیوں سے ایک ہزار درہم
لیا جاتا ہے، لیکن دوسرے ملکوں کے
جہازوں سے دس سے ایک دینار تک
بھی لے لیتے ہیں، مسقط، کوکن اور
بحر ہند کے درمیان تقریباً ایک مہینہ
کی مسافت ہے، کوکن کے لوگ میٹھا پانی
پیتے ہیں، اس کے بعد جہاز بحر ہند کی طرف
جاتے ہیں، اور اسے پار کر لینے کے بعد
چٹگام اور سلہٹ پہونچ جاتے ہیں، یہاں
کے لوگ عربوں اور دوسرے تاجروں
کی زبان نہیں سمجھتے، یہ لوگ کپڑے نہیں
پہنتے، اُن کا رنگ گورا ہے، اُن کے چہرے

ذلك ان رجالهم يخرجون اليهم
من الجزيرة في زواريق منقورة
من خشبة واحدة ومعهم
النارجيل وقصب السكر والموز
وشراب النارجيل وهو شراب
ابيض فاذا شرب
ساعة يؤخذ من النارجيل
فهو حلو مثل العسل فاذا ترك
ساعة صار شرابًا وان بقي اياما
صار خلا فيبيعون ذلك بالحديد
وربما وقع اليهم العنبر اليسير
فيبيعونه بقطع الحديد وانما
يتبايعون بالاشارة باليد
اذ كانوا لا يفهمون اللغة و
هم حذاق بالسباحة فربما
استلبوا من التجار الحديد و
لا يعطونهم شيئًا،

(ص ۱۶ تا ۱۸)

پر داڑھیاں فطری طور پر نہیں ہوتیں،
لوگوں کا بیان ہے کہ اُن کی عورتیں
نہیں نظر آتیں، اس لئے کہ مرد ہی جزیرہ
سے نکل کر لکڑی کی ڈونگیوں میں اُن
کے پاس جاتے ہیں، اور اُن کے ساتھ
ناریل، گنا، کیلا، اور ناریل کی شراب
ہوتی ہے، یہ شراب سفید ہوتی ہے،
اگر اس کو تیار کئے جانے کے وقت ہی
پیا جائے، تو وہ شہد کی طرح میٹھی معلوم
ہوتی ہے، اور اگر کچھ دیر اسے چھوڑ دیا جائے
تو وہ شراب ہو جاتی ہے، اور اگر کئی دن
تک باقی رہ جائے تو سرکہ بن جاتی ہے،
لوگ اسے لوہے کے عوض بیچ دیتے ہیں،
اور کبھی کبھی تھوڑا سا عنبر بھی ان کو مل
جاتا ہے، اس کو بھی لوہے کے ٹکڑے
کے بدلہ میں بیچ دیتے ہیں، اور زبان
نہ سمجھنے کی وجہ سے ہاتھوں کے اشارہ
سے خرید و فروخت کرتے ہیں، انھیں تیراکی
میں بڑی مہارت ہے، کبھی تاجروں ا

الهند وهم له مقرون بالشرف
وكلّ ملك من ملوك الهند
متفرد بملكه غير انّهم مقرون
لهذا فاذا وردت رسله على
سائر الملوك صلوا لرسله
تعظيما له وهو ملك يعطي العطاء
كما تفعل العرب وله الخيل
والفيلة الكثيرة والمال الكثير
وماله دراهم تدعى الطاطرية
وزن كل درهم درهم ونصف
بسكة الملك وتاريخه في سنة
من مملكة من كان قبله ليس
كسنة العرب من عصر النبي
عليه السلام بل تاريخهم
بالملوك وملوكهم يعمرون و
ربما ملك احدهم خمسين سنة
وتزعم اهل مملكة بلهرا انما يطول
مدة ملكهم واعمارهم في الملك
لحبهم للعرب وليس في الملوك

تھا،) ہے، جو چھیدے ہوئے کان والے
لوگوں کا بادشاہ ہے، بلہرا ہندوستان
کا سب سے معزز راجہ ہے اور سارے
ہندوستانی اس کی عظمت کے قائل
ہیں، ہندوستان کے تمام راجے خود
مختار ہیں، اور کسی کے ماتحت نہیں ہیں مگر
بلہرا کی عظمت و شرف کے یہ سب معترف
ہیں، اور جب اُس کے قاصد اور سفیر دوسرے
راجاؤں کے دربار میں پہنچتے ہیں تو راجہ
کی عظمت کے اعتراف میں وہ اسکے سفیروں کا
کورنش بجالاتے ہیں، راجہ بلہرا عربوں کی طرح
داد و دہش کرتا ہے، اس کے پاس گھوڑے،
ہاتھی، اور مال و دولت کی فراوانی ہے،
اس بادشاہ کی دولت یعنی سکّے طاطری
کہلاتے ہیں، اُن کا وزن عام سکوں کے
وزن سے ڈیوڑھا ہوتا ہے، اس کا سنہ عربوں
کے سنہ کے برعکس جو عہد رسالت سے
شروع ہوتا ہے بادشاہوں کے سنہ جلوس
سے شروع ہوتا ہے، اُن کے بادشاہوں کی

هو عدو العرب غير انه
مقر ان ملك العرب اعظم الملوك
وليس احد من الهند اعدى
للاسلام منه وهو على لسان
من الارض واموالهم كثيرة
وابلهم ومواشيهم كثيرة و
يتبايعون بالفضة التبر ويقال
ان لهم معادن و ليس فى بلاد
الهند امن من السرق منها
والى جانبه ملك الطافن وهو
قليل المملكة ونساؤه بيض
اجمل نساء الهند وهو ملك
موادع لمن حوله لقلة جيشه
وهو يحب العرب لحب بلهرا -

غالب آجاتا ہے، ان میں ایک گجرات کا راجہ
ہے جس کے پاس بڑی فوجیں ہیں، کسی
ہندوستانی راجہ کے پاس اتنی فوجیں اور
گھوڑے نہیں، وہ عربوں کا دشمن ہے لیکن
اس حقیقت کا معترف ہے کہ عرب کا بادشاہ
ہی سب سے بڑا بادشاہ ہے، اس سے بڑھ کر
کوئی ہندوستانی اسلام کا دشمن نہیں، یہ
خاکنائے (کاٹھیاواڑ) میں رہتا ہے اس
کے پاس دولت اونٹ اور مویشی بہت زیادہ
ہیں، اس ملک کے لوگ چاندی کے بدلہ
سونا خریدتے ہیں، کہا جاتا ہے کہ ان
کے پاس کئی کانیں ہیں، اس شہر سے زیادہ
کوئی شہر چوری سے محفوظ نہیں اس کے
ایک کنارے طافن (دکن) کا راجہ ہے
جس کی مملکت چھوٹی سی ہے، یہاں
کی عورتوں کا رنگ گورا ہوتا ہے اور
وہ ہندوستان کی خوبصورت ترین عورتیں
ہوتی ہیں، لشکر کی کمی کی وجہ سے یہ راجہ
اپنے گرد و پیش کے راجاؤں سے مصالحت

والذی ینفق فی بلادہ الودع و	کہ انگوٹھی کے حلقہ میں آسانی سے سما جاتے
هُو عین البلاد یعنی مالها ث ف	ہیں، اس طرح کے بعض کپڑے ہم نے خود
بلادہ الذهب والفضة والعود	دیکھے ہیں، ان ممالک میں کوڑیاں رائج
والثیاب ..... وفی بلادہ البشان	ہیں جو بطور سکہ کے چلتی ہیں، اور یہی کوڑیاں
المعلوم هُو الکرکدن لهٗ قرن	یہاں کی دولت ہیں، سونا، چاندی، عود
مقدم جبهته قرن واحد وفی	اور کپڑے یہاں ہوتے ہیں ..... اس ملک میں
قرنه علامة صورة خلقة	گینڈا بھی ہوتا ہے، جس کی پیشانی پر ایک
کصورة الانسان فی حکایته	سینگ ہوتا ہے، سینگ کے اندر آدمی
القرن کله اسود والصورة	کی شکل کے مانند ایک شکل ہوتی ہے، سارا
بیضاء فی وسطه وهذا الکرکدن	سینگ سیاہ ہوتا ہے، مگر یہ شکل سفید
دون الفیل فی الخلقة الی السواد	ہوتی ہے، گینڈا جسامت میں ہاتھی سے
ما هو ویشبه الجاموس قوی	چھوٹا اور بھینس کی طرح سیاہ ہوتا ہے، اس
لیس کقوته شیء من الحیوان	کے جیسا طاقتور کوئی جانور نہیں ہوتا،
ولیس له مفصل فی رکبته ولا	اس کے گھٹنوں اور ہاتھوں میں کوئی جوڑ
فی یدہ وهو من لدن رجله	نہیں ہوتا، بلکہ پیر سے بغل تک ایک ہی
الی ابطه قطعة واحدة و	ٹکڑا چلا گیا ہے، ہاتھی اس سے بہت بھاگتا
الفیل یهرب منه ویجتر کما	ہے، وہ اونٹوں اور گایوں کی طرح جگالی
تجتر البقر والابل ولحمه حلال	کرتا ہے، اس کا گوشت حلال ہے، اور
قد اکلناہ وهو فی هذہ المملکة	ہم نے اسے کھایا ہے، اس ملک کے جنگلوں

حلقة حديد لئلا يأتي النساء
ومنهم العريان ومنهم من
ينصب نفسه للشمس مستقبلها
عريانا الا ان عليه شيئا من
جلود النمور فقد رأيت رجلا
منهم كما وصفت ثم انصرفت
وعدت بعد ست عشرة سنة
فرأيته على تلك الحال فتعجبت
كيف لم تسل عينه من حر الشمس

ملك[1]

واهل بيت المملكة في
كل مملكة اهل بيت واحد لا
يخرج عنهم الملك ولهم ولاة
عهود وكذلك اهل الكتابة
والطب اهل بيوتات لا تكون
تلك الصناعة الا فيهم، و
ليس تنقاد ملوك الهند لملك

ہیں لوہے کی ایک زنجیر اس لئے ڈال لیتے
ہیں تاکہ عورتوں کے پاس نہ جا سکیں، ان
میں سے کچھ لوگ بالکل ننگے رہتے ہیں، ان
میں سے کچھ لوگ سورج کی طرف رُخ
کرکے ننگے کھڑے رہتے ہیں، اُن کے جسم
پر چیتوں کی مختصر سی کھال ہوتی ہے، ایک
آدمی کو میں نے خود دیکھا کہ سورج کی طرف
رُخ کرکے ننگا کھڑا ہے، پھر ۱۶ سال بعد
میں واپس ہوا تو اسی حالت میں پایا،
مجھے سخت تعجب ہوا کہ سورج کی تمازت
سے اس کی آنکھیں کیوں نہ بہ گئیں،

یہاں کی ہر سلطنت میں ایک ہی خاندان
اور گھرانے کے لوگ حکمران ہوتے ہیں جن
سے کبھی حکومت نہیں نکلتی[1]، اُن کے ولی عہد
ہوتے ہیں، اسی طرح دوسرے پیشے خطاطی
اور طب وغیرہ بھی چند گھروں میں (موروثی)
ہوتے ہیں، اور یہ پیشے ہمیشہ انہی میں رہتے ہیں
یہاں کے راجگان کسی ایک راجہ کے ماتحت

---

[1] یعنی اس زمانہ میں ہندوستان میں موروثی سلطنت ہوتی تھی،

بذلک (ص۵۲)

بہت کم ہوتا ہے، سیاہ مرچ[1] کے علاقہ کے
متصل جو قوم ہے اس کے سوا کسی قوم کو
دوسری قوم اور مملکت پر غالب نہیں پایا، اور
جب کوئی راجہ کسی دوسری سلطنت پر
غلبہ حاصل کرتا ہے تو وہ مغلوب راجہ کے
خاندان اور ماتحتوں ہی میں سے کسی آدمی
کو والی بناتا ہے، اس لئے کہ مفتوح سلطنت
کے لوگ اس کے علاوہ کسی صورت کو
پسند نہیں کرتے،

واھل الھند والصین اذا
ارادوا التزویج تھانوا بینھم
ثم تھادوا ثم یشھرون
التزویج بالصنوج والطبول ثم
ھم ینفقون من المال علی قدر
الامکان واذا احتقر الرجل منھم امرأة
فبغت فعلیھا وعلی الباغی بھا
القتل فی جمیع بلاد الھند وان

ہند و چین والے جب شادی بیاہ
کرنا چاہتے ہیں تو پہلے سلام و پیام
کرتے ہیں، پھر تحفہ و تحائف بھیجتے ہیں،
اور پھر طبل اور جھانجھ بجا کر شادی کا
اعلان کرتے ہیں، اور جس قدر بھی
ہو سکتا ہے، مال و دولت دیتے ہیں،
اور جب کوئی آدمی کسی عورت کو لائے
اور وہ عورت بدکاری کرے تو بدکاری

---

[1] اہل عرب ملیبار (جنوبی ہند کے مغربی ساحل) کو بلاد الفلفل بھی کہتے تھے، کیونکہ فلفل (سیاہ مرچ) یہاں کی مخصوص پیداوار ہے،

من الصّين والهند ما شاء	عورتوں سے چاہتے ہیں شادی کر لیتے
من النساء وطعام الهند الأرز	ہیں، ہندوستانیوں کی غذا چاول ہے،
وطعام الصين الحنطة و	لیکن چین والے گیہوں اور چاول دونوں
الأرز وأهل الهند لا يأكلون	کھاتے ہیں مگر ہندوستانی گیہوں
الحنطة ولا يختتن الهند ولا الصين (ص ۵۴)	نہیں کھاتے ہیں سلہ
والهند يطولون لحاهم	اور دونوں ملکوں کے لوگ ختنہ نہیں
وربما رأيت لحية أحدهم ثلاثة	کراتے، ہندوستانی لمبی لمبی داڑھیاں
أذرع ولا يأخذون شواربهم	رکھتے ہیں، میں نے بعض لوگوں کی تین
وأكثر أهل الصين لا لحى لهم خلقة	تین ہاتھ لمبی داڑھی دیکھی ہے مونچھیں
لأكثرهم (ص ۵۵)	نہیں کتواتے، اور اکثر چینیوں کے پیدائشی
	داڑھی نہیں ہوتی،
وأهل الهند إذا مات	اہل ہند کا جب کوئی عزیز مر جاتا
لأحدهم ميت حلق رأسه	ہے، تو وہ سر اور داڑھی کا بھدر کراتے
ولحيته والهند إذا حبسوا	ہیں، اور جب کسی کو قید کرتے یا تاوان
رجلا أو لازموه منعوه الطعام	عائد کرتے ہیں تو سات دنوں تک اسے
والشراب سبعة أيام وهم	کھانا پانی نہیں دیتے، اور برابر اس
يتلازمون ولأهل الصين	کے ساتھ رہتے ہیں، چین والوں کی
قضاة يحكمون بينهم دون	طرح ہندوستانیوں میں بھی عمال کے

سلہ ممکن ہے سلیمان کے زمانہ میں یہ بات رہی ہو، دوسرے اس کا دورہ زیادہ تر جنوبی ساحلی علاقوں میں تھا، اس لیے وہاں کے متعلق یہ بات صحیح ہو سکتی ہے،

ملوکهم اکثر عدداً والصین اعمر
ولیس للصین ولا للهند نخل
ولهم سائر الشجر وثمر لیس
عندنا، والهند لا عنب لهم
وهو بالصین قلیل وسائر الفواکه
عندهم کثیرة والرمان بالهند
اکثر، ولیس لاهل الصین علم
وانما اصل دیانتهم من الهند
وهم یزعمون ان الهند وضعوا
لهم البددة وانهم هم اهل
الدین وکلا البلدین یرجعون
الی التناسخ ویختلفون فی فروع
دینهم والطب بالهند والفلاسفة

ولاهل الصین علم بالنجوم
وذلك بالهند اکثر ولا اعلم

راجاؤں کی تعداد چین سے زیادہ ہے
مگر چین کی سلطنت زیادہ آباد ہے۔ چین
اور ہند میں کھجور نہیں ہوتی، مگر اور دوسرے
ایسے درخت اور ایسے پھل ہوتے ہیں جو
ہمارے یہاں نہیں ہیں، ہندوستان
میں انگور نہیں ہوتا، اور چین میں بہت
کم ہوتا ہے لیکن دوسرے میوے بکثرت
ہوتے ہیں، انار تو ہندوستان میں بہت
ہوتا ہے چین والوں کے پاس علم نہیں
ہے ان کے دین کی اصل بنیاد بھی ہندوستان
ہی پر ہے، وہ سمجھتے ہیں کہ ہندوستان
والوں ہی نے ان کے لیے بت بنائے اور
وہی در اصل دین والے ہیں، دونوں
ملکوں کے لوگ تناسخ (آواگون) کے
قائل اور جزئیات دین میں ایک دوسرے
سے مختلف ہیں، طبیب اور فلسفی ہندوستان
میں بہت ہیں،

چین والے علم نجوم سے ضرور واقف
ہیں لیکن ہندوستان میں یہ علم زیادہ ہے،

احداً من الفريقين مسلماً ولا
يتكلم بالعربية - وللهند خيل
قليل وهي للصين اكثر (ص٥٥)

چینی اور ہندستانی دونوں فریقوں میں میں نے
کسی کو مسلمان نہیں دیکھا، اور کوئی عربی
بولتا ہے، ہندوستانیوں کے پاس گھوڑے
کم اور چینیوں کے پاس زیادہ ہیں،

وجنود ملك الهند كثيرة و
لا يرزقون وانما يدعوهم الملك
الى الجهاد فيخرجون، ينفقون من
اموالهم ليس على الملك من ذلك
شئ ..... (ص٥٥)

ہندوستانی راجہ کی فوجوں کی تعداد
زیادہ ہے لیکن وہ تنخواہ دار نہیں بلکہ
ضرورت کے وقت جب راجہ اُن کو جنگ کے
لئے بلاتا ہے تو وہ آتے ہیں اور اپنا مال خرچ
کرتے ہیں بادشاہ پر اس کی ذمہ داری نہیں ہوتی،

وبلاد الصين انزه و
احسن واكثر الهند لا مدن
لها .....

چین ہندوستان سے زیادہ صاف
ستھرا ملک ہے، ہندوستان کے اکثر علاقوں
میں شہر نہیں ہیں،

وبلاد الصين اصح واقل
امراضاً واطيب هواءً لا يكاد يرى
بها اعمى ولا اعور ولا من به
عاهة وهكذا كثير ببلاد الهند -
والانهار البلدين جميعاً عظام فيهما
ما هو اعظم من انهارنا والامطار
في البلدين جميعاً كثيرة وفي بلاد الهند

چینی بیمار کم اور تندرست زیادہ
ہوتے ہیں، آب و ہوا نہایت عمدہ اور
خوشگوار ہے، کوئی شخص، اندھا، کانا
یا کسی اور مرض و آفت میں مبتلا نظر
نہیں آتا، ہندوستان کے اکثر شہروں
کا بھی یہی حال ہے، دونوں ملکوں
کے دریا بڑے بڑے اور پانی سے لبریز

مقادیر کثیرة	بہتے ہیں، وہاں کے دریا ہمارے ملک کے دریاؤں سے بڑے ہوتے ہیں، دونوں ملکوں میں بارش خوب ہوتی ہے ہندوستان۔۔
والصين أكثرها عمارة	چین
وأهل الصين أجمل من أهل الهند ۔۔۔۔	کل کا کل آباد ہے، اہل چین اہل ہند کے زیادہ خوبصورت ہیں، ۔۔۔۔۔۔
وأهل الهند يلبسون قرطين ويحلون بأسورة الذهب والجوهر الرجال والنساء (ص۵۹)	اہل ہند دو بالیاں استعمال کرتے ہیں، مرد اور عورت سب سونے اور جواہرات کے کنگن اور زیور پہنتے ہیں،

ابوزید حسن سیرافی

یہ بھی تیسری صدی ہجری کا ایک سیاح اور تاجر ہے، اور خلیج فارس کی مشہور بندرگاہ سیراف کا رہنے والا تھا، یہیں پر مشہور مورخ اور سیاح مسعودی سے اس کی ملاقات ہوئی تھی، یہ سیراف سے ہندوستان اور چین کے درمیان بحری اور تجارتی سفر کیا کرتا تھا، اُس نے سلیمان تاجر کے سفرنامہ کا ۲۵، ۳۰ برس کے بعد تکملہ لکھا، جس میں ہندوستان کے رسم و رواج، تمدن و معاشرت، مذہبی اعتقادات، بتخانوں اور راجاؤں کے حالات وغیرہ کا تذکرہ کیا ہے، اس کے معلومات کی بنیاد یا تو چشم دید واقعات یا مشرق اقصیٰ کا سفر کرنے والے دوسرے سوداگروں کے بیانات ہیں، اس کا یہ تکملہ بھی سلیمان کے سفرنامہ کے ساتھ پہلی مرتبہ پیرس سے ۱۸۴۵ء میں چھپا ہے،

الکتابُ الثانی

من سلسلۃ التواریخ

چینی بادشاہ نے عرب کے قبیلہ قریش
کے ایک آدمی سے اپنے دربار میں دنیا
کے بڑے بڑے اور قابلِ ذکر شہنشاہوں
کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ چوتھے
نمبر پر ترکوں کے بعد ہاتھیوں والا یعنی
ہندوستانی بادشاہ ہے، اور ہم لوگ اسے
حکمت و دانائی کا راجہ سمجھتے ہیں کیونکہ سرزمین
ہند حکمت و دانش کا مرکز و منبع ہے،
سارے ہندوستانی اور چینی راجہ تناسخ
کے قائل ہیں، اور وہ ان کا دین ہے،
راجہ بلہرا اور دوسرے ہندوستانی
راجاؤں کی سلطنت میں ایسے لوگ پائے
جاتے ہیں، جو اپنے کو آگ میں جلا ڈالتے
ہیں، اس لئے کہ وہ عقیدۂ تناسخ کے

ولعدہم ملک الفیلۃ وھو
ملک الھند ونجدہ عندنا ملک
الحکمۃ لان اصلھا منھم…
(ص ۷۹)

وسائر ملوک الھند والصین یقولون
بالتناسخ ویدینون بہ، (ص ۱۰۱)
فی مملکۃ بلھرا وغیرہ من
ملوک الھند من یحرق نفسہ
بالنار وذلک لقولھم بالتناسخ
وتمکنہ فی قلوبھم وزوال الشک

فیه عنهم،

(صفـ ۱۱۵)

قائل ہیں، اور یہ عقیدہ اُن کے دل میں ایسا راسخ ہے کہ اس کے متعلق اُن کو کسی قسم کا شک و شبہہ نہیں ہے،

وفی ملوکهم من اذا قعد للملک طبخ له ارز ثم وضع بین یدیه علی ورق الموز وینتدب من اصحابه الثلثمائة والاربعمائة باختیارهم لانفسهم لا باکراه من الملک لهم فیعطیهم الملک من ذلک الارز بعد ان یاکل منه ویتقرب رجل رجل منهم فیاخذ منه شیئا یسیرا فیاکله فیلزم کل من اکل من هذا الارز اذا مات الملک او قتل ان یحرقوا انفسهم بالنار عن آخرهم فی الیوم الذی مات فیه لا یتاخرون عنه حتی لا یبقی منهم عین ولا اثر (صفـ ۱۱۵)

اُن میں ایسے راجہ بھی ہیں کہ جب اولاً وہ تختِ حکومت پر بیٹھتے ہیں تو چاول پکا کر اُس کے سامنے کیلے کے پتے پر رکھا جاتا ہے، اور تین چار سو آدمی بخوشی راجہ کے جبر و اکراہ کے بغیر خود ہی جمع ہو جاتے ہیں، راجہ پہلے تھوڑا چاول خود کھا کر ان سب کو دیتا ہے، چنانچہ ہر شخص راجہ کے قریب سامنے جاتا، اور تھوڑا تھوڑا چاول لے کر کھاتا ہے، جو لوگ چاول کھانے میں شریک ہوتے ہیں ان سب کے لئے لازمی ہو جاتا ہے کہ بادشاہ کی موت یا قتل ہو جانے کے بعد ٹھیک اسی دن بغیر کسی تاخیر کے اس طرح آگ میں جل جائیں کہ اُن کا کوئی نشان باقی نہ رہ جائے،

۱۰ واذا عزم الرجل علی احراق

جب کوئی آدمی جلنے کا ارادہ کرتا ہے

نفسه صار الی باب الملک
فاستاذن ثم دار فی الاسواق
وقد اججت له النار فی حطب
جزل کثیر علیها رجال یقومون
بایقادها حتی تصیر کالعقیق
حرارة والتهابا ثم یدور داخلین
یدیه الصنوج دائرا فی الاسواق
وقد احتوشه اهله وقرابته
وبعضهم یضع علی راسه
اکلیلا من الریحان مملوءه
جمرا ویصب علیه السندروس
وهو مع النار کالنفط ویمشی و
هامته تحترق وروائح لحم
راسه یفوح وهو لایتغیر فی
مشیته ولا یظهر منه جزع
حتی یاتی النار فیثب فیها فیصیر
رمادا فذکر بعض من حضر
رجلا منهم یرید دخول النار

تو پہلے دربارِ شاہی میں جاکر اجازت
طلب کرتا ہے پھر بازاروں میں چکر
لگاتا ہے، اور اس کو جلانے کے لئے بالکل
خشک لکڑیاں ہی میں آگ لگائی جاچکی ہوتی
ہے، اس آگ کو بھڑکانے کے لئے کچھ
لوگ متعین ہوتے ہیں، یہاں تک کہ یہ
آگ بھڑک کر عقیق[1] کی طرح گرم
اور شعلہ زن ہو جاتی ہے، اور وہ آدمی
برابر بازار میں چکر لگاتا رہتا ہے، اور
اس کے آگے چنگ و طبل بجتے رہتے ہیں
اور اس کے اقربا اور اعزہ گھیرے رہتے
ہیں، اور ان میں سے کوئی شخص اس کے
سر پر گل نازبو کا تاج رکھ دیتا ہے جس
میں آگ کے انگارے بھرے رہتے ہیں،
پھر اس میں گوند گرا دی جاتی ہے جو
مٹی کے تیل کی طرح جلنے لگتی ہے، وہ
آدمی چلتا، اور اس کا سر جلتا رہتا ہے،
اور سر کی کھال کی چاند پھیلنے لگتی ہے، مگر

[1] عقیق ایک قیمتی اور سرخ پتھر ہوتا ہے۔

انه لما اشرف عليها اخذ الخنجر
فوضعه على راس فؤاده فشقه
بيده الى عانته ثم ادخل يده
اليسرى فقبض على كبده فجذب
منها ما تهيا له وهو يتكلم ثم
قطع بالخنجر منها قطعة فدفعها
الى اخيه استهانة بالموت
وصبرًا على الالم ....

اس کی رفتار میں کوئی فرق نہیں آتا، اور
نہ کسی قسم کے خوف و گھبراہٹ کا اظہار
ہوتا ہے، بالآخر وہ آگ میں جاکر کود پڑتا
ہے اور جل کر خاکستر ہوجاتا ہے۔ بعض مشاہدین
کا بیان ہے کہ ایک شخص جو جلنے کا قصد
کر رہا تھا جب آگ کے قریب آیا تو خنجر
لے کر بیچ سر پر رکھا اور اپنے ہاتھ سے ناف
کے نیچے تک چاک کر ڈالا، پھر بائیں ہاتھ
سے جگر پکڑ کر جتنا ممکن ہوا نوچنا شروع
کیا، اور کچھ کہتا بھی جاتا تھا، پھر خنجر سے
اس کا ایک ٹکڑا کاٹ کر اپنے بھائی کو
دیا، اس طرح وہ موت کی حقارت اور
تکلیفوں پر تحمل کا مظاہرہ کرتے ہیں

وزعم هذا الرجل الحاكي ان
في جبال هذه الناحية قوما من
الهند سبيلهم سبيل الكنيفية
والجليدية عندنا في طلب الباطل
والجهل بينهم وبين اهل الساحل
عصبية وانه لا يزال رجل من

اسی حکایت بیان کرنے والے کا
بیان ہے کہ اس علاقہ کے پہاڑوں میں،
ایک ہندوستانی قوم آباد ہے جو ہمارے
یہاں کے فرقہ کنیفیہ اور جلیدیہ کی طرح
تلاش باطل اور طلب جہالت میں سرگرم
ہے، اس میں اور ساحلی علاقہ والوں کے

اهل الساحل يدخل الجبل
فيستدعي من يصابره على
التمثيل بنفسه وكذلك
اهل الجبل لاهل الساحل

(ص ۸۱)

....

ومن شانهم اذا ما اخذت
السن من رجالهم ونسائهم
وضعفت حواسهم ان يطالب
من صار في هذه الحال منهم
اهله بطرحه في النار او تغريقه
في الماء ثقة منهم بالرجعة ويميل
موتاهم الاحراق،

(ص ۱۲۰)

ولملك هذه الجزيرة
شريعة ومشائخ لهم مجالس
كمجالس المحدثين يجتمع اليهم
الهند فيكتبون عنهم سير انبيائهم

درمیان سخت عصبیت رہتی ہے اور
اہلِ ساحل پہاڑ والوں کے یہاں اور
پہاڑ والے اہلِ ساحل کے پاس برابر
آتے جاتے رہتے ہیں، اور ایک دوسرے
سے ایسے شخص کا مطالبہ کرتے ہیں جو صبر،
ضبط اور بہادری میں ان کا مقابلہ اور نمونہ پیش کرے
ان کا دستور ہے کہ جب کسی
مرد یا عورت کی عمر دراز ہو جاتی ہے اور
اس کے حواس کمزور ہو جاتے ہیں تو اس
کے گھر والے اس سے مطالبہ کرتے ہیں کہ
اپنے کو آگ میں جھونک دے، یا پانی میں
غرق کر دے، کیونکہ انھیں یقین ہے کہ وہ
دوسرا جنم پا کر لوٹ آئیں گے، ان کے یہاں
مردوں کے جلانے کا طریقہ رائج ہے،
اس جزیرے[1] کے راجہ کی ایک شریعت
ہے، جس کے ماہر شیوخ ہوتے ہیں، اور
ہمارے محدثین کی طرح اُن کے درس
کی مجلسیں ہوتی ہیں، ان مجلسوں میں

[1] یعنی لنکا،

وسنن شرائعهم
(ص ۱۶۲)

امّا اليسادة التي تكون
ببلاد الهند وتفسيرها المطر
فانهم يدوم عليهم في الصيف
ثلثة اشهر تباعًا ليلًا ونهارًا...
وقد استعدوا قبل ذلك
لاقواتهم فاذا كانت اليسادة
اقاموا في منازلهم لانها معمولة
من خشب مكنسة السقوف مظللة
بحشايش لهم فلا يظهر احد
منهم الا لمهم على ان اهل
الصناعات يعالجون صنايعهم
في هذه الاماكن هذه المدة
وربما عفنت اسافل ارجلهم
في هذا الوقت وبهذه اليسادة
عيشهم واذا لم تكن هلكوا لان
زراعتهم الارز لا يعرفون غيره

ہندوستانی شریک ہوکر اپنے بنیوں
کے حالات اور شریعتوں کے تو اپنی
قلمبند کرتے ہیں؛

ہندوستان میں موسم گرما کے بعد تین
مہینہ تک مسلسل رات دن بارش ہوتی
رہتی ہے، لوگ برسات آنے سے پہلے،
اپنی خوراک وغیرہ کا انتظام کر لیتے ہیں،
اور جب برسات شروع ہو جاتی ہے، تو
مستقل اپنے گھروں میں رہتے ہیں، ان
کے گھر لکڑیوں کے ہوتے ہیں، چھتوں پہ
گھاس پوس کا چھپر ڈال کر سایہ کرتے ہیں
اس زمانہ (برسات) میں لوگ عموماً خاص
اور اہم ضرورت کے علاوہ باہر نہیں نکلتے
اور پیشہ ور لوگ گھروں ہی میں اپنے کام
میں مصروف رہتے ہیں، عموماً لوگوں کی
ایڑیاں برسات میں سڑ جاتی ہیں، اسی
بارش پر ان کی زندگانی کا دارومدار
ہے اور اگر بارش نہ ہو تو لوگ ہلاک اور
تباہ ہو جائیں، اس لئے کہ یہاں دھان

ولا قوت لهم سواه انما يكون
في هذا الوقت في حرامات لهم
طريحا لا يحتاجون الى سقي و
معاناة و معنى الحرامات منابت
الارز عندهم فاذا انكشفت السماء
عنهم بلغ الارز النهاية في الريع
والكثرة ولا يمطرون الشتاء
(ص ١٢٦ – ١٢٧)

کی کھیتی ہوتی ہے، اس کے علاوہ وہ اور کسی
غلہ سے واقف نہیں[1]، اور یہی اُن کی اصل
غذا ہے، اور یہ فصل اسی زمانہ میں کیاریوں
کے اندر ہوتی ہے، اور اس کے لئے اُن کو
آبپاشی اور محنت کی ضرورت نہیں پڑتی،
حرامات سے مراد اُن کے دھان کے کھیت
ہیں، جب برسات ختم ہو جاتی ہے، اور مطلع
صاف ہو جاتا ہے، تو دھان وافر مقدار
میں پک کر تیار ہو جاتا ہے، جاڑے کے
موسم میں بارش نہیں ہوتی،

والهند عباد واهل علم يعرفون
بالبراهمة و شعراء يغشون الملوك
و منجمون و فلاسفة و كهان و
اهل زجر للغربان وغيرها وبها
سحرة و قوم يظهرون التخاييل
و يبدعون فيها و ذلك بقنوج
خاصة وهو بلد عظيم في

ہندوستان کے عابدوں اور عالموں
کو برہمن کہتے ہیں، یہاں کے شعراء درباری
ہوتے ہیں، نجومی، فلاسفر، کاہن، کووں
وغیرہ سے شگون لینے والے، جادوگر،
شعبدہ باز، اور طلسمات و تخیلات میں
اظہار کمال اور طرح طرح کی ایجادیں
دکھانے والے عموماً ہندوستان میں ہر جگہ

---

[1] سلیمان اور ابوزید دونوں جنوبی ہند کے سیاح ہیں، اور انھوں نے عموماً وہیں کے حالات لکھے ہیں، اسلئے ممکن ہو کہ اس زمانہ میں یہ بات رہی ہو اور اب بھی بنگال وغیرہ میں لوگ زیادہ تر چاول ہی کھاتے ہیں،

مملكة الجوز[1]

بالهند قوم يعرفون
بالبيكرجيين عراة قد غطت
شعورهما ابدانهم وفروجهم
واظفارهم مستطيلة كالحراب
اذ كانت لا يقص الا ما ينكسر
منها وهم على سبيل سياحة
وفي عنق كل رجل منهم خيط
فيه جمجمة من جماجم الانس
فاذا اشتد به الجوع وقف
بباب بعض الهند فاسرعوا
اليه بالارز المطبوخ مستبشرين
به فيأكل في تلك الجمجمة فاذا
(شبع انصرف فلا يعود لطلب
الطعام الا في وقت حاجته
(ص ۱۲۷-۱۲۸)

اور قنوج میں خاص طور سے ہوتے ہیں
قنوج صوبہ گجرات کا ایک مشہور اور
بڑا شہر ہے،

یہاں ایک جماعت بیکرجیین[2] کے
نام سے مشہور ہے جو ننگی رہتی ہے، اس
کے بال اتنے بڑے ہوتے ہیں کہ جسم اور
شرمگاہ کو ڈھانکے رہتے ہیں، ناخن لمبے
اور نیزوں کی طرح تیز ہوتے ہیں، وہ خود
ناخن یا بال نہیں کٹواتے، البتہ بعض خود
ہی ٹوٹ کر گر جاتے ہیں، یہ لوگ سیر و
سیاحت کرتے ہیں، اور ان میں سے ہر شخص
کے گلے میں ایک مالا ہوتا ہے جس میں
انسانی کھوپڑی لٹکی رہتی ہے، جب
انھیں زیادہ بھوک لگتی ہے تو کسی
ہندوستانی کے دروازے پر چلے جاتے
ہیں، تو وہ ان کو بابرکت سمجھ کر فوراً پکے
ہوئے چاول لا کر ان کے سامنے پیش
کرتے ہیں، جسے یہ کھوپڑی میں رکھ کر

---

[1] کذا فی الاصل، واللہ اعلم،

[2] بیکرجیین سے مقصود بھکشو یعنی بدھ فقیر ہیں

وللهند ضروب من الشرائع
يتقربون بها زعموا الى خالقهم
جلّ الله وعزّ عما يقول الظالمون
علواً كبيراً منها أن الرجل يبني
في طرقهم الخان للسابلة و
يقيم فيه بقالا يبتاع المجتازون
منه حاجتهم ويقيم في الخان
فاجرة من نساء الهند يجري
عليها النيال منها المجتازون و
ذلك عندهم مما يثابون
عليه، (ص ١٢٨)

وبالهند قحاب يعرفون بقحاب
البد والسبب فيه ان المرأة
اذا نذرت نذراً وولد لها
جارية جميلة اتت بها البد
هو لصنم الذي يعبدونه
فجعلتها له ثم اتخذت لها في
السوق بيتا وعلقت عليه ستراً
واقعدتها على كرسي تتجاته

ہندوستانیوں کے ان کے خیال کے
مطابق خالق کائنات سے تقرب حاصل
کرنے کے مختلف طریقے ہیں، حالانکہ اللہ
تعالیٰ ان کے باطل تصورات سے بہت بلند
و برتر ہے، مثلاً لوگ راستوں میں مسافروں
کے لئے سرائیں بنواتے ہیں، ہر سرائے
میں ایک بنیا رہتا ہے جس سے مسافر اپنی
ضرورت کی چیزیں خریدتے ہیں، اور ایک
بدکار عورت بھی رہتی ہے جس سے
گذرنے والے متمتع ہوتے ہیں، اور یہ
سب کچھ اُن کے نزدیک کارِ ثواب ہے۔

ہندوستان میں قحبائیں ہوتی ہیں
جو بتوں کی قحبائیں کہلاتی ہیں، جب کوئی
عورت منت مانتی ہے اور اس کے خوبصورت
لڑکی پیدا ہوتی ہے، تو وہ اس کو بت پر
چڑھا دیتی ہے، اور بت ہی کی وہ لوگ
عبادت کرتے ہیں، پھر اس لڑکی کے لئے
بازار میں ایک گھر بنایا جاتا ہے اور
اس میں پردہ لٹکا کر ایک کرسی پر لڑکی

بها اهل الهند وغيرهم من
سائر الملل ممن يتجاوز في
دينه فتمكن من نفسها باجرة
معلومة وكلما اجتمع لها شئ
من ذلك دفعته الى سدنة
الصنم ليصرف في عمارة الهيكل
....
.... فاما الصنم المعروف
بالمولتان وهو قريب المنصورة
فانه يقصد من مسيرة اشهر
كثيرة ويحمل الرجل منهم
العود الهندي القامرولي وقامرون
بلد يكون فيه فاخر العود حتى
ياتي به الى هذا الصنم فيدفعه
الى السدنة لبخور الصنم ومن
هذا العود ما قيمة المنا منه
مائتا دينار وربما ختم عليه
فانطبع الخاتم فيه للدونته
فالتجار يبتاعونه من هؤلاء

کو ٹھہا دیا جاتا تاکہ اس کے پاس سے جب کوئی
ہندوستانی یا کسی دوسری ملت کے لوگ
گذریں تو وہ اُن سے ایک متعین اجرت لیکر
انہیں تمتع ہونے کا موقع دے، اور جب
اس کے پاس کچھ رقم جمع ہوجاتی ہے تو
وہ اُسے بتخانہ کے مصارف کے لئے پجاریوں
کے سپرد کر دیتی ہے، ....
منصورہ کے قریب ملتان میں جو مشہور بت
ہے، اس کی زیارت (یاترا) کے لئے
لوگ کئی کئی مہینہ کا سفر طے کرکے آتے
ہیں، اور اپنے ساتھ مشہور عود ہندی
قامرونی لاتے ہیں، قامرون ایک شہر
ہے جہاں عمدہ قسم کا عود پیدا ہوتا ہے،
لوگ اسے بت پر دھونی کے لئے لاتے ہیں
اور ہنتوں کے حوالہ کر دیتے ہیں بعض
اقسام کے ایک من عود کی قیمت دو سو
دینار ہوتی ہے، اس کی بعض قسمیں اتنی
نرم ہوتی ہیں کہ اگر اُن پر انگوٹھی سے
مہر لگائی جاتی تو اُس کی چھاپ آجاتی ہے

235519

السدنة — ۴: تاجران خادموں سے اس عود کو خریدتے ہیں

وبالهند عباد فى شرايعهم يقصدون الى الجزاير التى تحدث فى البحر فيغرسون بها النارجيل ويستنبطون بها المياه للاجرون يجتاز بها المراكب تنال منها ـ (صفحہ ۱۲۹–۱۳۰)

ہندوستان میں ایسے عابد بھی ہیں جو اپنی شریعت کے پابند اور سمندر کے کنارے واقع جزیروں میں جاکر ناریل کی کاشت کرتے ہیں، اور اس کا پانی نکال کر بیچتے ہیں، جنھیں وہاں سے گزرنے والے جہاز خریدتے ہیں،

ولیس بحر الهند والصين الذى فى بطنه اللولوء والعنبر وفى جباله الجوهر ومعادن الذهب وفى افواه دوابه العاج وفى منابته الآبنوس والبقم والخيزران وشجر العود والكافور والجوزبوا والقرنفل والصندل وسائر الافواه الطيبة الذكية[۳] وطيوره الفغاغى يعنى الببغاوات و

اس سمندر (جو ہند کے دائیں جانب عمان کی طرف[۱] ہے) کا حال بحر ہند اور چین جیسا نہیں ہے، کیونکہ بحر ہند میں موتی اور عنبر ہوتا ہے، اس کے پہاڑوں میں جواہرات اور سونے کی کانیں ہیں، وہاں کے چوپایوں کے منہ میں عاج (ہاتھی[۲] کے دانت) ہوتے ہیں، اس کی زمین میں آبنوس، بقم، بید، عود، کافور، جوز بوا (جائے پھل) لونگ، صندل اور دوسرے پاکیزہ اور خوشبودار

---

[۱] یعنی بحر احمر [۲] یعنی ہاتھی [۳] کذا فى الاصل ينبغى بالذال ولعله ان يكون بالزاء،

الطواويس وخرشات ارضه
الزباد وظباء المسك وما
لا يحصيه احد لكثرة خيره
(ص ۱۳۰، ۱۳۱)

پودے ہوتے ہیں، پرندوں میں طوطے
جیسے خوش الحان، اور مور جیسے خوشنما
پرند ہوتے ہیں، اس کی زمین کا فضلہ
زباد (ایک جانور کا خوشبودار پسینہ) اور
مشک والے ہرن اور اس قسم کی بہت
سی عمدہ چیزیں ہوتی ہیں، جن کا شمار
نہیں کیا جا سکتا،

وملوك الهند تلبس الاقرط
من الجوهر النفيس في آذانها
المركب في الذهب وتضع في
اعناقها القلائد النفيسة
المشتملة على فاخر الجوهر الاحمر
والاخضر واللؤلؤ ما يعظم
قيمته وتجل[٥] مقداره وهو
اليوم كنوزهم وذخائرهم و
تلبسه قوادهم ووجوههم
والرئيس منهم ويركب على
عنق رجل منهم وعليه فوطة

ہندوستان کے راجا اپنے کانوں میں
ایسے سونے کے بالے جن میں بڑے قیمتی جواہر
اور موتی ہوتے ہیں، اور گلے میں بیش
قیمت مالے پہنتے ہیں، جن میں عمدہ قسم
کے موتی اور سرخ و زرد رنگ کے جواہرات
ہوتے ہیں، اور یہی موتی اور جواہرات
ان کی دولت اور خزانہ ہیں، یہ زیورات
فوجوں کے سپہ سالار اور افسر بھی پہنتے
ہیں، یہاں کے امرا آدمیوں کی گردن
پر سوار ہوتے ہیں، اور اس کی گردن پر
ایک رومال ہوتا ہے جس سے وہ چھپی

---

[٥] كذا في الاصل ولعله "يجل"

قد استتر بها وفي يده شئ
يعرف بالجترة وهي مظلة
من ريش الطاؤس يأخذها
بيده ليتقي بها الشمس و
اصحابه محدقون به -

رہتی ہے، اور ہاتھ میں مور کے پر کا چتر
(چھتر) ہوتا ہے، جس سے وہ اور اس
کے ارد گرد کے ساتھی دھوپ سے
بچتے ہیں،

ومنهم صنف لا يأكل اثنان
منهم في غضارة واحدة و
لا على مائدة واحدة ويعدون
ذلك عيبا فاحشا فاذا وردوا
سيراف فدعاهم وجه من
وجوه التجار وكانوا مائة نفس
او دونها او فوقها احتاج ان
يضع بين يدي كل رجل منهم
طبقا فيه ما يأكله لا يشاركه
فيه سواه،

یہاں ایک گروہ ایسا بھی ہے
جس کے دو فرد ایک برتن میں ایک ساتھ
مل کر اور ایک دسترخوان پر کھانا نہیں
کھاتے، اور وہ اسے بڑے عیب کی
چیز سمجھتے ہیں اُن لوگوں کا ایک گروہ جو سو آدمیوں (ل)
پر مشتمل تھا جب سیراف آیا اور ایک
بڑے تاجر نے اُن کی دعوت کی تو ہر
شخص کے لیے الگ الگ تھالی فراہم
کرنی پڑی تاکہ وہ اس میں تنہا
بلا شرکت غیرے کھا سکیں،

واما ملوكهم في بلادهم
ووجوههم فانه يتخذ لهم في
كل يوم موائد يسف خوص

وہاں کے راجاؤں اور امیروں کیلئے
روزانہ دسترخوان اور ناریل کی چھال
کا تھالی سا کوئی برتن بنایا جاتا ہے،

ل ایسا چھوت چھات کی وجہ سے کرتے تھے،

النارجيل سفا و يعمل منه	جب کھانا آتا ہے، تو وہ اسی چھال
كهيئة الغضار والصحاف	کے بنے ہوئے برتن میں کھاتے ہیں
فاذا احضر الغدآ اكلوا الطعام	کھانے سے فارغ ہونے کے بعد وہ
فی ذلك الخوص المسفوف	دسترخوان اور چھال کی تھالی اور بچا ہوا
فاذا فرغوا من غذائهم رمی	کھانا پانی میں پھینک دیا جاتا ہے اور
بتلك المائدة والغضار	دوسرے دن پھر نیا تھال بنایا جاتا
والمسفوف من الخوص مما	ہے، قدیم زمانے میں ہندوستان
بقی من الطعام الی الماء و	میں سندھی دنانیر برآمد کئے جاتے
استانفوا من غدهم مثله	تھے۔ اور ایک دینار تین یا اس
وكان يحمل الى الهند فی القديم	سے زائد دینار میں فروخت کیا
الدنانير السندية فيباع الدينار	جاتا تھا، ان کے یہاں مصر کا زمرد
بثلثة دنانير و ازاد و يحمل	بھی انگوٹھیوں میں جڑا ہوا آتا
اليهم الزمرد الذی یرد من	تھا جو ڈبیوں میں بند ہوتی تھیں،
مصر مركبا فی الخواتيم مصونا	بسد یعنی مرجان اور جوجب دھنج
فی الحقاق ويحمل البسد وهو	کہتے تھے، دھنج بھی برآمد ہوتی تھی
المرجان وجوج يقال له الدهنج	مگر اب لوگوں نے اسے ترک کردیا،
ثم تركوه واكثر ملوكهم يظهرون	یہاں کے اکثر راجاؤں کے دربار میں

ملہ بُسد اور جوج کی تشریح مصنف نے خود ہی کر دی ہے، یہ دونوں دراصل جواہرات اور ہیروں کی قسمیں ہیں۔

نسآ ھم اذا جلسوا لمن
دخل الیھم من اھل بلدھم
وغیرھم لا یحجبن عن النظر
الیھن -
(ص ۱۴۵ تا ۱۴۷)

جب ملکی یا غیر ملکی لوگ آتے ہیں
تو وہ اُن سے اپنی رانیوں کا
پردہ نہیں کراتے، بلکہ جو بھی
دربار میں پہونچ جاتا ہے، انہیں
دیکھ لیتا ہے،

بلاذری

المتوفی ۲۷۹ھ مطابق ۸۹۲ء

بلاذری کا نام احمد بن یحییٰ بن جعفر اور کنیت ابوجعفر یا ابوالحسن تھی، بغداد کا رہنے والا تھا، عباسی خلفاء متوکل، مستعین اور معتز کے دربار میں باریاب تھا، جغرافیہ، تاریخ، ادب، روایت و انساب کا ماہر اور شاعر بھی تھا فارسی زبان سے اچھی طرح واقف اور فارسی سے عربی میں کتابوں کا ترجمہ کرتا تھا، اس کی مشہور کتابوں میں انساب الاشراف واخبارہم ۲۰ جلدوں میں نامام اور دوسری فتوح البلدان ہے جس میں اسلامی فتوحات کا ذکر ہے، اور اس سلسلہ میں اس نے سندھ پر مسلمانوں کے حملوں کا مفصل تذکرہ اور یہاں کے متعلق بعض سیاسی اور تاریخی معلومات بھی بیان کئے ہیں، یہ کتاب یورپ اور مصر دونوں جگہوں سے شائع ہو چکی ہے، ۲۷۹ھ میں اس نے وفات پائی،

فتوح البلدان

اخبرنا علی بن محمد بن
عبد اللہ بن ابی سیف قال
ولی عمر بن الخطاب رضی اللہ
عنہ عثمان بن ابی العاص الثقفی
البحرین وعمان سنۃ ۱۵ فوجہ
اخاہ الحکم الی البحرین ومضی
الی عمان فاقطع جیشا الی تانہ
فلما رجع الجیش کتب الی عمر
یعلمہ ذلک فکتب الیہ عمر
یا اخا ثقیف حملت دودا علی
عود وانی احلف باللہ لو
اصیبوا لاخذت من قومک
مثلهم ووجہ الحکم ایضا

علی بن محمد بن عبد اللہ بن ابو سیف نے
ہمیں بتایا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی
اللہ عنہ نے ۱۵ھ میں عثمان بن ابو
العاص ثقفی کو بحرین اور عمان کی ولایت
پر مقرر کیا، عثمان ثقفی نے اپنے بھائی
حکم کو بحرین بھیجا، اور خود عمان جاکر
ایک لشکر تھانہ[1] کی طرف روانہ کیا،
وہ لشکر جب وہاں سے (کامیاب)
واپس آیا تو انھوں نے حضرت عمرؓ کو
اس کی اطلاع دی، حضرت عمرؓ نے
جواب میں تحریر فرمایا کہ ثقیف کے
بھائی تم نے تو ایک کیڑے کو لکڑی
پر چڑھا دیا، بخدا اگر وہ لوگ ہلاک

[1] یعنی تھانہ مشہور بندرگاہ جو گجرات اور کوکن یعنی بمبئی کی سرحد پر واقع ہے، یہ عربوں کا گجرات بلکہ ہندوستان پر پہلا حملہ تھا،

الی بروص ووجه اخاه المغیرة
بن ابی العاصی الی خورالدیبل
فلقی العدو فظفر۔

فلمّا ولی عثمان بن عفانؓ
رضی الله عنه وولی عبدالله
بن عامر بن کریز العراق کتب
الیه یامره ان یوجه الی ثغر
الهند من یعلم علمه وینصرف
الیه بخبره فوجه حکیم بن
جبلة العبدی فلمّا رجع
اوفده الی عثمان فسأله عن
حال البلاد فقال یا امیرالمؤمنین
قد عرفتها وتنحرتها قال فصفها
لی قال ماؤها وشل وثمرها
دقل ولصها بطل ان قل الجیش

ہوگئے ہوتے، تو میں تمہاری قوم سے
ایسے ہی آدمی لے لیتا[1] حکم نے اپنے
بھائی مغیرہ کو خلیج دیبل کی طرف
بھیج کر خود بھروچ[2] پر چڑھائی کی اور
دشمن سے مقابلہ میں کامیاب ہوئے۔

جب حضرت عثمان بن عفان
رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے اور عبداللہ
ابن عامر بن کریز کو عراق کا گورنر بنایا
تو اُن کے پاس یہ فرمان بھیجا کہ ہندوستان
کی سرحد کے حالات معلوم کرنے کے لئے
کسی آدمی کو بھیجو جو واپس آنے کے بعد
مجھے بھی وہاں کے حالات سے آگاہ
کرے، اس فرمان کی تعمیل میں
عبداللہ نے حکیم بن جبلہ عبدی کو
(یعنی اُن کی سرکردگی میں ایک دستہ
حدود ہند کی طرف) بھیجا، جب حکیم واپس
ہوئے، تو عبداللہ نے انہی کو حضرت

[1] یعنی تمہاری قوم بھر سے معاوضہ لیتا [2] بھروچ گجرات کا مشہور بندرگاہ ہے، اور یہ عربوں کا گجرات پر دوسرا اور سندھ پر پہلا حملہ تھا۔

ضاعوا وان كثروا جاعوا
فقال له عثمان أخابر ام ساجع
قال بل خابر فلا يغزها احداً

فلمّا كان آخر سنة ٣٨
واوّل سنة ٣٩ في خلافة علي
بن ابي طالب رضي الله عنه
توجّه الى ذلك الثغر الحارث
ابن مرة العبدي متطوعاً
باذن علي فظفر واصاب مغنماً

عثمانؓ کے پاس بھیج دیا، حضرت عثمانؓ
نے پوچھا اس ملک کا کیا حال ہے؟ جواب
دیا، امیرالمومنین میں نے خوب چل پھر
کر معلوم کیا ہے، حضرت عثمانؓ نے کہا
مجھ سے اس کی کیفیت بیان کرو، بولے!
وہاں پانی کم، پھل خراب، اور چور بہادر
ہیں، اگر فوج کم ہو تو ہلاک و برباد
ہو جائے اور زیادہ ہو تو بھوکوں مر جائیگی،
حضرت عثمانؓ نے کہا یہ تم حال بیان
کر رہے ہو یا قافیہ بندی کا مظاہرہ کر رہے
ہو؟ بولے امیرالمومنین صورت حال سے
مطلع کر رہا ہوں، حضرت عثمانؓ نے یہ حال
سن کر کسی کو فوج کشی کے لئے نہیں بھیجا،
لیکن ۳۸ھ کے اواخر یا ۳۹ھ
کے اوائل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ
کی خلافت کے زمانہ میں حارث بن
مرہ عبدی نے اُن کی اجازت سے اس
سرحد پر رضاکارانہ حملہ کیا، اُن کو فتح
حاصل ہوئی، اور کثیر مال غنیمت ہاتھ آیا،

وسبيا وقسم في يوم واحد الف
راس ثم انه قتل ومن معه
بارض القيقان الا قليلا وكان
مقتله في سنة ۴۲ والقيقان
من بلاد السند مما يلي خراسان
ثم غزا ذلك الثغر المهلب ابن
ابي صفرة في ايام معاوية سنة
۴۴ فاتى بنة والاهواز وهما بين
الملتان وكابل فلقيه العدو
فقاتله ومن معه ولقي المهلب
ببلاد القيقان ثمانية عشر فارسا
من الترك على خيل محذوفة
فقاتلوه فقتلوا جميعا فقال
المهلب ما جعل هؤلاء
الاعاجم اولى بالتشمير منا فحذف
الخيل

قیدیوں کی تعداد اتنی تھی کہ ایک دن
میں ایک ہزار تقسیم کئے گئے لیکن پھر وہ
اور اُن کے اکثر ساتھی قلات میں قتل
کر ڈالے گئے اور محض تھوڑے سے زندہ
بچے، حارث کا حادثۂ قتل ۴۲ھ میں
پیش آیا اور قلات خراسان کے قریب
ہی سندھ کا شہر ہے، پھر ۴۴ھ میں
مہلب بن ابی صفرہ نے حضرت امیر
معاویہؓ کے زمانہ میں اس سرحد پر لشکر
کشی کی اور بنہ[1] اور اہواز تک پہونچ
گئے یہ دونوں شہر کابل اور ملتان کے
درمیان ہیں یہیں دشمنوں سے مقابلہ
ہوا، مہلب نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ
اُن سے جنگ کی، قلات میں انھیں
۱۸ ترک سوار ملے جو دم بریدہ گھوڑوں
پر سوار تھے، انھوں نے مہلب سے جنگ

---

[1] بلاذری نے بنہ اور اہواز کو کابل اور ملتان کے درمیان بتایا ہے، اس لئے مہلب موجودہ نقشے کے مطابق کابل اور پشاور (جو اس وقت سندھ کے علاقے تھے) کی درمیانی گھاٹیوں (درۂ خیبر) کو طے کرکے سرزمین ہند میں پہونچے،

کی، اور سب کام آئے، مہلب نے کہا
ہم عجم زادوں سے زیادہ پھرتی، ادبہ
مستعدی کے حقدار ہیں، پھر اپنے گھوڑے
گھوڑے کی دم کاٹنے

فکان اول من جذ فیہا من
المسلمین۔

والے مسلمانوں میں یہ پہلے شخص تھے[1]
بنہ ہی کی جنگ کے متعلق ازدی

وفی بنۃ یقول الازدی:

شاعر کہتا ہے،

الم تر ان الازد لیلۃ بیتوا
بنبۃ کانوا خیر جیش المہلب

کیا تم نے نہیں دیکھا جس رات کو
قبیلۂ ازد نے بنۃ پر حملہ کیا تو یہی لوگ
مہلب کی فوج کے سب سے بہترین سپاہی تھے

ثم ولی عبد اللہ بن عامر
فی زمن معاویۃ بن ابی سفیان
عبد اللہ بن سوار العبدی ویقال
ولاہ معاویۃ من قبلہ ثغر
الہند فغزا القیقان فاصاب
مغنما ثم وفد الی معاویۃ

پھر عبد اللہ بن عامر نے امیر معاویہ
ہی کے زمانہ میں عبد اللہ بن سوار عبدی
کو ہند کی سرحد کا گورنر بنایا، اور یہ
یہ بھی کہا جاتا ہے کہ خود حضرت معاویہ
نے عبد اللہ کو گورنر مقرر کیا تھا،
عبد اللہ نے قلات پر حملہ کر کے مال غنیمت

---

[1] ترکوں کے جو گھوڑے مال غنیمت میں ملے تھے وہ دم بریدہ تھے، یہ طرز مہلب کو بہت پسند آیا، اور انھوں نے حکم دیا کہ تمام لشکر کے گھوڑے بھی اسی طرح کر دیے جائیں کیونکہ اس عہد میں عرب اپنے گھوڑوں کے نہ بال کاٹتے تھے اور نہ دُمیں،

اليه خيلا قيقانية واقام عنده
ثم رجع الى القيقان فاستجاشوا
الترک فقتلوه وفيه يقول
الشاعر:

حاصل کیا اور اسے حضرت معاویہؓ کے
پاس لائے اور قلاتی گھوڑے بھی تحفۃً
پیش کئے، چند دنوں اُن کے پاس قیام
کرکے پھر قلات واپس چلے گئے مگر
قلاتیوں نے ترکوں کی فوج جمع کرکے
انھیں قتل کر دیا، ان کے متعلق ایک
شاعر کہتا ہے:

وابن سوار على عداته
موقد النار وقتال الشغب

اور ابن سوار جو فوج کشی کے وقت
ہمیشہ اپنا باورچی خانہ گرم رکھتا ہے اور
دشمنوں کو تہ تیغ کرتا ہے،

وولي زياد بن ابي سفيان
في ايام معاوية سنان بن سلمة
المحبق الهذلي وكان فاضلا
متالها وهو اول من احلف الجند
بالطلاق فاتى الثغر ففتح مكران
عنوة ومصرها واقام بها و
ضبط البلاد وفيه يقول الشاعر

اس کے بعد زیاد بن ابو سفیان نے
سنان بن سلمہ محبق ہذلی کو امیر معاویہؓ
کے زمانہ ہی میں والی بنایا، سنان
صاحب فضل عبادت گذار اور پہلے
شخص تھے جنھوں نے فوج کو بزدلی
سے بچانے کے لئے طلاق کی قسم دی
اور مکران بزور قوت فتح کرکے اسے
شہر بنا دیا، اور وہاں قیام کرکے
شہروں کا نظم ونسق درست کیا، ایک

شاعر نے طلاق کی قسم دلانے کے متعلق کہا ہے:

رائیت ھذیلا احدثت فی یمینھا
طلاق نساء ما یسوق لھا مھرا

میں نے ہذیل کو ایک نئی طرح کی قسم کھاتے دیکھا کہ بغیر مہر ادا کئے عورتوں پہ طلاق کی قسمیں کھا رہے ہیں،

وقال ابن الکلبی کان الذی فتح حکیم بن جبلة العبدی ثم استعمل زیاد علی الثغر راشد بن عمرو الجدیدی من الازد فاتی مکران ثم غزا القیقان فظفر ثم غزا المید فقتل وقام بامر الناس سنان بن سلمة فولاه زیاد الثغر فاقام به سنتین،

ابن کلبی[1] کا بیان ہے کہ مکران کو حکیم بن جبلہ عبدی نے فتح کیا۔ — ابن محبق کے بعد زیاد نے راشد بن عمرو الجدیدی ازدی کو سرحد پہ مقرر کیا وہ مکران آئے قلات پہ حملہ کیا، اور فتحیاب ہوئے، پھر میدوں کی طرف بڑھے اور قتل کر دیئے گئے، ان کے قتل ہو جانے کے بعد سنان بن سلمہ نے انتظام اپنے ہاتھ میں لے لیا، اور زیاد نے ان کو سرحد کی ولایت پر برقرار رکھا، اور وہاں دو سال رہے،

وغزا عباد بن زیاد ثغر الھند من سجستان فاتی سناروذ ثم

عباد بن زیاد نے سجستان سے ہند کی سرحد پہ حملہ کیا، اور سناروذ[2] پہونچے،

---

[1] ہشام کلبی المتوفی ۲۰۶ھ مطابق ۸۲۱ء) یعنی ابو المنذر ہشام بن محمد بن سائب بن بشر بن عمرو کلبی جو کوفہ کا رہنے والا اور انساب اعلام اور وقائع عرب کا مشہور عالم اور متعدد کتابوں کا مصنف جن میں کتاب الاصنام بہت مشہور ہے،

[2] دریائے ہلمند کی ایک شاخ کا نام ہے (جغرافیہ خلافت مشرقی ص ۱۱ ۵) اور اس سے غالبًا دریائے اٹک مراد ہے (تاریخ سندھ)

أخذ على حرى كنز إلى الروذبار
من أرض سجستان إلى
الهند مند فنزل كش وقطع
المفازة حتى أتى القندهار
فقاتل أهلها فهزمهم وفلّهم
وفتحها بعد أن أصيب رجال
من المسلمين ورأى قلانس
أهلها طوالاً فعمل عليها
فسميت العبادية وقال ابن
مفرغ:-

كم بالجروم وأرض الهند من قدم
ومن سرائك قتلى لا هم قبروا

بقندهار ومن تكتب منيته
بقندهار يرجم دونه الخبر

ثم ولى زياد المنذر بن الجارود

پھر کنز کی سمت سے سجستان میں رودبار
تک اور ہند مند[لہ] تک بڑھ گئے اور کش
میں مقام کیا، اور صحرا طے کر کے قندھار
پہونچے، قندھار والوں نے جنگ کی مگر
عباد نے اُن کو شکست دی اور بہت
سے مسلمانوں کے کام آنے کے بعد قندھار
فتح ہوا، عباد نے وہاں لوگوں کی لمبی
ٹوپیاں دیکھ کر اسی قسم کی ٹوپیاں بنوائیں،
اسی لئے ان ٹوپیوں کا نام عبادیہ پڑ گیا،
ابن مفرغ شاعر نے کہا ہے:

(سخت گرم علاقوں اور سرزمین ہند
میں کتنے بہادر اور سردار شہید ہوئے مگر
انھیں قبر نصیب نہ ہوئی)

(یعنی قندھار میں جس کی موت مقدر
ہو تو سمجھنا چاہئے کہ اس کی کوئی خبر
نہ مل سکے گی)

پھر زیاد نے منذر بن جارود العبدی

لہ سجستان کا مشہور دریا جسے یاقوت نے "ہزار ندیوں والا دریا" اور کتابت کی غلطی کی وجہ سے ہیدمندا
بھی کہتے تھے اور آج کل زیادہ تر ہلمند بولا جاتا ہے،

العبدی وبکنی ابا الاشعث ثغر
الهند فغزا البوقان والقیقان
فظفر المسلمون وغنموا و
بث السرایا فی بلادهم وفتح
قصدار وسبابها وکان سنان
قد فتحها الا ان اهلها انتقضوا
وبها مات...........

باہلی الاشعث کو ہند کی سرحد کا حاکم بنایا
انھوں نے بوقان اور قیقان پر حملہ کیا اس
حملہ میں مسلمانوں کو کامیابی ہوئی اور
مالِ غنیمت ہاتھ آیا، ابو الاشعث نے
مختلف اطراف میں دستے پھیلا دیئے
اور قصدار فتح کر کے قیدیوں کو گرفتار
کیا، اس سے پہلے سنان قصدار
فتح کر چکے تھے، مگر وہاں کے لوگ
باغی ہو گئے تھے، اس لئے دوبارہ ابو الاشعث
کو فوج کشی کرنی پڑی) سنان کا قصدار
ہی میں انتقال ہوا،.......

ثم ولی عبید الله بن زیاد
ابن حری الباهلی ففتح الله
تلک البلاد علی یده وقاتل
بها قتالا شدیدا فظفر و
غنم وقال قوم ان عبید الله
بن زیاد ولی سنان بن سلمة
وکان حری علی سرایاه.....
....

پھر عبید اللہ بن زیاد نے ابن حری
باہلی کو گورنر بنایا، اللہ تعالیٰ نے اُن کے
ہاتھ پر ان ممالک کو فتح کرایا، ابن حری
کو بہت سخت جنگ کرنی پڑی، اور
آخر میں فتح ہوئی، اور مالِ غنیمت ملا
بعض لوگوں کا بیان ہے کہ عبید اللہ
ابن زیاد نے سنان بن سلمہ کو اس علاقہ
کا والی بنایا تھا، اور حری فوجی دستوں

. . واهل البوقان اليوم مسلمون
وقد بنى عمران بن موسى بن
يحيى بن خالد البرمكي بها مدينة
سماها البيضاء وذلك فى خلافة
المعتصم بالله ولما ولى الحجاج
بن يوسف بن الحكم بن ابى
عقيل الثقفى العراق ولى سعيد
بن اسلم بن ذرعة الكلابى
مكران وذلك الثغر فخرج عليه
معاوية ومحمد ابنا الحارث
العلافيان فقتل وغلب ابنا العلافيان
على الثغر ..... فولى الحجاج مجاعة
بن سعر التميمى ذلك الثغر فغزا
مجاعة فغنم وفتح طوائف من
قندابيل ثم اتم فتحها محمد بن
القاسم ومات مجاعة بعد سنة
بمكران ....

پر مقرر کئے گئے تھے ..... بوقان کے
باشندے آج کل مسلمان ہیں، عمران
ابن موسیٰ بن یحییٰ بن خالد برمکی نے
معتصم باللہ کے عہد خلافت میں یہاں
ایک شہر آباد کیا تھا، اور اس کا نام
"البیضا" رکھا تھا، جب حجاج بن یوسف
ابن حکم بن ابو عقیل ثقفی عراق کا گورنر
مقرر ہوا، تو اُس نے سعید بن اسلم بن
زرعہ کلابی کو مکران اور اس سرحد پر
امور کیا، حارث علافی کے بیٹے معاویہ
اور محمد نے سعید کے خلاف بغاوت
کرکے اسے قتل کر دیا، اور خود سرحد پر
قابض ہو گئے، . . . اسلئے حجاج نے
مجاعہ بن سعر تمیمی کو اس سرحد کا گورنر
بنایا، مجاعہ نے حملہ کرکے مال غنیمت
حاصل کیا، اور قندابیل کے کچھ حصے فتح
کئے، سرحد کی فتوحات کو بعد میں
محمد بن قاسم نے تکمیل تک پہونچایا،
اور مجاعہ سے ایک سال بعد مکران میں

ثم استعمل الحجاج بعد
مجاعة محمد بن هارون بن ذراع
النمری فاهدی الی الحجاج
فی ولایته ملک جزیرة الیاقوت
نسوة ولدن فی بلاده مسلمات
ومات آباؤهن وکانوا تجارا
فاراد التقرب بهن فعرض
للسفینة التی کن فیها قوم من
مید الدیبل فی بوارج فاخذوا
السفینة بما فیها فنادت امرأة
منهن وکانت من بنی یربوع
یا حجاج وبلغ الحجاج ذلک فقال
یالبیک فارسل الی داهر یسأله
تخلیة النسوة فقال انما اخذهن
لصوص لا اقدر علیهم فاغزی
الحجاج عبید الله بن نبهان
الدیبل فقتل فکتب الی بدیل

مجاعہ کے بعد حجاج نے محمد بن ہارون
ابن ذراع نمری کو سرحد پر بھیجا، نمری کے
زمانۂ ولایت میں جزیرہ یاقوت[1] کے راجہ
نے حجاج کے پاس کچھ عورتیں تحفۃً بھیجیں
یہ عورتیں مسلمان تھیں اور اسی راجہ کے
ملک میں پیدا ہوئی تھیں، اُن کے آبا
واجداد یہاں تجارت کرتے تھے اور
یہیں فوت ہو گئے تھے، راجہ نے حجاج
کو خوش کرنے کے لئے ان عورتوں کو
بھیجا تھا، جس کشتی میں یہ سوار تھیں دیبل
کے میدوں نے جو جنگی کشتیوں پر سوار
تھے ان کشتیوں اور اُس کے کل سامان
پر قبضہ کر لیا، قبیلہ بنی یربوع کی ایک
عورت نے حجاج کی دہائی دی، حجاج
کو جب یہ خبر معلوم ہوئی تو اُس نے جواب
میں کہا میں آیا، اور راجہ داہر کے پاس
کہلا بھیجا کہ وہ عورتوں کو چھڑا کر بھیج دے

[1] یعنی لنکا، اسے جزیرہ یاقوت کہے جانے کا ایک سبب تو خود بلاذری نے آگے بیان کیا ہے، دوسری وجہ یہ ہے
کہ یہاں ہیرے اور جواہرات کی پیداوار بکثرت ہوتی تھی،

بن طهفة البجلي وهو بعمان
ان يسير الى الديبل فلما
لقيهم نفر به فرسه فاطاف
به العدو فقتلوه وقال
بعضهم قتله زط البدهة
قال انما سميت هذه الجزيرة
جزيرة الياقوت لحسن وجوه
نسائها،

داہر نے جواب دیا کہ انھیں بحری قزاقوں
نے پکڑا ہے جو میرے بس سے باہر ہیں،
یہ جواب سُن کر حجاج نے عبید اللہ بن
نبہان کو دیبل پر حملہ کے لئے بھیجا، مگر
وہ قتل ہو گئے، ان کے بعد حجاج نے
بدیل بن طہفہ کو جو عمان میں تھے دیبل
جانے کا حکم دیا، وہ حکم پاتے ہی پہنچ
گئے، مگر عین میدانِ جنگ میں اُن کا
گھوڑا بدکا اور دشمنوں نے انھیں گھیر کر
قتل کر دیا، بعض لوگ کہتے ہیں کہ بدھ
جاٹوں نے بدیل کو قتل کیا تھا، اس
جزیرے کو جزیرۂ یاقوت اس لئے کہتے
ہیں کہ یہاں کی عورتوں کے چہرے نہایت
حسین ہوتے ہیں،

ثم ولى الحجاج محمد بن القاسم
بن محمد بن الحكم بن ابي عقيل
في ايام الوليد بن عبد الملك
فغزا السند وكان محمد بفارس
وقد امره ان يسير الى الري

اس کے بعد ولید بن عبد الملک
کے زمانۂ خلافت میں حجاج نے محمد بن
قاسم بن محمد بن حکم بن ابو عقیل کو والی
بنا کر سندھ روانہ کیا، محمد اس وقت
فارس میں تھے، اور حجاج انھیں رے

وعلى مقدمته ابو الاسود جهم
بن زحر الجعفي فردّه اليه وعقد
له ثغر السند وضم اليه ستة
الاف من جند اهل الشام و
خلقا من غيرهم وجهزه بكل
ما احتاج اليه حتى الخيوط والمسال
وامره ان يقيم بشيراز حتى يتتامّ
اليه اصحابه ويوافيه ما عدّ له
وعمد الحجاج الى القطن المحلوج
فنقع في الخل الخمر الحاذق ثمّ
جفف في الظل فقال اذا صرتم
الى السند فان الخل بها ضيق
فانقعوا هذا القطن في الماء
ثمّ اطبخوا به واصطبغوا و
يقال ان محمد لما صار الى
الثغر كتب يشكو ضيق الخل
عليهم فبعث اليه بالقطن
المنقوع في الخل فسار محمد بن
القاسم الى مكران فاقام بها

جانے کا حکم دے چکا تھا اور ان کے
مقدمۃ الجیش پر جہم بن زحر جعفی کو متعین
کر چکا تھا مگر بدیل کے قتل ہونے کے بعد
انھیں رسے جانے سے روک دیا اور سندھ
کی سرحد کا علم عطا کیا، اور شام اور
بعض دوسرے مقامات کی چھ ہزار فوجیں
اُن کے ساتھ کیں، اور اس کے لئے جملہ
ضروری سامان یہاں تک کہ سوئی،
دھاگہ بھی ساتھ کر دیا، اور کل ساتھیوں
اور سامان کے پہونچنے تک شیراز میں
رُکے رہنے کا حکم دیا، اور روئی سرکے
میں تر کرکے اس کو سکھا کر دیا، اور کہا
سرکہ سندھ میں کمیاب ہے، جب اس کی
ضرورت ہو تو اس روئی کو پانی میں
ڈال کر پکا لو اور سرکہ نکال کر اُس کو
استعمال کرو، ایک روایت یہ ہے کہ
محمد بن قاسم جب سرحد پر پہنچا تو حجاج
کے پاس سرکہ کی کمی کی شکایت لکھی اُس
نے روئی سرکہ میں تر پھر خشک کرکے

ايا ماثواتى قنزپور ففتحها ثم
اتى ارمائيل ففتحها وكان محمد
بن هارون بن ذراع قد لقيه
فانضم اليه وسار معه فتوفى
بالقرب منها ودفن بقنبل ثم
سار محمد بن القاسم من ارمائيل
ومعه جهم بن زحر الجعفى فقدم
الديبل يوم الجمعة ووافته
سفن كان حمل فيها الرجال
والسلاح والاداة فخندق
حين نزل الديبل وركزت
الرماح على الخندق ونشرت
الاعلام وانزل الناس على
راياتهم ونصب منجنيقا تعرف
بالعروس كان يمد فيها خمسمائة
رجل وكان بالديبل بد عظيم
عليه دقل طويل وعلى الدقل
راية حمراء اذا هبت الريح

بھیجی، جب کمک آگئی تو محمد بن قاسم شیراز
سے مکران روانہ ہوئے، اور وہاں چند دن
قیام کرنے کے بعد قنزپور پر حملہ کرکے فتح
کیا، پھر ارمائیل بھی فتح کیا، یہاں محمد بن
ہارون بن ذراع کا انتقال ہوگیا، وہ
اس کمک میں تھے جو بعد کو شیراز بھیجی تھی،
اور محمد بن قاسم کے لشکر سے مل گئی تھی
انھیں قنبلی[1] میں دفن کرکے محمد بن قاسم
جہم بن زحر جعفی کو ساتھ لے کر ارمائیل
سے روانہ ہوئے اور جمعہ کو سندھ پہنچے،
یہاں جہازوں کی وہ کمک بھی پہونچ
گئی جن میں فوجیں، ہتیار، رسد، اور
دوسرے جنگی سامان تھے، محمد نے دیبل
آتے ہی خندق کھود دی، اور اس کے
کنارے نیزے نصب کرکے ان پر پرچم
لہرائے پھر لوگوں کو ان کے جھنڈوں
تلے کرکے عروس نام ایک منجنیق نصب
کی جس کو چلانے کے لئے ۵۰۰ آدمی

---

[1] مکران کی سرحد پر ایک شہر جو سمندر کے نزدیک ہے اور اس کے دوسرے کنارے پر بیابان ہے،

اطافت بالمدينة وكانت تدور
والبد فيما ذكروا منارة عظيمة
يتخذ في بنائهم فيه صنم لهم
او اصنام يشتهر بها وقد يكون
الصنم في داخل المنارة ايضاً
وكل شئ اعظموه من طريق
العبادة فهو عندهم بد والصنم
بد ايضا وكانت كتب الحجاج
ترد على محمد وكتب محمد ترد
عليه بصفة ما قبله واستطلاع
رأيه فيما يعمل به في كل
ثلاثة ايام فورد على محمد من
الحجاج كتاب ان انصب العروس
واقصر منها قائمة ولتكن
مما يلي المشرق ثم ادع
صاحبها فمره ان يقصد
برميته للدقل الذي وصفت
لي فرمى الدقل فكسر فاشتد
طيرة الكفر من ذلك ثم ان

متعین کئے، دیبل میں ایک بڑا بتخانہ تھا،
اس کے گنبد پہ کشتی کے پتوار کی طرح
ایک لمبی لکڑی میں ایک سرخ جھنڈا
لگا ہوا تھا جب ہوا چلتی تو چاروں
طرف لہرانے لگتا، لوگوں کا بیان ہے
کہ بتخانہ ایک بلند امینارہ تھا، اس طرح
کے منارے ہندوستانی اپنے بت کدوں
کی عمارتوں یا ایسے بتوں کے لئے بناتے
ہیں جن کی نسبت سے وہ مشہور ہوتے
ہیں، کبھی بت منارے کے اندر بھی
ہوتا ہے، اور ہر وہ چیز جس کی بطریق
عبادت تعظیم کی جائے اہلِ ہند کے
یہاں بت کہلاتی ہے، صنم بھی بت
ہوتا ہے، اس زمانہ میں حجاج کے
خطوط محمد کے پاس اور محمد کے حجاج
کے پاس ہر تیسرے دن آتے رہتے
تھے، محمد خطوط میں واقعات کی نوعیت
اور صورت لکھ کر حجاج کی رائے معلوم
کرتا کہ اس کے مطابق عمل کیا جائے

محمد اتاهم فیهم وقد خرجوا الیه
فهزمهم حتی ردّهم وامر
بالسلالیم فوضعت وصعد
علیها الرجال وکان اولهم
صعودا رجل من مراد من
اهل الکوفة ففتحت عنوة
ومکث محمد یقتل من فیها
ثلاثة ایام وهرب عامل
داهر عنها وقتل سادنا بیت
آلهتهم واختط محمد للمسلمین
بها وبنی مسجدا وانزلها اربعة

ایک مرتبہ حجاج نے محمد کو لکھا کہ عروس
(منجنیق) اس طرح نصب کردو کہ اس
کا ایک پایہ ذرا کم اور مشرقی سمت کے
قریب ہو جائے، اور اس کے چلانے
والے کو حکم دو کہ پتوار کے مانند بڑی
لکڑی کی طرف جس کا تم نے ذکر کیا ہے
گولہ باری کی جائے، چنانچہ جب گولہ
باری ہوئی تو وہ بڑی لکڑی ٹوٹ
گئی، اس کا ٹوٹنا کافروں پر بہت
گراں گذرا، اور وہ آگے بڑھے محمد
نے انھیں شکست دے کر شہر میں پسپا
کر دیا، اور شہر پناہ کی دیوار پر سیڑھی
لگانے کا حکم دیا، اور مسلمان اس کی
مدد سے سیڑھی پر چڑھ گئے فصیل
پر سب سے پہلا چڑھنے والا کوفہ کے
قبیلہ مراد کا ایک شخص تھا، اس طرح
دیبل بزور شمشیر فتح کیا گیا، اور محمد نے
تین دن تک شہر میں قتل و خونریزی[1]

---

[1] قابل جنگ لوگوں کو قتل کیا، ورنہ عورتوں بچوں اور نا قابل جنگ افراد سے مسلمان تعرض نہیں

قال محمد بن یحییٰ فحدثنی منصور بن حاتم النحوی مولیٰ آل خالد بن اسید انه رای الد قل الذی کان علی منارۃ البد مکسورا وان عنبسۃ بن اسحاق الضبی العامل کان علی السند فی خلافۃ المعتصم باللہ رحمہ اللہ هدم اعلیٰ تلک المنارۃ وجعل فیها سجنا وابتدأ فی مرمۃ المدینۃ بما نقض من حجارۃ تلک المنارۃ فعزل قبل استتمامہ ذلک وولی بعدہ هارون بن ابی خالد المروذی فقتل بها، قالوا واتی محمد بن قاسم البیرون

کی، راجہ داہر کا حاکم وہاں سے بھاگ گیا، بتخانوں کے خادم اور پجاری قتل کر دیئے گئے، اور فاتح سندھ نے وہاں مسلمانوں کی آبادی قائم کی، ایک جامع مسجد بنائی اور ۴ ہزار مسلمانوں کو آباد کیا،

محمد بن یحییٰ کا بیان ہے کہ مجھ سے منصور بن حاتم نحوی نے جو آل خالد بن اسید کے غلام تھے، بیان کیا کہ انھوں نے بت کے منارہ کی ٹوٹی لکڑی دیکھی ہے معتصم باللہ کے دور خلافت میں سندھ کے گورنر عنبسہ بن اسحاق ضبی نے منارہ کے بالائی حصے ڈھا کر وہاں قید خانہ تعمیر کیا، اور شکستہ منارہ کے اینٹ اور پتھروں سے شہر کی مرمت شروع کر دی، مگر اسے مکمل کرنے سے پہلے ہی معزول کر دیا گیا، اس کے بعد ہارون بن ابو خالد مروزی کو حکومت سپرد کی گئی، مگر وہ جلد ہی قتل کر دیئے گئے، کچھ لوگ کہتے ہیں کہ محمد بن قاسم کے

(بقیہ حاشیہ ص ۸۹) کرتے تھے، جیسا کہ آگے چل کر بلاذری نے خود اسکی تشریح کر دی ہے،

وكان اهلها لعثوا سمنيين[1] منهم	بیرونؔ[1] آنے سے پہلے ہی اہل شہر اپنا ایک
الى الحجاج فصالحوه فاقاموا لمحمد	گروہ سمنیؔ[2] حجاج کے پاس بھیج کر معاہدہ
العلوفة وادخلوه مدينتهم	کر چکے تھے، اور جب محمد پہونچے تو لوگوں
ووفوا بالصلح	نے انہیں شہر میں عزت کے ساتھ داخل
	کیا، اور رسد وغیرہ پیش کی اور صلح کی
	پابندی کی،
وجعل محمد لا يمر	محمد جس شہر سے بھی گذرتے اسے فتح کر لیتے
بمدينة الا فتحها حتى عبر نهرا	یہاں تک کہ مہران کے پاس ایک دریا پار
دون مهران فاتاه سمنية[3]	کیا، وہاں سربیدسؔ[3] کے سمنی اُن کے
سربيدس فصالحوه	پاس آئے، اور وہاں کے لوگوں کی طرف
عمن خلفهم ووظف عليهم	سے صلح کر لی محمد نے اُن لوگوں پر خراج
الخراج وسار الى سهبان	مقرر کیا، پھر سہبانؔ فتح کیا، اور مہرانؔ
ففتحها ثم سار الى مهران	جاکر وسط علاقہ میں اُترے، داہر کو معلوم
فنزل فى وسطه فبلغ ذلك	ہوا تو وہ جنگ کے لئے کمربستہ ہوا، محمد
داهر واستعد لمحاربته وبعث	ابن قاسم نے محمد بن مصعب بن عبد الرحمٰن
محمد بن القاسم محمد بن مصعب	ثقفی کو سواروں اور سواری کے سامان
بن عبد الرحمن الثقفى الى	کے ساتھ سدوسانؔ بھیجا، وہاں کے

---

[1] دراصل یہ نیرونؔ ہے جو سندھ کا ساحلی شہر اور دیبلؔ سے ۵ میل پر واقع تھا [2] یہ عربوں کے نزدیک بدھ مت والوں کا نام تھا (عرب ہند کے تعلقات ص ۲۱۶) [3] یعنی شری دید داس کے بدھ لوگ (تاریخ سندھ ص[illegible])

سدوسان فی خیل وحمادات
فطلب اهلها الامان والصلح
وسفر بینه وبینهم السمنیة
فامنهم ووظف علیهم خرجا
واخذ منهم رهنا وانصرف
الی محمد ومعه من الزط اربعة
الالاف فصاروا مع محمد وولی
سدوسان رجلا، ثم ان محمدا
احتال لعبور مهران حتی عبره
مما یلی بلاد داسل ملک قصة
من الهند علی جسر عقد لاه و
داہر مستخف به لاه عنه و
لقیه محمد والمسلمون وهو
علی فیل وحوله الفیلة ومعه
التکاکرة فاقتتلوا قتالا شدیدا
لم یسمع بمثله

لوگوں نے امان و صلح کی درخواست کی،
سمنیہ نے فریقین کے درمیان سفارت
کا کام انجام دیا، ابن مصعب نے امان
بخشی، خراج مقرر کیا، اور اُن سے پابندی
کی ضمانت لے کر محمد کے پاس چار ہزار
جاٹوں کے ساتھ واپس چلے آئے اور
سدوسان میں اپنے ایک ساتھی کو والی
بنایا، دوسری طرف محمد دریائے مہران[51]
پار کرنے کی تدبیر کر رہے تھے، اور کچھ
کے پاس راجہ راسل[52] کی عملداری کے
قریب اسے پار کرنے کے لئے (کشتیوں)
کا ایک پل بنایا، داہر ان ساری
کارگذاریوں سے بے خبر محمد بن قاسم
کا مذاق اڑا رہا تھا، حالانکہ محمد اور
اُن کے ساتھی اس کی عملداری میں
پہونچ چکے تھے، وہ مقابلہ کے لئے ہاتھی

---

۵۱ آج کل یہ مقام خوشاب ضلع میں جو جہلم دریا کے پاس ہے واقع ہے (تاریخ سندھ ص ۱۰۹)

۵۲ دریائے سندھ کے مشرقی جانب ایک قلعہ جزیرہ میں ہے، یہاں کے ٹھاکر (یا راجہ) کو راسل کہتے ہیں، (تاریخ سندھ ص ۵۸)

پر سوار ہو کر ٹھاکر دن کے ساتھ نکلا، ٹھاکر بھی ہاتھیوں پر سوار تھے، بڑا سخت مقابلہ ہوا، ایسی گھمسان کی لڑائی کبھی نہیں سنی گئی تھی،

و قاتل فقتل عند المساء وانهزم المشركون فقتلهم المسلمون كيف شاؤوا وكان الذي قتله في رواية المدائني رجلا من بني كلاب، وقال:

داہر ہاتھی سے اتر کر پیدل جنگ کرنے لگا، اور شام کے وقت قتل کر دیا گیا، مشرکوں کو ایسی سخت شکست ہوئی کہ مسلمانوں نے جس طرح چاہا انھیں قتل کیا، مدائنی[1] کی روایت کے مطابق قبیلۂ بنو کلاب کے ایک شخص نے داہر کو قتل کیا تھا، چنانچہ وہ کہتا ہے:

الخيل تشهد يوم داهر والقنا
ومحمد بن القاسم بن محمد
اني فرجت الجمع غير معرد
حتى علوت عظيمهم بمهند
فتركته تحت العجاج مجدلا
متعفر الخدين غير موسد

گھوڑے، نیزے اور خود محمد بن قاسم سب شاہد ہیں کہ معرکہ داہر میں میں نے بڑی بہادری سے دشمن کے لشکر کو منتشر کیا، اور ان کے سردار پر تیغ ہندی بلند کی، اور اس کو گرد و غبار میں لت پت زمین پر اس حال میں چھوڑا کہ چہرہ خاک میں اٹا ہوا، اور سر بلا تکیہ تھا،

[1] یعنی بصرہ کا مشہور مؤرخ و ادیب ابو الحسن علی بن محمد (۷۵۲ء تا ۸۴۰ء)

فحدثني منصور بن حاتم
قال والذي قتله منصور ان
بيروص وبديل ابن طهفة
مصور بقند وقبره بالديبل

لیکن مجھ سے منصور بن قاسم نے
بیان کیا کہ داہر اور اس کے قاتل کی
تصویریں بھروچ میں اور بدیل بن طہفۃ
کی تصویر قند میں اور اس کی قبر دیبل
میں ہے،

وحدثني علي بن محمد المدائني
عن ابي محمد الهندي عن ابي
الفرج قال لما قتل داهر غلب
محمد بن القاسم على بلاد السند
وقال ابن الكلبي كان الذي
قتل داهر القاسم بن ثعلبة
بن عبد الله بن حصن الطائي،

مجھ سے علی بن محمد مدائنی نے اور وہ
ابو محمد ہندی سے اور ابو محمد ابو الفرج
سے روایت کرتے ہیں کہ داہر جب قتل
کیا گیا، تو محمد بن قاسم سارے سندھ پر
غالب ہو گئے ابن کلبی کے بیان کے مطابق
راجہ داہر کا قاتل قاسم بن ثعلبہ بن عبد اللہ
ابن حصن طائی ہے،

قالوا وفتح محمد بن القاسم
راور عنوة وكانت بها امرأة
لداهر فخافت ان تؤخذ
فاحرقت نفسها وجواريها
وجميع مالها ثم اتى محمد بن
القاسم برهمنا باذ العتيقة
وهي على راس فرسخين من

لوگوں کا بیان ہے کہ محمد بن قاسم
نے راور بزور فتح کیا، وہاں راجہ داہر
کی ایک عورت تھی وہ اپنی گرفتاری
کے ڈر سے آگ میں جل گئی، اور اپنی
تمام لڑکیوں اور سہیلیوں اور مال و
اسباب کو بھی جلا ڈالا، راور فتح کرنے
کے بعد محمد بن قاسم قدیم برہمنا باد آئے،

المنصورة، ولم تكن المنصورة
يومئذ انما كان موضعها
غيضة وكان فل داهر ببرهمنا
باذ هذه فقاتلوه ففتحها محمد
عنوة وقتل بها ثمانية آلاف
وقيل ستة وعشرين الفا و
خلف فيها عامله وهي اليوم
خراب وسار محمد يريد الرور
وبغرور فتلقاه اهل ساوندري
فسألوه الامان فاعطاهم اياه
واشترط عليهم ضيافة المسلمين
ودلالتهم واهل ساوندري

جس کا فاصلہ منصورہ سے دو فرسنگ
تھا، منصورہ اس وقت تک آباد نہیں ہوا
تھا، بلکہ اُس کی آبادی کی جگہ جھاڑیاں
تھیں، داہر کی شکست خوردہ فوج برہمن آباد
میں جمع ہو گئی تھی، اور اُس نے محمد بن
قاسم سے جنگ کی، مگر محمد بن قاسم نے
بزور غلبہ حاصل کیا، اور آٹھ ہزار اشخاص
کو قتل کیا، دوسری روایت کے مطابق
۲۶ ہزار اشخاص قتل کئے گئے، برہمن آباد
اس زمانہ میں ویران ہو چکا تھا، محمد
بن قاسم وہاں اپنا عامل چھوڑ کر خود
رور[1] اور بغرور چلے گئے، راستے میں

---

[1] چچ نامہ میں راور کا دوسرا نام بغرور اور ص ۹۶ پر الور کا دوسرا نام بغرور بتایا ہے، مگر راوڑی کا دوسرا نام بغرور ہے، کیونکہ ارور کے ساتھ بغرور صرف ایک جگہ آیا ہے، جو کاتب کی غلطی معلوم ہوتی ہے، بخلاف راوڑ کے، دوسرے اروڑہی کے وزن پر بغرور اس کا اصل نام رکھا گیا ہوگا، بلاذری میں الرور کے بعد بغرور واو عاطفہ کے ساتھ آیا ہے، اور راور کا لفظ تنہا لکھا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بلاذری کے نزدیک الرور، بغرور، راور تین الگ الگ شہر ہیں لیکن الرور اور بغرور کے لئے ضمیر واحد استعمال کرتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک شہر ہیں، اس لئے بلاذری کو اس معاملہ میں مغالطہ ہو گیا ہے، اس نے بھی ارور اور بغرور کو ایک ہی سمجھا ہے لیکن الکامل جلد ۴ ص ۴۶۴ لیدن میں ان دونوں کا نام واؤ عاطفہ کے

اليوم مسلمون، ثم تقدم الى سهبان فصالحوا اهلها على مثل صلح ساوندري،	ساوندری کے لوگ ملے اور امان طلب کی، محمد نے امان بخشی اور یہ شرط لگائی کہ جو مسلمان ادھر سے گذریں ان کی ضیافت اور رہنمائی کی جائے، اب ساوندری کے باشندے مسلمان ہو چکے ہیں، وہاں سے بسمد کی طرف بڑھے اور ان سے بھی ساوندری کی طرح صلح کی،
وانتهى محمد الى الرور وهي من مدن السند وهي على جبل	پھر محمد رور پہنچے، رور سندھ کا شہر اور ایک پہاڑی پر واقع ہے، چند مہینوں

(بقیہ حاشیہ ص ۹۴) بعد تعمیر بھی شنبہ کی موجود ہے جس سے دو شہر ہونے کا ثبوت ملتا ہے، محمد بن قاسم حجاج کے مرنے کے بعد ملتان سے واپس آگیا ہے، اور ہر وقت خلافت کے حکم کا منتظر رہتا ہوگا، اس لئے اسلامی ممالک سے قریب ترین جگہ اس نے رہنا پسند کیا ہوگا، اس کے علاوہ واپسی ملتان کے بعد وہ جس جگہ مقیم جو وہاں سے بیلمان فتح کرنے کے لئے فوج بھی روانہ کی، اور ظاہر ہے کہ اس نے اسی جگہ کا انتخاب کیا ہوگا کہ بر وقت فوج کو مدد دے سکے، غرض دونوں باتوں کے لئے راور سے بہتر کوئی دوسری جگہ نہ تھی، پس راور ہی کا دوسرا نام بغرور ہے، لیکن راور کے نام سے کسی باعث عوام میں مشہور ہوگیا جیسا کہ چچ نامہ ص ۵۲ سے ظاہر ہوتا ہے،

(تاریخ سندھ ص ۱۰۹ - ۱۱۰)

سلہ ہندوستان کا ایک چھوٹا اور پر رونق شہر تھا،

فحصرهم اشهرا ففتحها صلحا
على ان لا يقتلهم و لا يعرض
لهم و قال ما البد الا ككنائس
النصارى واليهود وبيوت
نيران المجوس و وضع عليهم
الخراج بالمولتان و بنى مسجدا
وسار محمد الى السكة وهى
مدينة دون بياس ففتحها
والسكة اليوم خراب ثم قطع
نهر بياس الى الملتان فقاتله
اهل الملتان فابلى زائدة بن
عمير الطائى وانهزم المشركون
فدخلوا المدينة وحصرهم محمد
ونفدت ازواد المسلمين
فاكلوا الحمر ثم اتاهم رجل
مستامن فدلهم على مدخل
الماء الذى منه شربهم وهو

کے محاصرے کے بعد اس شرط پر مصالحت
ہوگئی کہ مسلمان کسی کو قتل نہ کریں اور
نہ بتخانوں سے کوئی تعرض کریں، محمد
نے (اسے منظور کیا) اور کہا کہ بتخانے
بھی نصاریٰ کے گرجوں، یہود کے کنیسوں
اور مجوسیوں کے آتشکدوں کی طرح
ہیں، غیر مسلموں پر خراج متعین کیا اور
اور مسلمانوں کے لئے ایک مسجد تعمیر کی اور
وہاں سے سکہ روانہ ہوئے اور اسے
فتح کیا، سکہ[1] دریائے بیاس[2] کے قریب
واقع تھا، مگر اب ویران ہے، دریائے
بیاس پار کرکے ملتان پہنچے، ملتان
والوں نے جنگ کی، زائدہ بن عمر طائی
نے کارہائے نمایاں انجام دیئے، مشرکوں
کو شکست ہوئی، اور انھوں نے شہر
میں پناہ لی، محمد بن قاسم نے محاصرہ
کر لیا مگر مسلمانوں کا زادراہ ختم ہوچکا تھا

---

[1] بلاذری نے یہاں لکھا ہے کہ یہ شہر ویران ہوچکا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے، کہ اس کے عہد میں اس کے کچھ آثار باقی تھے، مگر اب تو اس کے نام سے بھی لوگ واقف نہیں، [2] یعنی ستلج،

ما يجري من نهر يسمى فيصيد
في مجتمع له مثل البركة في المدينة
وهم يسمونه التلاح فغوره
فلما عطشوا نزلوا على الحكم
نقتل منهم المقاتلة و . . .
. . . .
. . . واصابوا ذهبا كثيرا
فجمعت تلك الاموال في بيت
يكون عشرة اذرع في ثماني
اذرع يلقى ما اودعه في كوة
مفتوحة في سطحه فسميت الملتان
فرج بيت الذهب والفرج الثغر
وكان بد الملتان بد اتهدى
اليه الاموال وينذر له الذي
ويحج اليه السند فيطوفون به و
يحلقون رؤسهم ولحاهم عنده
ويزعمون ان صنما فيه هو
ايوب النبي صلى الله عليه وسلم

اس لئے گدھوں کا گوشت کھانا پڑا،
اسی دوران میں دشمن کی جماعت کا ایک
امن خواہ آیا اور اس نے اس گھاٹ
کی خبر کر دی، جہاں سے شہر والے
پانی پیتے تھے، اس گھاٹ میں دریائے
سیہد کا پانی اکٹھا ہوتا تھا، اور وہ
شہر کے تالاب کی طرح تھا، جسے لوگ
نالہ کہتے تھے، محمد نے نالے کی ناکہ بندی
کر لی، جب اہل شہر پیاس سے مجبور
ہو گئے، تو انھوں نے سر تسلیم خم کر دیا، [1]
محمد بن قاسم نے جنگی آدمیوں کو قتل
کر دیا، . . . .
. . . . ، یہاں کافی
سونا دستیاب ہوا، یہ ساری دولت
۱۰ گز لمبے ۸ گز چوڑے ایک کمرہ میں تھی،
پورا کمرہ بند رہتا تھا، صرف چھت
میں ایک روزن تھا جس میں مال ڈالا
جاتا تھا، ملتان کو فرج بیت الذہب

[1] لیکن چچ نامہ کی روایت ہے کہ ملتانی جب پیاسے مرنے لگے تو مجبوراً قلعہ سے باہر نکل کر جنگ پر آمادہ ہو گئے،

(سنہری سرحد) بھی کہتے ہیں، اور فرج
بمعنی سرحد ہے، ملتان کا بتخانہ ایسا
تھا کہ اس میں ہدیہ اور نذر و نیاز کا
مال و اسباب آتا تھا، اور سندھی اس
کی عظمت کی وجہ سے اس کی زیارت
اور طواف کرتے اور سر اور داڑھیوں
کا وہاں جا کر بھدر کراتے تھے، اور
سمجھتے تھے کہ ایک بت حضرت ایوبؑ
کا مجسمہ ہے،

قالوا و نظر الحجاج فاذا
هو قد انفق على محمد بن القاسم
ستين الف الف ووجد ما حمل
اليه عشرين ومائة الف الف
فقال شفينا غيظنا وادركنا ثارنا
وازددنا ستين الف الف درهم
ورأس داهر ومات الحجاج
فاتت محمد ا وفاته فرجع عن
الملتان الى الرور وبغرور
كان قد فتحها فاعطى الناس

وقائع نگاروں کا بیان ہے
کہ حجاج نے جنگ کے بعد جب آمد
خرچ کا جائزہ لیا تو پتہ چلا کہ اس
نے محمد بن قاسم کے لشکر پر ۶ کروڑ
صرف کیا تھا، اور ۱۲ کروڑ مال غنیمت
اس کے ہاتھ لگا ہے، تو کہنے لگا کہ ہمارا
غصہ ٹھنڈا ہو گیا، ہم نے اپنے خون
کا بدلہ پا لیا، اس کے علاوہ چھ کروڑ
درہم اور راجہ داہر کا سر بھی حاصل
کیا حجاج کے انتقال کی خبر جب محمد بن قاسم

ووجه الی البیلمان جیشا فلم
یقاتلوا واعطوا الطاعة وسالمه
اھل سرست وھی مغزی
اھل البصرة الیوم واھلھا
المید الذی یقطعون فی البحر
ثم اتی محمد الکیرج فخرج الیه
دوھر فقاتله فانھزم العدو
وھرب دوھر ویقال قتل ونزل
اھل المدینة علی حکم محمد
فقتل وسبی قال الشاعر:

کو ہوئی تو وہ ملتان سے دور اور بغیر کچھ
واپس چلے آئے، اور لوگوں کو داد و دہش
کی ان دونوں شہروں کو وہ پہلے فتح
کر چکے تھے، پھر بھیلمان کی طرف ایک
لشکر بھیجا مگر جنگ کی نوبت نہیں آئی
اور بھیلمان والوں نے اطاعت قبول
کر لی، کاٹھیا واڑ کے لوگوں نے بھی صلح
کر لی، اس زمانہ میں وہ اہلِ بصرہ
کا جولانگاہ ہے، یہاں کے باشندے
مید ہیں، جن کا کام سمندروں میں ڈاکہ
ڈالنا ہے، اس کے بعد محمد کیرج[1] کی طرف
بڑھے تو دوہر[2] مقابلہ میں آیا، مگر دشمن
کو شکست فاش ہوئی اور دوہر کہیں
بھاگ نکلا، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ قتل
کر دیا گیا تھا، اور اہلِ شہر محمد بن قاسم
کے فیصلے پر رضامند ہو گئے، چنانچہ محمد
نے جنگ آزما لوگوں کو قتل اور بقیہ
اشخاص کو قید کر لیا، شاعر کہتا ہے:

[1] کیرج یا کورج یعنی جے پور [2] مشہور ہندوستانی راجہ،

نحن قتلنا داهرا ودوهرا والخیل تردی منسر فمنسرا	ہمیں نے داہر اور دوہر کو قتل کیا، اور ہمارے گھوڑے اور سوار دشمنوں کے غول کے غول ٹھوکروں سے مار کر گرا رہے ہیں
ومات الولید بن عبد الملک وولی سلیمان بن عبد الملک فاستعمل صالح بن عبد الرحمن علی خراج العراق وولی یزید بن ابی کبشة السکسکی السند فحمل محمد بن القاسم مقیدا مع معاویة بن المهلب فقال محمد متمثلا :-	جب ولید بن عبد الملک کا انتقال ہو گیا، اور سلیمان بن عبد الملک تخت نشین ہوا تو اس نے صالح بن عبد الرحمن کو عراق کا عامل خراج اور یزید بن ابو کبشہ سکسکی کو سندھ کا گورنر بنایا، یزید نے معاویہ ابن مہلب کے ساتھ محمد بن قاسم کو بھی گرفتار کر کے صالح کے پاس بھیج دیا، محمد نے بطور مثل یہ شعر پڑھا،
اضاعونی وای فتی اضاعوا لیوم کریهة وسداد ثغر	ان لوگوں نے مجھے ضائع کیا یعنی ایسے نوجوان کو ضائع کر دیا جو میدان کارزار اور سرحدوں کی حفاظت میں اپنے جوہر کمال دکھاتا تھا،
فبکی اهل الهند علی محمد وصوروه بالکیرج فحبسه صالح بواسط فقال -	اہل ہند نے محمد کے غم میں گریہ وزاری کی، اور اس کا ایک مجسمہ کیرج میں تیار کیا، صالح نے انھیں واسط کے جیل خانہ میں قید کر کے رکھا، محمد نے یہ شعر کہے۔

فلئن ثويت بواسط وبادهما	اگر مجھے بیڑیاں اور زنجیریں پہنا کر
رهن الحديد مكبلا مغلولا	واسط میں قید کر دیا گیا ہے، تو اس میں
فلرب فتية فارس قد ثويا	کوئی حرج نہیں، اس لئے کہ اس سے
ولرب قرن قد تركت قتيلا	پہلے کتنے نوجوان شہسواروں کے دل
	میں میری دھاک رہ چکی ہے، اور کتنے
	بہادروں اور سرداروں کو میں نے مردہ
	کر کے چھوڑ دیا ہے،
وقال:-	انہی کے یہ اشعار بھی ہیں،:
لو كنت اجمعت القرار لوطئت	اگر مجھے کچھ موقع ملا ہوتا تو جنگ
اناث اعدت للوغى وذكور	کے لئے جو مرد اور عورتیں مہیا کی گئی تھیں پ
وما دخلت خيل السكاسك ارضنا	پامال کر ڈالی گئی ہوتیں، اور قبیلۂ سکسک
ولا كان من عك على امير	کے سواروں کو ہماری سرزمین میں داخل
ولا كنت للعبد المزوني تابعا	ہونے کا موقع ہی نہ ملا ہوتا، اور نہ قبیلۂ
فيالك دهر بالكرام عثور	عک[1] کا کوئی آدمی مجھ پر امیر ہوا ہوتا
	اور نہ میں معمولی عمانی غلام کا تابع فرمان
	بنا ہوتا، ہائے رے زمانے! تجھ پر افسوس
	تو شرفا کو کیسے سخت دھکے لگاتا ہے،
فعذب صالح فى رجال من آل	صالح نے آل ابی عقیل کے چند آدمیوں کے

[1] سکسک اور عک وغیرہ قبیلوں اور خاندانوں کے نام ہیں،

ابی عقیل حتی قتلهم وکان الحجاج
قتل ادهم اخا صالح وکان یری
رای الخوارج وقال حمزة بن بیض
الحنفی :

کے ساتھ محمد کو سخت تکلیفیں پہونچائیں،
یہاں تک کہ قتل کر ڈالا، حجاج نے
صالح کے بھائی ادہم کو قتل کیا تھا اور وہ
خوارج کا ہم نوا تھا، حمزہ بن بیض حنفی
نے محمد کا مرثیہ کہا ہے،

ان المروة والسماحة والذی
لمحمد بن القاسم بن محمد
ساس الجیوش لسبع عشرة حجة
یا قرب ذلك سوددا من مولد

بیشک محمد بن قاسم جوانمردی اور مروت
اور فیاضی کا پیکر تھا، اس نے، ۱۷ سال
کی عمر میں فوجوں کی قیادت کی، یہ
سیادت وقیادت اس کے سن ولادت
سے کس قدر قریب تھی[1]

وقال آخر :
ساس الرجال لسبع عشرة حجة
ولداته عن ذاك فی اشغال

دوسرے شاعر نے کہا ہے:
محمد، ۱۷ برس کی عمر میں لوگوں کا
سردار بن گیا، حالانکہ اس وقت اس
کے ہم عمر شباب کی سرمستیوں اور دنیا
کی رعنائیوں میں فریفتہ ہو کر سیادت
وقیادت کی حقیقت سے بے خبر اور
غافل تھے ۔

ومات یزید بن ابی کبشة

یزید بن ابو کبشہ کو سندھ پہونچے ابھی

---

[1] یعنی کس قدر کم سنی میں وہ سردار اور قائد بن گیا تھا،

بعد قدومه ارض السند
بثمانية عشر يوما واستعمل
سليمان بن عبد الملك حبيب
بن المهلب على حرب السند
فقدمها وقد رجع ملوك
الهند الى ممالكهم فرجع
جليشة بن داهر الى برهمنا
باذ ونزل حبيب على شاطئ مهران
فاعطاه اهل الرور الطاعة
وحارب قوما فظفر بهم ثم
مات سليمان بن عبد الملك
وكانت خلافة عمر بن عبد
العزيز بعده فكتب الى الملوك
يدعوهم الى الاسلام والطاعة
على ان يملكهم ولهم ما للمسلمين
وعليهم ما عليهم وقد كانت
بلغتهم سيرته ومذهبه

۱۸ ہی دن ہوئے تھے کہ اس کا انتقال
ہوگیا، اس کے بعد سلیمان بن عبدالملک
نے حبیب بن مہلب کو سندھ کا والی
بنایا، حبیب جب وہاں آئے تو ہند
کے راجہ اپنے اپنے ملک واپس جا چکے
تھے[1]، اور راجہ داہر کا بیٹا جلیشہ[2] برہمناباد
واپس آکر اس پر قابض ہو چکا تھا،
حبیب نے دریائے سندھ کے کنارے
پڑاؤ ڈالا، رور کے باشندوں نے اطاعت
قبول کرلی، لیکن ایک اور قوم سے انھیں
جنگ کرنی پڑی، مگر فتحیاب ہوئے پھر
سلیمان بن عبدالملک کا انتقال ہوگیا،
اس کے بعد حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ
خلیفہ ہوئے، انھوں نے راجاؤں کو
تبلیغی خطوط لکھے، اور اسلام واطاعت
کی دعوت دی کہ اگر وہ اس کو قبول
کرلیں تو انھیں وہی حقوق اور مراعات

[1] یعنی محمد بن قاسم کی گرفتاری اور سکسکی کی موت نے سندھ میں بدنظمی اور انتشار پیدا کر دیا تھا۔
[2] جے سنگھ۔

فاسلم حليشة والملوك وتسموا
باسماء العرب وكان عمرو بن
مسلم الباهلي عامل عمر على
ذلك الثغر فغزا بعض الهند
فظفر وهرب بنو المهلب الى
السند فى ايام يزيد بن عبدالملك
فوجه اليهم هلال بن احوز
التميمي فلقيهم فقتل مدرك بن
المهلب بقندابيل وقتل المفضل
وعبد الملك وزياد ومروان
ومعاوية بني المهلب وقتل
معاوية بن يزيد فى آخرين،

حاصل ہوں گے جو عام مسلمانوں کو
حاصل ہیں، اور اُن کے ذمہ بھی وہی
فرائض عائد ہو جائیں گے، جو عام
مسلمانوں پر عائد ہوتے ہیں، ان
راجاؤں کو حضرت عمر بن عبدالعزیز
کی پاکیزہ سیرت وکردار اور تقویٰ
و دینداری کا پہلے ہی سے علم ہو چکا
تھا، اس لئے جے سنگھ اور دوسرے
راجہ مسلمان ہو گئے، اور اپنے نام
عربوں کے جیسے رکھے، عمرو بن مسلم
باہلی نے جو عمر بن عبدالعزیزؓ کی طرف
سے اس سرحد کے عامل مقرر ہوئے
تھے، ہندوستان کی بعض سرحدوں
پر حملہ کیا، اور مظفر ومنصور ہوئے
بنو مہلب یزید بن عبدالملک کے
عہد میں بھاگ کر سندھ چلے آئے
تھے، اس لئے عمرو بن مسلم نے ہلال
بن احوز تمیمی کو ان کے تعاقب پر
بھیجا، ہلال نے اُن سے جنگ کرکے

قندابیل میں مدرک بن مہلب کو موت
کے گھاٹ اتار دیا، اور مفضل،
عبد الملک، زیاد، مروان، اور معاویہ
وغیرہ افراد بنی مہلب کو بھی قتل کیا
اور معاویہ بن یزید اور بعض دوسرے لوگوں
کو بھی قتل کیا،

وولی الجنید بن عبد الرحمن
المری من قبل عمرو بن هبیرة
الفزاری ثغر السند ثم ولاه
ایاه هشام بن عبد الملک
فلما قدم خالد بن عبد الله
القسری العراق کتب هشام
الی الجنید یامره بمکاتبته
فاتی الجنید الدیبل ثم نزل
شط مهران فمنعه جلیشة العبور
وارسل الیه انی قد اسلمت
وولانی الرجل الصالح بلادی
ولست آمنک فاعطاه رهنا
واخذ منه رهنا علی بلاده

عمرو بن ہبیرہ فزاری کی جانب سے
جنید بن عبد الرحمن مری سرحد سندھ
کا والی ہوا، پھر ہشام بن عبد الملک
نے بھی اسے برقرار رکھا، جب خالد
ابن عبد اللہ قسری عراق کے والی ہو کر
آئے، تو ہشام نے جنید کو تاکید کی کہ
وہ سندھ کے متعلق ان سے خط و
کتابت کرتے رہیں، جنید پہلے دیبل
آئے، اور دریائے سندھ کے کنارے
اترے، جے سنگھ نے انھیں دریا پار
کرنے سے روکا، اور پیغام کہلا بھیجا،
کہ میں مسلمان ہو چکا ہوں اور مجھے
مرد صالح (عمر بن عبد العزیز) نے میری

من الخراج ثم انهما ترادا الرهن	مملکت کا حاکم برقرار رکھا ہے اور مجھے
وکفر حليشة وحارب وقيل انه	تمھاری جانب سے اطمینان نہیں ہے،
لم يحارب ولكن الجنيد يحيني	جنید نے اسے اطمینان کی ضمانت دی
عليه فاتى الهند فجمع جموعًا	اور اس سے اس بات کی ضمانت لی
واخذ السفن واستعد للحرب	کہ وہ اپنی مملکت کا خراج ادا کرتا
فسار اليه الجنيد فى السفن	رہے گا لیکن پھر دونوں نے ضمانتیں
فالتقوا فى بطيحة الشرقى فاخذ	اور معاہدے توڑ ڈالے اور حلیشہ
حليشة اسيرا وقد جنحت سفينته	(جے سنگھ) مرتد[1] ہو کر آمادۂ پیکار
فقتله وهرب صصه بن داهر	ہو گیا، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جے سنگھ
وهو يريد ان يمضى الى العراق	پہلے آمادۂ جنگ نہیں ہوا تھا، بلکہ خود
فيشكو غدر الجنيد فلم يزل	جنید نے اس کے ساتھ زیادتی کی تھی،
الجنيد يونسه حتى وضع يده	بہر کیف جے سنگھ ہندوستان آیا، اور
فى يده فقتله وغزا الجنيد	لشکر جمع اور کشتیاں تیار کر کے لڑائی
الكيرج وكانوا قد نقضوا فاتخذ	کے لئے تیار ہو گیا، جنید کشتی کے ذریعہ
كباشا نطاحة فصك بها	اس کی طرف بڑھا، اور مشرقی جانب

---

[1] لیکن اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ملتا، غالباً جنید کے حملہ کو صحیح ثابت کرنے کے لئے اس کے ارتداد کا اظہار کیا گیا ہے، حالانکہ یہ تو ایک صرف سیاسی مسئلہ تھا، جنید چاہتا تھا کہ اسے جے سنگھ اپنے ملک سے راستہ دیدے تاکہ سندھ کے باہر ممالک پر حملہ آور ہو سکے، اور بحیثیت ایک مسلمان ہونے کے اس کی امداد کرے اور جے سنگھ شاید یہ سمجھتا تھا کہ اگر جنید یہاں آ گیا، تو ممکن ہے کہ مجھ سے یہ ملک واپس لے لے، اور میرا

حائط الهند بينه حتى تلحمه و
دخلها عنوة فقتل و سبى و
غنم و وجه العمال الى مريد
والمندل و دهنج و بروص
كان الجنيد يقول القتل فى
الجزع اكبر منه فى الصبر و وجه
الجنيد جيشا الى ازين و وجه
حبيب بن مرة فى جيش الى
الى ارض المالية فاغاروا على
ازين و غزوا بهريمد فحرقوا
ربضها و فتح الجنيد البيلمان و
الجزر و حصل فى منزله سوى
ما اعطى زواره اربعين الف
الف و حمل مثلها،

میں دونوں کا مقابلہ ہوا اتفاق سے
جے سنگھ کی کشتی (اپنے بیڑہ سے) بہہ
ہو گئی تھی، اس لئے گرفتار کر کے قتل
کر دیا گیا، اس کا بھائی چچ بن داہر
جنید کے اس فریب کی شکایت کرنے
کے لئے عراق جانا چاہتا تھا مگر جنید
نے اس کو مانوس کرنے کی کوشش کی،
اور جب وہ قابو میں آ گیا، تو قتل کر دیا
پھر جنید نے کیرج (رجے پور) پر حملہ کیا،
وہاں کے لوگ معاہدے توڑ کر باغی
ہو چکے تھے، جنید قلعہ شکن آلات
کے ذریعہ شہر پناہ کی فصیل توڑ کر
زبردستی شہر میں داخل ہو گیا، اور
لوگوں کو قتل و گرفتار کر کے مال
غنیمت حاصل کیا، اس کے بعد مرمد

(بقیہ حاشیہ ص ۱۰۶) آبائی وطن مجھ سے پھر چھوٹ جائے، اسی لئے اس نے ایسی روش اختیار کی جس
سے نہ صرف جنگ کی نوبت آئی، بلکہ ہمیشہ کے لئے اس کا خاندان تباہ ہو گیا، پس ایک باغی کی سرزنش
جنید کا فرض تھا، اور جس کے لئے وہ مدح و توصیف کا مستحق ہے، نہ کہ الزام اور اتہام کا،

(تاریخ سندھ ص ۱۲۷ و ۱۲۸)

مندل، دھنج اور بھروچ میں عمال بھیجے۔
جنید کا مقولہ ہے "مردانہ وار قتل ہو جانا
ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مرنے سے بہتر ہے" جنید
نے ایک لشکر ازین کی طرف اور دوسرا
حبیب بن مرۃ کی کمان میں مالبۃ[1] بھیجا
پہلے لشکر نے اجین پر چھاپہ مار کر بھر بید[2]
کا رُخ کیا، اور اُس کی شہر پناہ میں
آگ لگا دی اور خود جنید نے بھیلمان
اور گجرات فتح کیا، یہاں اس کو اتنا
مال غنیمت ملا کہ زائرین اور سائلین کو
دینے کے بعد بھی چار کروڑ بچ گیا اتنا
ہی مال بیت المال میں بھی وہ بھیج

ثم ولی بعد الجنید تمیم بن	جنید کے بعد تمیم بن زید عتبی والی ہوا
زید العتبی فضعف ووھن و	وہ ضعیف و کمزور تھا، اس کا انتقال
مات قریبا من الدیبل بماء یقال	دیبل کے قریب ایک تالاب کے پاس
له ماء الجوامیس وانما سمی ماء	ہوا جس کو ماء الجوامیس (بھینسوں کا
الجوامیس لانه یھرب بھا الیه	تالاب) کہتے ہیں، یہ نام اس لئے پڑا
من دباب ذرق تکون بشاطئ	کہ دریائے سندھ کے کنارے زرد ریچھ[3]

[1] ازین سے اجین اور مالبۃ سے مالوہ مراد ہے [2] بھر بید یعنی ماروار [3] دباب (ریچھ) کے بجائے بعض لوگوں نے

مهران، وكان تميم من
اسخياء العرب وجد في بيت
المال بالسند ثمانية عشر
الف الف درهم طاطريه
فاسرع فيها وكان قد شخص
معه في الجند فتى من بني
يربوع يقال له خنيس وامه
من طيئ الى الهند فاتت الفرزدق
فسألته ان يكتب الى تميم في
اقفاله وعاذت بقبر غالب
ابنيه. فكتب الفرزدق الى تميم

رہتے ہیں، اُن سے لوگ بھاگ کر (بھینسوں
کی طرح) اس میں کود پڑتے ہیں، تمیم کا
شمار عرب کے فیاض لوگوں میں ہوتا تھا
اسے سندھ میں اسی لاکھ طاطاری درہم
ملے، مگر بہت جلد انھیں خرچ کر ڈالا،
تمیم کے ساتھ جو لشکر ہندوستان آیا تھا
اس میں قبیلہ بنی یربوع کا ایک نوجوان
خنیس بھی تھا، اس کی ماں قبیلہ طے کی
تھی، وہ فرزدق شاعر کے پاس اس کے
باپ غالب کی قبر کا واسطہ دلا کر اپنے
بیٹے کی واپسی کے لئے خط لکھانے آئی،
فرزدق نے یہ اشعار لکھ کر تمیم کے پاس
روانہ کئے،

اتتني فعاذت يا تميم بغالب
وبالحفرة السافي عليها ترابها

اے تمیم! میرے پاس یہ بڑھیا ماں
آئی ہے، اور میرے باپ غالب اور
اس کی قبر کا مجھے واسطہ دے رہی ہے،

(بقیہ حاشیہ ص ۱۰۸) "ذباب" (مکھیاں) پڑھا ہے، اور اس صورت میں مفہوم یہ ہوگا کہ یہ زرد مکھیاں تالاب
کے کنارے رہتی تھیں، انھیں دیکھ کر بھینسیں بھاگتی تھیں اور اس تالاب میں آکر کود پڑتی تھیں، (ض)

فهب لی خنیسا واتخذ فیه منة	اس لئے تو خنیس کو میرے پاس
لحوبة ام مایسوغ شرابها	بھیج کر ایک ضعیف وناتواں ماں
	پر احسان کر جس کے حلق سے پانی
	نہیں اترتا،
تمیم بن زید لا تکونن حاجتی	زید کے بیٹے تمیم دیکھ! میری درخواست
بظهر ولا یعیی علیک جوابها	پس پشت نہ ڈال دینا، اور تجھ پر
	اس کا جواب گراں گذرے،
فلا تکثر الترداد فیها فاننی	اس کے متعلق زیادہ ردوکدمت
ملول لحاجات بطی طلابها	کر کیونکہ ضرورت کے تاخیر سے پورا
	ہونے میں میں کبیدہ خاطر ہوجاتا ہوں،
فلم یدر ما اسم الفتی اهو	لیکن تمیم کو فرزدق کی تحریر سے
حبیش ام خنیس فامران یقفل	یہ معلوم نہ ہوسکا کہ نوجوان کا نام
کل من کان اسمه علی مثل	حبیش یا خنیس ہے، اس لئے اس نے
هذه الحروف فی ایام تمیم	حکم دے دیا کہ جن لوگوں کے ناموں
خرج المسلمون عن بلاد الهند	میں اس طرح کے حروف ہوں وہ
ورفضوا مراکزهم فلم یعودوا	وطن واپس چلے جائیں تمیم کے زمانہ
الیها الی هذه الغایة ثم ولی	میں مسلمان اپنے مرکزوں کو چھوڑ کر
الحکم ابن عوانة الکلبی وقد	ہندستان سے چلے آئے، اور اس وقت
کفر اهل الهند الا اهل قصة	تک واپس نہیں جاسکے ہیں، پھر حکم

فلم یر للمسلمین ملجأ یلجئون
الیه فبنی من وراء البحیرة
مما یلی الهند مدینة سماها
المحفوظة وجعلها مأوی لهم
ومعاذا ومصرها وقال لمشائخ
کلب من اهل الشام ماترون
ان نسمیها فقال بعضهم دمشق
وقال بعضهم حمص وقال
رجل منهم سمها تدمر فقال
دمر الله علیک یا احمق ولکنی
اسمیها المحفوظة ونزلها
وکان عمرو بن محمد بن القاسم
مع الحکم وکان یفوض الیه
ویقلده جسیم اموره واعماله
فاغزاه من المحفوظة فلما

بن عوانہ کلبی والی ہوئے، اس وقت
کچھ[1] والوں کے سوا تمام اہل ہند باغی
اور مرتد ہوچکے تھے[2] اور حکم کو مسلمانوں
کے لئے کوئی جائے پناہ نظر نہ آتی تھی
اس لئے انھوں نے دریا کے اس پار
ہی سمندر کے قریب ایک شہر آباد کیا[3]
اور اس کا نام محفوظہ رکھا، اور اس کو
مسلمانوں کا مستقر اور پناہ گاہ بنایا
شہر کی تعمیر کے بعد شامی قبیلہ کلب کے
سن رسیدہ لوگوں سے پوچھا کہ آپ لوگوں
کے خیال میں اس کا کیا نام ہونا چاہئے،
کسی نے دمشق، کسی نے حمص اور ایک
آدمی نے تدمر[4] نام تجویز کیا، (تدمر نام
سن کر حکم کو غصہ آیا، اور بولے) احمق
خدا تجھے غارت کرے، میں اس کا نام

---

[1] یعنی "کش" [2] بغاوت اور ارتداد کی وجہ تمیم کی بدانتظامی اور پھر اس کی اچانک موت تھی [3] یہ شہر دریائے سندھ کے دہانہ پر مشرقی جانب آباد تھا [4] تدمر علاقہ شام میں ایک مشہور شہر تھا، چونکہ تدمر کا مادہ دمر ہے جس کے معنی ہلاکت و بربادی کے ہیں، اس لئے بدشگونی سمجھکر اس کو ناپسند کیا مگر وہی ہوا یعنی "محفوظہ" جلد برباد ہوگیا، اور آج اس کا نشان بھی نہیں ملتا،

قد م عليه وقد ظفر امره
فبنى دون البحيرة مدينة و
سماها المنصورة فهى التى
ينزلها العمّال اليوم وتخلص الحكم
ما كان فى ايدى العدو ممّا غلبوا
عليه ورضي الناس بولايته، و
كان خالد يقول واعجبا وليت
فتى العرب توفض يعني تميما ووليت
اجل النّاس فرضى به ثم قتل
الحكم بها، ثم كان العمال بعد
يقاتلون العدو فيأخذون ما
استطف لهم ويفتحون الناحية
[illegible]

محفوظہ رکھتا ہوں، اور اسی شہر میں مقیم
ہو گئے، محمد بن قاسم کے فرزند عمرو بھی حکم
کے ساتھ تھے، اور حکم کو اُن پر بڑا اعتماد
تھا، اور اپنے بڑے بڑے اور اہم معاملات
اُن کے سپرد کرتے تھے، چنانچہ محفوظہ سے
انھیں کسی مہم پر روانہ کیا، وہ جب کامیاب
ہو کر لوٹے تو دریائے سندھ کے قریب
ہی ایک شہر آباد کیا، اور اس کا نام
منصورہ رکھا، یہی شہر آج کل عاملوں اور حاکموں
کی رہائش گاہ ہے، دشمنوں کے قبضے
میں جو علاقے جا چکے تھے، حکم نے انھیں
آزاد کرا دیا، عام طور سے لوگ اُس کی
حکومت پسند کرتے تھے، خالد کہتے تھے
تعجب ہے کہ میں نے جب عرب کے سخی وانا
نوجوان یعنی تمیم کو والی بنایا تو لوگوں نے
ناگواری کا اظہار کیا، اور جب بخیل ترین
شخص والی ہے تو وہ اس سے خوش ہیں!
یہیں حکم کا انتقال ہو گیا، اُن کے بعد
بھی عمال دشمنوں سے جنگ کرتے

اور ہاں بغت حاصل کرتے رہے اور
نیز اس دورے ان حصوں کو فتح کرنے
کی کوشش کی جہاں لوگوں نے شورش
بغاوت اور بدعہدی کا رویہ اختیار
کر لیا تھا،

فلما کان اوّل الدولة	جب مبارک سلطنت کا زمانہ
المبارکة ولی ابو مسلم عبد الرحمن	شروع[51] ہوا تو ابو مسلم[52] عبد الرحمن بن مسلم
ابن مسلم مغلس العبدی ثغر السند	نے مغلس عبدی کو سرحد سندھ کا گورنر
واخذ علی طخارستان وسار	بنایا، مغلس طخارستان[53] کے راستے سے روانہ
حتی صار الی منصور ابن جمهور	ہوئے، اور منصور بن جمہور کلبی کے پاس
الکلبی وهو بالسند فلقیه منصور	سندھ پہونچے، اس نے مقابلہ کر کے
فقتله وهزم جنده فلما بلغ	مغلس کو قتل اور اس کی فوج کو شکست
ابا مسلم ذلک عقد لموسیٰ	دے دی، ابو مسلم کو اس واقعہ کی خبر
بن کعب التمیمی ثم وجهه الی	ہوئی تو اس نے موسیٰ بن کعب تمیمی کو

---

[51] دولت مبارکہ سے مصنف نے عباسی سلطنت مراد لی ہے، جو بنی امیہ کی سلطنت کے خاتمہ کے بعد ۱۳۲ھ میں قائم ہوئی تھی [52] ابو مسلم خراسانی نے پہلے عباسی خلیفہ ابو العباس عبد اللہ السفاح کی طرف سے نہ صرف خراسان بلکہ تمام مشرقی ممالک پر قبضہ کر لیا اور ہر جگہ اپنے معتمد آدمی بھیج کر اپنی حکومت مضبوط کر لی، اسی سلسلہ میں اس نے سندھ کو بھی ایک فوج روانہ کی جس کا افسر مغلس عبدی سجستانی تھا،

[53] خراسان کا ایک بڑا صوبہ،

السند فلمّا قدمها كان بينه
وبين منصور بن جمهور مهران
ثم التقيا فهزم منصوراً وجيشه
وقتل منظوراً اخاه وخرج منصور
مفلولاً هارباً حتى ورد الرمل
فمات عطشاً، وولي موسى
السند فرم المنصورة وزاد
في مسجدها وغزا وافتتح، و
ولى امير المؤمنين المنصور
رحمه الله هشام بن عمرو التغلبي
السند ففتح ما استغلق ووجه
عمرو بن جمل في بوارج الى
نارند ووجه الى ناحية الهند
فافتتح قشميراً واصاب سبايا
ورقيقاً كثيراً وفتح الملتان و
كان بقندابيل متغلبة من العرب
فاجلاهم عنها واتى القندهار

والی بنا کر سندھ بھیجا، جب موسیٰ سندھ
پہونچے تو اُن کے اور منصور کے درمیان
دریائے سندھ حائل تھا، دونوں میں
مقابلہ ہوا، موسیٰ نے منصور اور اس کے
لشکر کو شکست دی، اور اس کا بھائی
منظور مارا گیا، منصور شکست کھانے
کے بعد بھاگ گیا، اور ایک ریگستان
میں پہونچ کر پیاس کی شدت سے
ہلاک ہو گیا، سندھ کا والی ہونے
کے بعد موسیٰ نے منصورہ کی مرمت
کی، اور مسجد کی توسیع کی، جنگ کا
سلسلہ بھی جاری رہا، جس میں کامیاب
رہا، پھر امیر المؤمنین منصور[1] رحمہ اللہ
نے ہشام بن عمرو تغلبی کو سندھ کا والی
بنایا، اُس نے بہت سے نئے علاقے
فتح کئے، عمرو بن جمل کو چند جنگی جہازوں
کے ساتھ باربد[2] بھیجا، اور خود ہندستان

---

[1] ابو العباس عبداللہ السفاح کے بعد یہ دوسرا عباسی خلیفہ تھا، [2] یہ بھروچ کے قریب بھاڑبھوت نامی بندرگاہ تھا، (تاریخ سندھ ص ۱۵۷)

فی السفن ففتحها وهدم البد وبنی موضعه مسجدا،	کے شمالی حصوں کی طرف روانہ ہوا، اور کشمیر فتح کرکے بہت سے قیدی اور غلام حاصل کئے، پھر ملتان فتح کیا، قندابیل پر عربوں کا ایک گروہ متغلب ہو گیا تھا، ہشام نے انھیں وہاں سے نکالا، اور جہاز کے ذریعہ قندھار آیا، اور اسے فتح کیا، اور اس کا بتخانہ ڈھاکر اس کی جگہ مسجد تعمیر کی،
فاخصبت البلاد فی ولایته فتبرکوا به ودوخ الثغور وحکم اموره، ثم ولی ثغر السند عمر بن حفص بن عثمان هزار مرد ثم داؤد بن یزید بن حاتم وکان معه ابو الصمة المتغلب الیوم وهو مولی لکندة، ولم یزل امر ذلک الثغر مستقیما حتی ولیه بشر بن داؤد فی خلافة	ہشام کے عہد حکومت میں ملک میں شادابی اور خوشحالی آگئی لوگ اس کو بابرکت سمجھتے تھے، اس نے سرحدوں پر پورا قابو حاصل کر لیا، اور تمام معاملات کو مستحکم کر دیا، اس کے بعد حفص بن عثمان ہزار مرد[1]، پھر داؤد بن یزید بن حاتم سرحد کا والی ہوا، اس کے ساتھ ابو صمہ قبیلہ کندہ کا غلام بھی آیا تھا، اور وہی اس زمانے میں[2]

[1] اس کی بہادری اور غیر معمولی شجاعت کی وجہ سے ہزار مرد اس کا لقب ہو گیا تھا، [2] یعنی بلاذری کے زمانہ میں، (ض)

المامون فعصی وخالف فوجه
الیه غسان بن عباد وهو رجل
من اهل سواد الکوفة فخرج
بشر الیه فی الامان وورد به مدینة
السلام وخلف غسان علی الثغر
موسی بن یحیی بن خالد بن برمک
فقتل باله ملک الشرقی و قد
بذل له خمس مائة الف درهم
علی ان یستبقیه وکان باله
هذا التوی علی غسان وکتب
الیه فی حضور عسکره فی جماعة
من الملوک فابی ذلک،

اس پر تالیف ہے اس سرحد کا نظم و
نسق برابر درست رہا، لیکن جب مامون
کے زمانہ خلافت میں بشر بن داؤد والی
ہوا تو اس نے سرکشی اور بغاوت کی، اس
لئے مامون نے اس کی سرکوبی کے لئے
سواد کوفہ کے ایک شخص غسان بن عباد
کو بھیجا، بشر امان کا طالب ہو کر اس
کے پاس آیا، غسان اسے قید کر کے بغداد
لایا، اور اپنی جگہ سرحد پر موسیٰ بن یحییٰ
بن خالد برمک کو کر دیا، موسیٰ نے شرقی
علاقہ کے راجہ بالا[1] کو قتل کر دیا، حالانکہ
وہ اپنی جان بچانے کے لئے پانچ لاکھ
درہم فدیہ دینے کو تیار تھا، اس سے
پہلے بالا چندر غسان پر اپنی برتری
جتا چکا تھا، اور اس کو خط لکھا تھا کہ دوسرے
راجاؤں کی طرح سے یہاں وہ بھی اپنا لشکر
لے کر آئے مگر غسان نے اس کی دعوت
رد کر دی تھی،

[1] بالا کا اصل نام بالا چندر یا بالا سنگھ یا بالا ناتھ ہو گا،

واقام موسیٰ اثرا حسنا ومات
سنة ۲۲۱ واستخلف ابنه عمران
ابن موسیٰ فکتب الیه امیر المؤمنین
المعتصم بالله بولایة الثغر فخرج
الی القیقان وهم زط فقاتلهم
فغلبهم وبنی مدینة سماها
البیضاء واسکنها الجند ثم اتی
المنصورة وسار منها الی
قندابیل وهی مدینة علی جبل
وفیها متغلب یقال له محمد بن
الخلیل فقاتله وفتحها وحمل
رؤسائها الی قصدار ثم غزا
المید وقتل منهم ثلاثة
آلاف وسکر سکرا یعرف بسکر

موسیٰ نے بڑے کارنامے یادگار چھوڑے
اس کا انتقال سنہ ۲۲۱ھ میں ہوا، اس نے
اپنی زندگی میں اپنے بعد اپنے بیٹے عمران
ابن موسیٰ کو اپنا قائم مقام بنا دیا تھا،
امیرالمؤمنین معتصم باللہ نے بھی عمران
کی تقرری کا پروانہ بھیج دیا، عمران قیقان
کے جاٹوں کی طرف بڑھا [۵۱] اور جنگ کرکے
ان پر غلبہ حاصل کیا، اور ایک شہر آباد کرکے
اس کا نام بیضاء [۵۲] رکھا، اور شہر میں امن
وامان قائم رکھنے کے لئے وہاں فوجی
چھاؤنی قائم کی، پھر منصورۃ اور
اس کے بعد قندابیل آیا [۵۳]، قندابیل ایک
پہاڑ پر واقع ہے جس پر محمد بن خلیل قابض
ہوگیا تھا، عمران نے خلیل سے جنگ

---

۵۱ یہ اقدام اس لئے کیا تھا کہ جاٹ ہمیشہ سے سرکش چلے آرہے تھے جہاں ذرا والی کمزور ہوا، یا ان کے ساتھ
مراعات سے پیش آیا کہ فوراً سرکشی اور بغاوت پر آمادہ ہوجاتے ۔ ۵۲ چونکہ جاٹ بڑی سرکش قوم تھی
اکثر بغاوت اور فساد پر آمادہ رہتی، اس لئے عمران نے بوقان علاقہ بدھ میں ایک مناسب مقام تجویز کرکے
ایک مستقل فوجی چھاؤنی کے لئے یہ شہر آباد کیا .... ۵۳ منصورہ پہونچنے کے بعد قندابیل والوں
کی بغاوت کی اطلاع پاکر یہ اقدام کیا ہوگا،

السيد وعسكر عمران على نهر
الرور ثم نادى بالزط الذين
بحضرته فاتوه فختم ايديهم
واخذ الجزية منهم وامرهم
بان يكون مع كل رجل منهم
اذا اعترض عليه كلب فبلغ
الكلب خمسين درهما ثم غزا الميد
ومعه وجوه الزط فحفر من
البحر نهرا اجراه فى بطيحتهم
حتى ملح ماؤهم وشن الغارات
عليهم ثم وقعت العصبية بين
بين النزارية واليمانية فمال
عمران الى اليمانية فسار اليه
عمرو بن عبد العزيز الهبارى
فقتله وهو غار وكان جل عمر

کر کے قندابیل کو اس کے قبضے سے چھڑا[۱]
اور باغیوں کے سرغنوں کو قصدار
منتقل کر دیا، پھر میدہ قوم سے جنگ
کر کے ان کے تین ہزار اشخاص قتل
کئے، اور یہاں ایک بند تعمیر کیا، جو
سکر المید کے نام سے موسوم کیا جاتا
ہے، عمران نے دریائے رور پر زط
جمع کر کے جاٹوں کو بلا کر ان کے ہاتھوں
پر مہریں لگائیں، اور ان سے جزیہ لیا[۲]
یہ بھی حکم دیا کہ ہر جاٹ اپنے ساتھ ایک
ایک کتا رکھے، اس حکم کی وجہ سے کتوں
کی قیمت اس وقت ۵۰ درہم تک ہو گئی
تھی، پھر میدوں پر حملہ کیا، اس وقت
اس کے ساتھ جاٹ مائد بھی تھے، اس
نے نہر کھود کر میدوں کے سرچشمۂ آب

---

[۱] یعنی مید کا پل، بہت ممکن ہے کہ آج جس مقام کو "سکھر" کہتے ہیں، یہ وہی مقام ہو جس کو "سکر المید" کہتے تھے.......... اور نام تخفیف ہو کر "سکر" اور پھر سکر سے "سکھر" ہو گیا ہو، (تاریخ سندھ ص ۱۰۲) [۲] یہ قدیم رسم راجہ چچ کے عہد سے جاٹوں کے متعلق چلی آتی تھی، عمران برمکی نے اس کے اجراء کا پھر حکم صادر کیا،

هذا ممن قدم السند مع الحكم ابن عوانة الكلبي،

سے ملا دیا جس سے اُن کا پینے کا پانی شور[1] ہو گیا، اور جا ٹوں پر حملہ شروع کر دیا، لیکن اسی درمیان میں نزاریوں[2] اور یمانیوں کے درمیان عصبیت بھڑک اٹھی، عمران کا میلان (مظلوم) یمانیوں کی طرف ہو گیا، یہ دیکھ کر عمر بن عبد العزیز ہباری اُس کے پاس گیا، اور دھوکے سے اس کو قتل کر دیا، عمر ہباری کا دادا حکم بن عوانہ کلبی کے ساتھ سندھ کے آنے والوں میں تھا،

وحدثني منصور بن حاتم قال كان الفضل بن ماهان مولى بني سامة فتح سندان وغلب عليها، وبعث الى المامون رحمه الله بفيل وكاتبه ودعا له في مسجد جامع اتخذه بها، فلما مات قام محمد بن الفضل بن

مجھ سے منصور بن حاتم نے بیان کیا کہ بنو سامہ کے غلام فضل بن ماہان نے سندان فتح کر کے اس پر قبضہ کر لیا، اور مامون رحمہ اللہ کے پاس ایک ہاتھی تحفہ بھیجا، اور خط بھی لکھا اور ایک جامع مسجد تعمیر کی جس میں خلیفہ کے لئے خطبہ جب فضل کا انتقال ہوا تو اس کا بیٹا محمد بن فضل

[1] غالباً میدوں کا کوئی تالاب تھا جس سے شیریں پانی حاصل کرتے تھے، عمران نے انجنیروں کے مشورہ سے سمندر سے ایک نہر کھدا کر اس تالاب میں ملا دیا جس سے تالاب کا پانی کھارا ہو گیا،

[2] نزاریہ سے حجازی اور یمانیہ سے قحطانی مراد ہیں، ان دونوں میں بڑی پرانی رقابت تھی،

ماهان مقامه فسار فی سبعین	باپ کا قائم مقام ہوا، اور ستر جنگی
بارجة الی مید الهند فقتل	کشتیوں کے ساتھ میدوں پر حملہ
منهم خلقا وافتتح قالی ورجع	کیا، اور اُن کے بہت سے آدمی قتل
الی سندان وقد غلب علیها	کرکے فتح حاصل کی، وہاں سے پھر سندان
اخ لهٔ یقال له ماهان بن الفضل	واپس آیا، کیونکہ سندان پر اس کا
وکاتب امیر المومنین المعتصم	ایک بھائی ماہان بن فضل قابض ہو گیا
بالله واهدی الیه ساجا لم	تھا، اور اس کے بارہ میں امیر المومنین
یر مثله عظما وطولا وکانت	معتصم باللہ کو خط لکھا اور خط کے ساتھ
الهند فی امراخیه فمالوا علیه	ساگوان کا اتنا بڑا لٹھا بھیجا کہ ایسا
فقتلوه وصلبوه ثم ان الهند	دیکھنے میں نہیں آیا تھا، اہلِ ہند اس
بعد غلبوا علی سندان فترکوا	کے بھائی کے خیر خواہ تھے، اس لئے
مسجد ها للمسلمین یجمعون	وہ محمد پر چل پڑے، اور راستے قتل کرکے
فیه ویدعون للخلیفة ،	سولی پر لٹکایا، اور سندان پر قبضہ کر لیا،
	مگر مسجد میں ہاتھ نہیں لگایا، اور اس
	کو مسلمانوں کے لئے چھوڑ دیا جس میں
	وہ جمعہ ادا کرتے اور خلیفہ کے نام
	کا خطبہ پڑھتے تھے،
وحدثنی ابو بکر مولی الکریزیین	کریزیوں کے غلام ابو بکر نے مجھ سے

لہ قالی یعنی قالی (کالڑی) جو سندھ کا بندرگاہ تھا،

ان بلدا يدعى العسيفان
بين قشمير والملتان وكابل
كان له ملك عاقل وكان
اهل ذلك البلد يعبدون
صنما قد بني عليه بيت وابده
فمرض ابن الملك فدعى
سدنة ذلك البيت فقال
لهم ادعوا الصنم ان يبرئ
ابني فغابوا عنه ساعة ثم
اتوه فقالوا قد دعوناه
وقد اجابنا الى ما سألناه
فلم يلبث الغلام ان مات
فوثب الملك على البيت فهدمه
وعلى الصنم فكسره وعلى السدنة
فقتلهم۔

بیان کیا کہ کشمیر، ملتان، اور کابل
کے درمیان عسیفان نام ایک شہر
تھا، وہاں کا راجہ بڑا دانشمند تھا،
اہل شہر ایک بت کی پوجا کرتے تھے،
اس کے لئے راجہ نے ایک مستحکم اور
پائدار مندر بنا دیا تھا، ایک بار
اس کا لڑکا بیمار ہوا، تو اس نے
اس مندر کے پجاریوں کو بلا کر کہا
کہ بت سے دعا کرو کہ میرے بیٹے کو
شفا دے، یہ سن کر وہ لوگ کچھ دیر
کے لئے چلے گئے، پھر واپس آکر کہنے
لگے کہ ہم نے بت سے دعا کی ہے اس
نے ہماری دعا قبول کر لی ہے، مگر
تھوڑی ہی دیر میں لڑکا مر گیا
یہ دیکھ کر راجہ نے مندر ڈھا دیا، بت
توڑ ڈالا، اور پجاریوں کو
قتل کر دیا،

ثم دعا قوما من تجار
المسلمين فعرضوا عليه

پھر اس نے مسلمان تاجروں
کی ایک جماعت کی دعوت کی،

تاریخ یعقوبی

جلد اوّل

قال اهل العلم ان اوّل ملوک
الهند الذین اجتمعت علیه
کلمتهم برهمن الملک الذی
فی زمانه کان البدء الاوّل
وهو اوّل من تکلم فی النجوم
اخذ عنه علمها والکتاب
الاوّل الذی تسمیه الهند
السند هند وتفسیره دهر
الدهور ومنه اختصر الارجبهر
والمجسطی ثم اختصر وامن
الارجبهر الارکند ومن المجسطی
کتاب بطلیموس ثم عملوا من
ذلك المختصرات والزیجات

اہل علم کا بیان ہے کہ پہلا ہندوستانی
راجہ جس کو سب مانتے تھے، برہمن تھا۔
برہمن جس کے زمانہ میں بدرِ اوّل
تھا، اور اسی نے سب سے پہلے علم نجوم
میں بحث وگفتگو کی، اور اسی سے یہ علم
اخذ کیا گیا، اور وہ پہلی کتاب بھی جسے
ہندوستانی سندھند[1] یعنی دہرالدہور (زمانوں
کا زمانہ) کہتے ہیں ارجبھر[2] اور مجسطی[3] اسی کا
اختصار ہیں، پھر ارجبھر کا مختصر ارکنداد[4]
مجسطی کا مختصر بطلیموس کی کتاب ہے پھر
اس سے دوسرے مختصرات اور جنتری
وغیرہ کی کتابیں تیار کی گئیں اور وہ نو
ہندی ہندسے بھی بنائے گئے جن سے تمام

---

[1] اس کا پورا سنسکرت نام برہمیت سدھانت ہے، [2] یعنی "آریہ بھٹ" [3] یونانی زبان میں حکیم بطلیموس کی مشہور کتاب [4] یعنی "کھنڈ اکھڈیک"

وما اشبهها من الحساب و
وضع التسعة الاحرف الهندية
التي يخرج منها جميع الحساب
الذي لا يدرك معرفتها وهي
١ ٢ ٣ ٤، ٥ ٦ ٧ ٨ ٩ فالاول منها
واحد وهو عشرة ومائة وهو الف
وهو مائة الف الف وهو
عشرة آلاف الف وهو مائة
الف الف وعلى هذا الحساب
ابداً فصاعدا ، والثاني وهو
اثنان وهو عشرون (وهو مائتان
وهو الفان وهو عشرون) الفا
ومائتا الف والفا الف وعلى هذا
هذا الحساب يجري التسعة الاحرف
فصاعدا غير ان بيت الواحد
معروف من العشرة وكذلك
بيت العشرة معروف من المائة
وكذلك كل بيت واذا خلا بيت
منها يجعل فيه صفر ويكون الصفر

(ک ۲۵ ط صفحہ ۵ ۱۹۳۶)

قسم کے حساب حل کئے جاتے ہیں مگر ان
کی معرفت و ادراک دشوار ہے اور یہ نو ہندسے
۱،۲،۳،۴،۵،۶،۷،۸ اور ۹ ہیں،
پہلا ایک ہے، اور اسی سے دس، سو، ایک
ہزار، ایک لاکھ، ایک کروڑ، اور دس کروڑ
وغیرہ بھی بنتا ہے، اور اسی حساب سے
وہ ہمیشہ بڑھ سکتا ہے، دوسرا دو ہے اور
وہی بیس، دو سو، دو ہزار، ۲۰ ہزار، ۲۰ لاکھ
اور ۲ کروڑ بھی بنتا ہے، اور اسی قاعدہ
کے مطابق اس سے زیادہ کے تمام ہندسے
۹ تک بنتے ہیں، البتہ ایک کا خانہ دس
سے مشہور اور دس کا سو سے مشہور ہے
اور اسی طرح ہر خانہ مشہور ہے، اور جب
کوئی خانہ خالی ہو جاتا ہے تو اس میں صفر
رکھ دیا جاتا ہے، اور صفر ایک چھوٹے گول
نشان اور دائرہ کا نام ہے،

وجعلوا الدنيا سبعة اقاليم	اہل جغرافیہ نے دنیا کو سات حصوں
فالاقليم الاول الهند وحده	میں تقسیم کیا ہے، پہلا حصہ ہندوستان ہے،
ممايلى المشرق البحر وناحية الصين	اور اس کی سرحد مشرق میں سمندر کے
الى الديبل ممايلى ارض العراق	قریب اور چین کے علاقہ سے لیکر مغرب
الى خليج البحر ممايلى ارض الهند	میں دیبل تک ہے، جو عراق کے قریب
الى ارض الحجاز،	خلیج بحر تک ہندوستان اور حجاز کی سرزمین
(ص ۹۳)	سے متصل ہے،
وقالت الهند ان الله عزو جل	اہل ہند کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ
خلق الكواكب فى اول دقيقة من	نے ستاروں کو حمل[1] کے پہلے دقیقہ میں پیدا
الحمل وهو اول يوم من الدنيا	کیا ہے، اور یہی دنیا کا پہلا دن ہے پھر
ثم سيرها من ذلك	ستاروں کو اس مقام سے پلک کے جھپکنے
الموضع فى اسرع من طرفة العين	سے بھی کم وقیقہ میں چلایا، اور ہر ستارے
فجعل لكل كوكب منها سيرا معلوما	کے لئے ایک متعین و معلوم رفتار مقرر کی
حتى يوافى جميعها فى عدة ايام السند هند	یہاں تک کہ وہ سب سندھند کے چند
الى ذلك الموضع الذى	دنوں کو پورا کر کے اس مقام میں پہونچ
خلقت فيه كما كانت كهيئتها	جاتے ہیں، جس میں پیدا کئے گئے تھے اور
الاولى ثم يقضى تبارك تعالى	اپنی پہلی ہیئت کے مطابق ہو جاتے ہیں
ما احب فقالوا ان جميع ايام الدنيا	اس کے بعد اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے فیصلہ
من السند هند منذ اول ما دارت	کرتا ہے، چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ دنیا کے

[1] پہلے برج آسمانی کا نام ہے،

الكواكب الى ان تجتمع جميعا في
دقيقة الحمل كما كانت يوم
خلقت،

(ص ۹۵)

ثم اضطرب امر الملك
بالهند فاقام زمانا طويلا و
هو ممالك مفترقة في البلاد
لكل طائفة مملكة حتى غزتهم
الملوك فخافوا ان يدخل عليهم
الوهن وكانوا اهل حكمة ومعرفة
وعقول مجاوزون بها مقدار
غيرهم من الامم فاجمعوا على
تمليك رجل واحد فملكوا
زارح وكان عظيم الشان جليل
القدر فعظم ملكه وجل سلطانه
حتى سار الى ارض بابل ثم تجاوزها
الى ملوك بنى اسرائيل وهو الذي
غزا بني اسرائيل بعد ان مات
سليمان بن داود بعشرين سنة

سارے دن سند ہند (سدھانت) میں شامل ہیں،
یہ ستاروں کی پہلی گردش سے دقیقہ
حمل میں جمع ہو جانے تک اپنی پیدائش
کے دن کی ہیئت پر آجاتے ہیں۔

پھر (برہمن کے بعد) ہندوستان میں
ایک طویل زمانہ تک نظام سلطنت درہم
برہم اور متفرق حکومتوں میں اس طور
سے تقسیم رہا کہ ہر جماعت ایک الگ مملکت
اور سلطنت پر قابض رہی، یہاں تک کہ
جب دوسرے بادشاہ ان پر حملہ آور ہونے
لگے، تو انھیں اندیشہ ہوا کہ (اس افتراق
سے) ان میں کمزوری پیدا ہو جائے گی!
اُن کی حکمت و بصیرت مشہور تھی، اور
دانائی و تدبیر میں وہ دوسری حکومتوں
کے مقابلہ میں زیادہ فائق تھے، اس لئے
ایک شخص کو اپنا بادشاہ بنانے کے لئے
متفق ہو گئے۔ چنانچہ انھوں نے زارح
کو اپنا راجہ بنایا، وہ بڑی جاہ و عظمت
اور بڑے مرتبہ کا بادشاہ تھا، اس لئے

واخرج فور الفيلة وكان العلو
على الاسكندر فكانت لا يقف لها
شئ فعمل الاسكندر تماثيل
من نحاس ثم حشاها بالنفط و
الكبريت واشعل النار في داخلها
ثم صيرها على عجل والبسها
السلاح ثم قدمها امام الصفوف
فلما تلاقوا دفعها الرجال الى
الفيلة فلما قربت حملت عليها
الفيلة بخراطيمها فكانت تلف
الخراطيم على ذلك النحاس و
هو يلهب ويشوى وتنصرف
منهزمة فتقتل كرادس الهند
وتهلكهم ثم دعا الاسكندر
فور ملك الهند الى ان يبارزه
فبرز له فقتله الاسكندر مبادرة
بعد له واستباح عسكره (ص۹)

یہ جواب سنتے ہی فوراً نکل کھڑا ہوا، اور
فور کی سلطنت میں پہونچ گیا، فور ہاتھی
لے کر اس کے مقابلہ میں آیا، ہاتھیوں کے
مقابلہ میں کوئی چیز نہیں ٹکتی تھی، اس لئے
سکندر نے تانبے کی مورتیں بنوائیں اور
ان میں مٹی کا تیل اور گندھک بھر کر ان
میں آگ لگادی پھر ایک گاڑی پر اُن کو رکھ
دیا، اور ہتھیار پہنا کر صفوں کے آگے کر دیا،
جب مڈبھیڑ ہوئی تو لوگوں نے انھیں ہاتھیوں
کی طرف بڑھا دیا جب یہ ہاتھیوں کے قریب
پہونچے تو انھوں نے اپنی سونڈوں سے
ان پر حملہ کیا، اور ان کو سونڈ میں لپٹنا
چاہا، مگر وہ آگ سے اس قدر بھڑک رہی
تھیں کہ ہاتھی پیچھے ہٹ آئے اور اس
پسپائی میں ہندوستان کی فوجیں بھی
پسپا اور ہلاک ہوگئیں، سکندر نے ہندوستان
کے راجہ فور کو تنہا مقابلہ کی دعوت دی
وہ مقابلہ میں نکلا سکندر نے اسے قتل اور
اس کے لشکر کو ہلاک کر ڈالا،

ومن ملوكهم كيهن وكان
رجلا حكيما ذكيا اديبا فملكه
الاسكندر بعد فور على جميع ارض
الهند وكان كيهن قد استعمل
الفكر وكان اول من قال بالتوهم
وان الطبيعة تنصرف الى ما
تتوهمه فما توهمت انه
ينفعها نفعها وان كان ضارا
كان كيهن ياكل البيش وهو
السم القاتل ثم يتوهم ان على
قلبه احمال ثلج فلا يضره ذلك
البيش حتى احترقت رطوبته و
كان من اصح خلق الله ذهنا و
احفظه واذكاه (ص ۹۷).

ہندوستان کے ایک راجہ کا نام کیہن
تھا، یہ بڑا ذہین حکیم اور ادیب تھا، سکندر
نے فور کے بعد اس کو پورے ہندوستان
کا بادشاہ بنایا، کیہن غور و فکر سے کام
لیتا تھا، اور سب سے پہلے اسی نے نظریۂ
توہم[1] کو ظاہر کیا، اور بتایا کہ طبیعت میں
جس چیز کا وہم پیدا ہوتا جاتا ہے اسی کی
طرف واقعۃً وہ مائل ہوجاتی ہے، جس چیز
کے متعلق وہم ہو کہ وہ نفع بخش ہوگی تو
وہ نفع بخش ثابت ہوتی ہے، اور اگر مضر
ہونے کا خیال ہوجائے تو وہ مضر ہوتی ہے،
کیہن بیش (ایک قسم کا پودا ہوتا تھا) کھاتا
تھا، جو زہر قاتل تھا، مگر اسے یہ وہم تھا
کہ اس کے دل پر برف کے ٹکڑے ہیں،
جنھیں یہ پودا اس وقت تک نقصان
نہیں پہنچا سکتا جب تک کہ اس کی رطوبت
جل نہ جائے، وہ نہایت صحیح الذہن اور
ذکی انسان تھا، اس کا حافظہ بہت قوی تھا،

---

[1] غالباً آج کل اسے مسمریزم کہا جاتا ہے،

ومن ملوكهم دبشليم وهو
الذي وضع في عصره كتاب
كليلة ودمنة وكان الذي
وضعها بيدبا حكيم من حكمائهم
وجعله امثالا ليتبربها ويتفهمها
ذووالعقول ويتادبون بها (٩٨)
وقال بعض علماء الهند ان اهل بلاد
الهند تواتر عليهما الموت حتى
ذهب علماؤهم وضعف
الملك وانه لما ملك هشران
طلب من يحيي له شرائع دين
آبائه فاتاه قفلان وكان ذاهية
فقال له ان الناس جزء من الحيوان
وان الحيوان جزء من النامي و
ان النامي من الطبائع الاربع
التي هي النار والهواء والارض
والماء وان النامي ينقسم على ثلاثة
اقسام: احدها النبات وله النمو
فقط والثاني ما يكون في البحر من

ہندوستان کا ایک اور راجہ دابشلیم
تھا جس کے زمانہ میں کتاب کلیلہ ودمنہ
لکھی گئی، اوراس کا مصنف ایک دانشمند
پنڈت بیدپا تھا، اس نے اس میں ایسی
تمثیلیں بیان کی ہیں جن سے عقلمند لوگ
عبرت ونصیحت، فہم وفراست، اور تہذیب
بعض علماے ہند کا بیان ہے کہ
ہندوستانیوں پر پیہم موت وہلاکت طاری
ہوتی رہی جس سے اُن کے علماء کا خاتمہ
اور نظامِ سلطنت میں کمزوری پیدا ہو گئی،
لیکن جب ہشران کی سلطنت کا زمانہ
آیا تو اُس نے ایسے لوگوں کو طلب کیا جو
اُس کے آبائی دین کو زندہ کر سکتے ہوں،
یہ سن کر اس کے پاس قفلان نام کا ایک
شخص آیا جو بڑا ہوشیار اور صاحبِ تدبیر تھا،
اُس نے کہا کہ انسان حیوان ہی کا جز ہے
اور حیوان نامی کا جز ہے، اور نامی چار عناصر
یعنی آگ ہوا مٹی اور پانی سے مرکب ہے،

اور اس کی تین قسمیں ہیں، (۱) نباتات جن
میں محض نمو کی صلاحیت ہے، دوسری
قسم میں سمندر کی سیپ اور اس سے مشا
چیزیں داخل ہیں جن میں نمو اور حس
دونوں پائے جاتے ہیں، تیسری قسم میں
وہ وحشی جانور ہیں جن کے اندر نمو، حس
اور حرکت تین قسم کی صلاحیتیں ہوتی ہیں
اور یہ حیوانات اس قدر حقیر اور کمتر ہیں
کہ اللہ تعالیٰ اُن کی تدبیر و انتظام سے
بالاتر ہے، ان کی تدبیر و انتظام فلک کے
ذمہ ہے، بادشاہ نے کہا تم نے جو کچھ کہا
ہے اس کا نمونہ دکھاؤ اور اس کی دلیل
بھی دو، اس پر اس نے نرد[1] ایجاد کیا، اور
بتایا کہ لوگوں کا اس پر اتفاق ہے کہ زمانہ
کا دور ایک سال یعنی ۱۲ مہینے یعنی ۱۲
برج ہیں، اور چونکہ ہر مہینہ ۳۰ دن کا
ہوتا ہے اس لئے ہر برج کے ۳۰ درجے
ہیں، اور چونکہ دن سات ہوتے ہیں
اور سات ستارے سیارے کہلاتے ہیں

الاصداف وما اشبهها وله نمو
وحس الثالث الحیوان البری وله نمو
وحس وحرکة وان الحیوان اقل
واحقر من ان یدبرها الخالق
وانما یدبرهم ولیس شیهم
الفلک فقال له الملک ارنی صحة
ما تقول دبرها نه نوضع النرد
وقال اتفق الناس علی ان دور
الزمان سنة ومعناها اثنا
عشر ومعناها البروج الاثنا
عشر وعلی ان ایام الشهر ثلثون
یوماً ومعناها لکل برج ثلثون
درجة وعلی ان الایام سبعة
ومعناها الکواکب السبعة
السیارة ثم جعل تشبیهاً لذلک
فوضع عرصة شبیهة بالسنة
وصیر فیها اربعة وعشرین
بیتاً عدد ساعات اللیل والنهار
فی کل ناحیة اثنی عشر بیتاً

[1] یعنی چوسر کا کھیل ،

تشبيها بشهور السنة والبروج
وصيرها ثلثين كلها تشبيها
بايام الشهر ودرج البروج و
صير الفصين تشبيها بالليل
والنهار وفي كل فص ست جهات
لانه عدد تام له نصف وثلث
وسدس في كل فص اذا سقط
من اعلاه واسفله سبع نقط
تحت الست واحدة وتحت
الخمس اثنان وتحت الاربع
ثلث تشبيها بعدد الايام و
الكواكب السبعة السيارة
وهي الشمس والقمر وزحل
والمشتري والمريخ وعطارد
والزهرة ثم جعلها محنة
بين رجلين واعطى كل واحد
فصا وقال من اعطيته هذه
السبع النقط من اعلاها اكثر
من صاحبه يدا فاجتمع له

پھر اس نے اس کی مثال دی، اور
سال کی مثال دیتے ہوئے ایک صحن
(کا نقشہ) بنایا، اور اس میں ۲۴ خانے
رات و دن کے گھنٹوں کے اعتبار سے
بنائے، اور یہ خانے ان بارہ خانوں
کے ہر گوشہ میں بنے ہوئے تھے، جو سال
کے ۱۲ مہینوں، اور برجوں کی مثال میں
بنائے گئے تھے، اور ۳۰ دنوں اور اس کے
برجوں کی مثال میں، ۳۰ نشان سے بنائے
اور دن کے لحاظ سے دو نگینے بنا دیئے، ہر
نگینہ میں ۶ سمتیں تھیں، اس لئے کہ یہی
ایسا مکمل عدد ہے، جس کا آدھا، تہائی
اور چھٹا ہو سکتا ہے، ہر نگینہ میں جب
وہ اوپر سے نیچے کی طرف آتا تھا، سات
نقطے نظر آتے تھے، چھ کے نیچے ایک،
پانچ کے نیچے دو اور چار کے نیچے تین
اور یہ ساتوں سیاروں اور دنوں
کی مثال تھی، ساتوں سیاروں سے
سورج، چاند، زحل، مشتری، مریخ،

الفصان فضرب وما ظهر من
الفصين تقلب الكلاب عليه و
جعل ذلك تمثيلا للحظ الذي
يناله العاجز بما يجري له الفلك
والحرمان الذي يبتلى به الحازم
على حسب ما يجري له الفلك
فلمّا ظهر ذلك قبله الملك
وفشا في اهل المملكة وصار
اهل الهند يجري امورها بها
يديره الكواكب السيّارة

عطارد اور زہرہ مراد ہیں، پھر
اسے آزمانے کے لئے دو آدمیوں کے
درمیان رکھا، اور ہر شخص کو ایک ایک
نگینہ دے دیا، اور کہا کہ جس شخص کو
میں نے اوپر کے یہ سات نقطوں والا
دیا ہے، وہ اپنے ساتھی سے ابتدار
کے لحاظ سے زیادہ ہے، اس لئے
دونوں نگ جمع ہو گئے، یہ گویا مثال
بیان کی، اور دونوں نگوں سے جو کچھ
ظاہر ہوتا تھا اس کے گرد ستارے
گردش کرتے تھے، اور یہ اس نصیبہ
اور قسمت کی مثال تھی جسے فلک
کی حرکت سے عاجز و درماندہ حاصل
کر لیتا ہے، اور اس بدقسمتی و محرومی
کی بھی مثال تھی جس سے گردش فلک
کی وجہ سے ہوشیار اور صاحب تدبیر
احتیاط آدمی بھی دوچار ہو جاتا ہے، جب
یہ چیزیں بادشاہ کے سامنے آئیں
تو اُس نے اُسے قبول کر لیا اور پوری

مملکت میں اس کا رواج ہو گیا، اور تمام ہندوستانیوں کے معاملات ستاروں سیاروں کی تدبیر و انتظام کے مطابق ہونے لگے ہ[1]

وملك بلهيت وقد غلب على اهل المملكة هذا الدين وكان له عقل ومعرفة فلما راى ما عليه اهل مملكته ساءه ذلك وبلغ منه ثم سال هل بقي رجل على دين البرهمية فدلّ على رجل له عقل ودين فارسل اليه فلمّا اتاه اكرمه ورفع درجته ثم ذكر له ما قد فشا فى اهل مملكته فقال ايها الملك انا اقيم برهانا اضطر به ويعرف به فضل الحاذق وموضع تقصير العاجز واجعلها صورة بين اثنين ليبين فضل

جب بلہیت[2] کا راج ہوا تو اس وقت یہی مذہب پوری سلطنت پر چھا گیا تھا، وہ بڑی سوجھ بوجھ اور عقل و دانش کا آدمی تھا، اس لئے اُس نے اپنے اہل مملکت کے دین کو سخت ناپسند کیا، اور لوگوں سے پوچھا کہ کوئی ایسا آدمی ہے جو برہمنوں کے دین پر چلتا ہو، اس سوال کے جواب میں ایک صاحبِ فراست اور دیندار آدمی کا پتہ دیا گیا، بلہیت نے اسے بلا بھیجا، وہ جب آیا تو اُس کا بڑا اعزاز کیا، اور اس کا درجہ بڑھایا، اور اس سے اس مذہب کا تذکرہ کیا جو اس کی مملکت میں پھیل چکا تھا، اس نے

---

[1] یہاں تک جوہر (نرد) کا فلسفہ بیان کیا ہے [2] بلہیت راجہ کا نام ہے۔

الحاذم على العاجز والمجتهد على
المقصر والمحتاط على المضيع
والعالم على الجاهل فوضع الشطرنج
وتفسيرها بالفارسية هشت رنج
وهشت ثمانية ورنج صنف وصيرها
ثمانية في ثمانية فصارت اربعة
وستين بيتاً وصيرها اثنين و
ثلثين كلبا مقسومة بين لونين
كل لون ستة عشر كلبا وقسم
الستة عشر على ست صور فشاه
صورة والفرز صورة والفيلان
صورة والرخان صورة والفرسان
صورة والبيادق صورة فاشتق
ذلك من زوج الزوج وهو احسن
ما يكون من الحساب لان الاربعة
والستين اذا قسمتها كان لها
نصف اثنان وثلثون وهي
عدة جميع الكلاب واذا نصفت
الاثنين والثلثين كان لها نصف

کہا اے بادشاہ! میں ایک دلیل قائم
کرتا ہوں جس سے ہوشیار کی فضیلت
اور مجبور کی کوتاہی کا مقام واضح
ہو جائے گا، اور اس دلیل کو دو
آدمیوں کے درمیان ایک تصویر کی
شکل میں پیش کرتا ہوں اس سے ہوشیار
کی فضیلت اور برتری عاجز پر، کوشش
کرنے والے کی نہ کوشش کرنے والے پر،
محتاط کی غیر محتاط پر، عالم کی جاہل پر،
بالکل نمایاں ہو جائے گی، چنانچہ اس نے
شطرنج ایجاد کی، جس کو فارسی میں
ہشت رنج کہا جاتا ہے، ہشت کے
معنی آٹھ اور رنج کے معنی کنارہ کے
ہیں، اس کے ۸×۸ یعنی ۶۴ خانے
اور ۳۲ مہرے بنائے، جو دو رنگوں
میں تقسیم تھے، ہر رنگ کے سولہ مہرے
تھے، پھر ان سولہ کو چھ شکلوں میں
بانٹ دیا تھا، ایک شکل بادشاہ
کی، ایک شکل فرزین، وزیر، کی ایک

الى الهلكة وترك الاحتراس
نهزة للعدو وجعلها على شمال
الحرب فان اصاب ظفر وان
اخطاء هلك (ص ۱۰۲)

نتیجہ انکشاف راز، تدبیر و حیلہ سے
ناواقفیت کا انجام ہلاکت و بربادی،
اور ترک حفاظت کا نتیجہ دشمن کو موقع
دینا اور جنگ میں اسے کامیاب کرنا ہے،
اگر آدمی ان باتوں میں صحیح طریقہ
اختیار کرے گا تو کامیاب، اور اگر
غلط پالیسی اختیار کرے گا تو ہلاکت
برباد ہوگا،

فلما رأى الملك صحة البرهان
وتبين فضل حكمة الحكيم و
علوان قد اصاب وحسن
التمثيل وابان عما قد عمي عنه
جمع اهل مملكته فعرفهم ما كشف الله
عنهم من الغم وامرهم ان
ان يقيموها ويتأملوها وقال
لهم قد علمنا ان ليس في العالم
حتى ناطق مفكر ضاحك عاقل
الا الانسان فالانسان عليه
مدار جميع ما في العالم لان

جب بادشاہ کو دلیل کی صحت معلوم
ہوگئی، اور پنڈت کی دانائی کا ثبوت
مل گیا، اور اسے یقین ہوگیا کہ اس کی
رائے صحیح اور تمثیلات عمدہ ہیں، اور
اس نے ان چیزوں سے پردہ اٹھایا جس سے لوگ ناواقف
تھے تو اپنی مملکت والوں کو جمع کیا اور ان
کو بتلایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے غم دور
کر دیا ہے، اور ان کو حکم دیا کہ وہ بھی
اس پر غور و خوض کریں، اور کہا کہ ہم
سب جانتے ہیں کہ سوائے انسان کے
دنیا میں کوئی زندہ مخلوق ایسی

الفلک بجمیع ما فیہ خلقہ الخالق
للانسان لیعرف بہ ما یحتاج الیہ
من زمانہ واوقاتہ وکذٰلک
ذلّل لہ جمیع ما فی الارض وکلّ
ما خلق اللہ مما فی قعر البحر وجو
السّماء ورؤس الجبال فلمّا
ملک الانسان جمیع ما خلق قسم
ذٰلک الانسان ثلثۃ اقسام
فاکل ثلثا وسخّر ثلثا وقتل ثلثا
فاکل الطیر والسمک وما شاءَ
من النعم والابل وسخر البقر
والحمیر والدّواب وقتل السّباع
والحیات والھوام،

نہیں ہے جو بولتی، سوچتی، ہنستی اور
عقل رکھتی ہو، پس انسان ہی یہ کائنات
کی تمام چیزوں کا دار و مدار ہے، کیونکہ
افلاک اور اس کی ساری کائنات کو
خالق نے انسان کے واسطے اس لئے پیدا
کیا ہے کہ وہ ان کے ذریعہ اپنے زمانے
اور اوقات کی ضروریات معلوم اور
پوری کرے، اسی طرح روئے زمین،
سمندر کی گہرائیوں، فضا کی بلندیوں
اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر جو کچھ ہے
سب کو انسان کے تابع فرمان کیا گیا
ہے، پس جب انسان ان تمام چیزوں
کا مالک ہو گیا ہے، تو اس نے ان کو
تین تین حصوں میں تقسیم کر دیا، ایک
ثلث (ایک حصہ) کھانے کے کام
میں لاتا ہے، ایک حصہ اپنے آرام اور
فائدہ کے لئے استعمال کرتا ہے، اور
ایک حصہ کو قتل کر دیتا ہے، چنانچہ چڑیوں،
مچھلیوں اور اونٹ وغیرہ جانوروں

وهو ستة عشر وهو الكل واحد
من الكلاب واذا نصفت الستة
عشر كان لها نصف وهو ثمانية
وهي عدة بيادق كل واحد
فاذا نصفت الثمانية كان لها
نصف وهو اربعة وهو الرخان
والفرسان من كل واحد واذا
نصفت الاربعة كان لها نصف
وهو اثنان اذا انقسمت نصفا
ولم يبق في القسمة بعد الازواج
الا الواحد الذي يقسمها كلها
احاد وهو ليس بعدد لا معدود
ولا زوج ولا فرد لانه اول
اعداد الفرد ثلثة

شکل، دو فیلوں کی ایک شکل، دو رخوں[1]
کی ایک شکل، دو گھوڑوں کی ایک شکل
دو پیادوں کی ایک شکل، اس سے جفت
حساب نکلتا ہے، جو بہترین حسابوں میں
ہے، کیونکہ اگر ۶۴ کو دو حصوں میں
تقسیم کریں تو اس کا آدھا ۳۲ ہوگا
جو کل مہروں کی تعداد ہے، اور ۳۲
کو آدھا کریں تو ۱۶ ہوگا،
جو ہر ایک مہرے کی تعداد ہے، اور ۱۶
کو آدھا کریں تو ۸ ہوں گے جو پیدل
کی تعداد ہے، اور آٹھ کو آدھا کریں
تو ۴ ہوں گے جو دونوں رنگ کے
رخوں اور گھوڑوں کی تعداد ہے اور
۴ کو آدھا کریں تو ۲ ہوگا، اس طرح
کل تعداد جوڑوں میں تقسیم ہوگی، اور
اور اس تقسیم کے بعد صرف ایک کا عدد
باقی رہ گیا، جو سب کو اکائی کی شکل میں
تقسیم کرتا ہے، اور وہ خود نہ کوئی عدد ہے،

[1] رخ سواری کا نام ہے، جس کا ہندی نام رتھ ہے،

اس کا مقصد معلوم ہو گیا تو اس نے قفلان
سے کہا کیا میرا لڑکا قتل کر دیا گیا، اس نے
کہا یہ آپ کہہ رہی ہیں، پھر رانی نے
دربانوں سے کہا لوگوں کو بلاؤ کہ میری
تعزیت کریں،

فلما فرغت احضرت قفلان
وقالت له سل حاجتک فقال
اسئل ان اعطی قمحا بعدد بیوت
الشطرنج اعطی فی البیت الاول
حبة (......) ثم یضعف ذلک
لی فی البیت الثالث علی الثانی
ثم علی هذا الحساب الی اخرها
قالت وما مقدار هذا ثم امرت
بالحنطة ان تحضر فلم یقم لذلک
شیٔ حتی انفدت قموح البلد
ثم قوم القمح بالمال حتی فنی المال
فلما کثر ذلک قال لا حاجة لی
به ان قلیل الدنیا یکفینی ثم
سألته عن عدد الحب الذی

جب اس سے فارغ ہوئی تو قفلان
کو بلایا، اور اس سے کہا کہ جو مانگنا ہو
مانگو، اس نے کہا کہ شطرنج کے خانوں
کی تعداد کے مطابق مجھے گیہوں دیا جائے،
پہلے خانہ میں گیہوں کا ایک دانہ رکھا
جائے، پھر تیسرے خانہ میں دوسرے
خانہ کا دگنا کر دیا جائے، اسی طریقہ
سے سب خانوں میں پہلے خانہ کا دونا
کر دیا جائے، رانی نے کہا اس کی مقدار
ہی کیا ہوگی، (یعنی یہ تو بہت معمولی
سوال ہے) پھر اس نے گیہوں منگانے
کا حکم دیا لیکن ابھی سب خانے پر نہیں
ہوئے تھے کہ سارے شہر کا گیہوں ختم
ہو گیا، پھر جب روپیہ سے اس کی قیمت

کو جنہیں پسند کرتا ہے، اُگاتا ہے، بیلوں
گدھوں، اور دوسرے چوپایوں کو اپنے
کام میں لاتا ہے، اور درندوں، سانپوں
اور موذی کیڑوں مکوڑوں کو مار ڈالتا ہے،

ثم جعل فيه الآلات يعلم
بها ويعقل بها ويدرك بها
ويفهم فيفضل الناس بعضهم
بعضا بالعلم والعقل والفهم

پھر قدرت نے انسان کے اندر
ایسے آلات اور وسائل بنائے ہیں
جن سے وہ جانتا، سوچتا، اور ادراک و
احساس کرتا اور سمجھتا بوجھتا ہے علم
وعقل اور فہم ودانائی کے اعتبار سے
بعض انسانوں کو بعض پر فوقیت اور
برتری دی گئی ہے،

وقد زعم علماء من علما[6]
الهند انه لما ملكت جوسس
بنت بلهيت خرج عليها خارجي
وكانت جارية عاقلة فوجهت
ابنا لها وكان لها اربعة اولاد
فقتل ذلك الخارجي ابنها
فعظم ذلك اهل مملكتها
واشفقوا من اخبارها فاجتمعوا

علماے ہند کی ایک جماعت کا
بیان ہے کہ جب راجہ بلہیت کی لڑکی
جوسس کا راج ہوا تو اس پر کسی دوسرے
ملک کے آدمی نے حملہ کیا، جوسس بڑی
سمجھدار اور ہوشیار عورت تھی، اُس کے
چار اولادیں تھیں، ان میں سے اُس نے
اپنے ایک بیٹے کو بھیجا، حملہ آور نے اس کو
تہ تیغ کر دیا، اس کے ملک والوں نے

على حكيم من حكمائهم يقال
له قفلان وكان ذا حكمة و
فطنة ورأى فذكروا ذلك له
فقال انظروني ثلثا ففعلوا ذلك
وخلا مفكرا ثم قال لتلميذ له
احضرني نجارا وخشبا من لونين
مختلفين ابيض واسود فاحضره
نجارا فامرها وخشبا من لونين
مختلفين ابيض واسود فصور
صورة الشطرنج وامر النجار
فنجرها ثم قال له احضرني جلدا
مدبوغا فامره ان يخط فيه
اربعة وستين بيتا ففعل ذلك
فنصب ناحية ثم نجا ولاحق
فهما هما واحكماها ثم قال
لتلميذه هذه حرب بلا دماء

المنفس ، (ص۱۰۳)

یہ واقعہ بڑا گراں گذرا، اور رانی کو اس
کی اطلاع دینے میں اندیشہ محسوس ہوا،
چنانچہ وہ قفلان نامی ایک حکیم کے پاس جو
دانشمند، ذہین اور صاحب رائے تھا گئے
اور یہ واقعہ اس کو بتلایا، اُس نے کہا کہ
مجھے تین دن کی مہلت دو، ان لوگوں
نے مہلت دی، وہ تنہائی میں سوچنے لگا،
پھر اپنے ایک شاگرد سے کہا کہ ایک بڑھئی
اور سفید اور سیاہ دو مختلف رنگوں
کی ایک لکڑی مجھ کو منگا دو، چنانچہ وہ
ایک بڑھئی اور سیاہ وسفید دو مختلف
رنگوں کی ایک لکڑی لے آیا، اس کے
بعد اس نے شطرنج کا نقشہ بنایا، اور
بڑھئی کو اُسے گھڑنے کا حکم دیا، اور
چیلے سے کہا کہ ایک کمایا ہوا چمڑا لاؤ
جب وہ لایا تو حکم دیا کہ اس میں چونسٹھ
خانے بناؤ، جب خانے بن گئے، تو اسکو
ایک کنارے کھڑا کرکے اس کے سامنے
پیترا بدل کر اس کو اچھی طرح سمجھا اور اسکو

سأل فقال لہا یکون ذٰلک عدداً
وھذا ما فی الشطرنج من العدد
السطر الاول مائتان وخمسة
وخمسون الثانی اثنان وثلثون
الفا وسبعمائة وثمانية وستون

. . . . . . (ص ۱۰۴)

لگائی گئی تو کل روپیہ ختم ہوگیا، جب
اس کی مقدار بہت بڑھ گئی، تو قفلان
نے کہا کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں،
تھوڑا دنیاوی مال میرے لئے کافی
ہے، پھر رانی نے کل دانوں کی تعداد
پوچھی قفلان نے کہا کہ شطرنج کی پہلی
صف کے دانوں کی تعداد ۲۵۵، اور
دوسری صف کے دانوں کی تعداد ۳۲۷۶۸
ہوگی (اسی طریقہ سے تمام خانوں کی تعداد
کئی کھرب تک پہنچ جاتی ہے)

ومنھم کوش الملک الذی
کان فی زمان سندباد الحکیم
وکوش وضع کتاب مکر النساء

(ص ۱۰۵)

والھند اصحاب حکمة ونظر و
یفوقون الناس فی کل حکمة
فقولھم فی النجوم اصح الاقاویل
وکتابھم فیه کتاب السند ھند

ہندوستان کے راجاؤں میں ایک
راجہ کوش نام کا تھا، جو سندباد حکیم
کے زمانہ میں تھا، راجہ کوش ہی نے
کتاب عورتوں کے فریب لکھی تھی،
ہندوستانی صاحب حکمت و بصیرت ہیں اور
ہر قسم کی حکمت میں سب لوگوں سے فائق
اور برتر ہیں، جوتش اور نجوم میں ان کے
اقوال سب سے زیادہ صحیح اور درست ہوتے ہیں

مشہور حکیم و پنڈت کا نام ہے جس کی کتابوں کا بعض مصنفین ذکر کرتے ہیں، ۵۲ یعنی تریا چتر،

الذی منه اشتق کل علوم من
علوم مما تکلم فیه الیونانیون
والفرس وغیرھم وقولھم فی
الطب المتقدم ویقول فیه الکتاب
الذی یسمی سسرد فیه علامات
الادواء ومعرفة علاج جهاد
ادویتها وکتاب شرک وکتاب
ندان فی علامات اربعمائة و
اربعة ادواء ومعرفتها بغیر
علاج وکتاب سندھشان
وتفسیره صورة النجح وکتاب
فیما اختلف فیه الهند والروم
من الحار والبارد وقوی الادویة
وتفصیل السنة وکتاب اسماء

اور اس فن میں اُن کی کتاب سندھند
(سدھانت) ہے، اور اسی سے وہ
تمام علوم وفنون نکلے ہیں، جن پر
یونانیوں اور ایرانیوں نے بحث کی
ہے، طب میں اُن کے اقوال اور فیصلے
سب سے مقدم ہیں، اور اس فن میں اُن
کی ایک کتاب ہے جسے سُشرو کہتے
ہیں، اس میں بیماریوں کی علامات اُن
اُن کے علاج اور دواؤں کی تفصیل ہے،
کتاب سرک اور کتاب ندان میں
چارسو چار بیماریوں کی صرف علامتوں
کا بیان ہے اس میں علاج کا ذکر
نہیں ہے، اور کتاب سندھستان بھی
طب میں ہے، جس کے معنی کامیابی

---

۵۱ سنسکرت نام شسرت یا سشسترا ہے، یہ ایک ماہر فن اور عدیم النظیر ہندو وید کا نام ہے، علم الادویہ
کے علاوہ فن جراحی میں بھی کامل تھا، اس کی مشہور کتاب سسرو (شسرت سنگھتا) ہے جس کا منکہ
نے یحییٰ برمکی کے لئے فارسی میں ترجمہ کیا، پھر عربی میں منتقل ہوئی،

۵۲ سرک یعنی چرک ہندی (جو ایک نامور وید تھا) کی کتاب (چرک سنگھتا) جو اول فارسی
میں پھر عربی میں منتقل کی گئی،

العقاقير كل عقار باسماء عشرة
ولهم غير ذلك من الكتب في
الطب،

کی صورت کے ہیں، ایک اور کتاب جس
میں دواؤں کے گرم اور سرد ہونے اور ان
کی قوت، اور سال (کے موسموں) کی تقسیم
کے بارے میں ہندی اور رومی طبیبوں
میں جو اختلافات ہیں ان کا بیان ہے
جڑی بوٹیوں کے ناموں پر ایک کتاب
ہے جس میں ایک ایک جڑی کے دس
دس نام ہیں، ان کے علاوہ بھی طب میں
ان کی اور کتابیں ہیں،

ولهم في المنطق والفلسفة
كتب كثيرة في اصول العلم منها
كتاب طوفا في علم حد والمنطق
وكتاب ما تفاوت فيه فلاسفة
الهند والروم ولهم كتب كثيرة
يطول ذكرها ويبعد عرضها،

(ص ١٠٦)

اور منطق و فلسفہ میں اُن کی بہت سی
کتابیں ہیں، ان میں اس علم کے اصول
کے متعلق بحث ہے، منطق کے حدود کے علم
میں طوفا[1] کی کتاب ہے، اور ایک اور
کتاب ہے جس میں ہندوستان اور
روم کے فلاسفہ کے اختلافات اور تفاوت
کا ذکر ہے، اور ہندوستانیوں کی اور
بھی بہت سی کتابیں ہیں جن کا ذکر
موجب طوالت ہوگا،

---

[1] یعنی ٹوپا، (Topa)

ودين اهل الهند البرهمية
وفيهم عبدة الاصنام ولهم
ممالك مختلفة وملوك متفرقة
لسعة البلد فى طوله وعرضه
فاول ملوكهم مما يتاخم البلاد
التى هى اليوم فى دار الاسلام
دانق وهو ملك عظيم القدر
واسع المملكة كثير العدة ثم
من بعده دهمى وهو اعظم
قدرا واعز بلادا وهو على بحر
من البحور وفى بلده الذهب
وما شبهه ثم مملكة بلهرى ثم
الكمكم ومن عندهم ياتى الساج
ولهم اتساع فى البلاد ثم مملكة
الطافن وهم قوم بيض الوجوه
ثم مملكة كنباية ومملكة الطربون
ومملكة الموشه ومملكة
المائد وهذه الممالك تتاخم

ہندوستانی برہمنی مذہب کے قائل
ہیں، ان میں بُت پوجنے والے ہیں، ملک
کی غیر معمولی وسعت کی وجہ سے اُن کی
مختلف حکومتیں اور مختلف بادشاہ ہیں
اُن کا پہلا راجہ دانق[1] ہے، اس کی سرحد
اسلامی ملک کی سرحد سے قریب ہے،
وہ بڑی قدر و منزلت، وسیع مملکت
اور وافر ساز و سامان کا مالک ہے،
اس کے بعد دہمی (برہما) کا راجہ ہے، وہ
بھی بڑا جلیل القدر اور اس کا ملک بڑا
طاقتور اور سمندر کے کنارے آباد ہے،
اُس کے ملک میں سونا اور اس قسم کی
دوسری معدنیات پائی جاتی ہیں پھر بلہرا
اور اس کے بعد ککم (کوکن) کی سلطنتیں
ہیں، ککم ہی سے ساگوان کی لکڑی آتی
ہے، اس کا ملک بہت وسیع ہے، پھر طافن
(دکھن) کی سلطنت ہے، یہاں کے باشندوں
کے چہرے گورے ہوتے ہیں، پھر کنبایت،

[1] ہندی نام شاید دانگ ہو، بندیل کھنڈ کے راجپوتوں کا نام یہی تھا،

الصین وھم یحاربون الصین	طرسول ہوسہ اور مایدکی سلطنتیں ہیں
ثم مملکة سرندیب ثم مملکة	جوچین کے قریب اور اس سے نبرد آزما
قمار وھی مملکة جلیلة القدر	رہتی ہیں، پھر لنکا اور اس کے بعد
عظیمة الأمر یتقدم لملکھم	قمار (راس کماری) کا ملک ہے جو بڑی
الملوک ثم مملکة الدبیل	شان وشوکت اور غیر معمولی اہمیت
ثم الفاردیط، ثم مملکة الصیلمان	دکھتا ہے، اور وہاں کے راجہ کو دوسرے
وھم فی بعض ممالک یلیھا النساء	راجاؤں پر فوقیت اور برتری حاصل ہے،
(ص ۱۰۶)	پھر دیبل فاردیط، اور صیلمان (جھیلیان)
	کی سلطنتیں ہیں، اور ہندوستان کی بعض
	سلطنتوں میں عورتوں کی حکومت اور
	فرمانروائی ہے،

۱؎ یعنی طرسول جو چین سے ملا ہوا ایک بڑا خطہ ہے، ان دونوں کے درمیان ہمالیہ حد فاصل ہے، باشندے گندمی رنگ کے ہیں، جو روئی کے کپڑے پہنتے ہیں، ۲؎ چین اور طرسول سے ملا ہوا ایک خطہ ہے، اس میں مضبوط قلعے اور بلند مکانات ہیں، یہاں مشک بہت پیدا ہوتا ہے، ۳؎ یعنی ماہک چین اور موسہ سے متصل یہ ملک واقع ہے، ان تینوں ملکوں سے چینی جنگ کرتے رہے ہیں،

۴؎ اس کے بعد مصنف نے دوسری جلد میں مسلمانوں کے حملہ سندھ کا ذکر کیا ہے، لیکن چونکہ اسے بلاذری کی فتوح البلدان سے نقل کیا جا چکا ہے، اسی لئے پھر اسی طرح کی باتوں کا تذکرہ ضروری نہیں معلوم ہوتا، (ص)

۵؎ اس کا اصل تلفظ معلوم نہیں،

ابنِ فقیہ ہمذانی

اس کی کنیت ابو عبداللہ نام احمد بن محمد بن اسحاق بن ابراہیم ہمذانی، اور ابنِ فقیہ کے نام سے معروف ہے، یہ تیسری صدی ہجری کے آخر کا انشا پرداز اور جغرافیہ دان ہے، ابنِ ندیم اور یاقوت حموی نے اس کی کئی کتابوں کا ذکر کیا ہے لیکن صرف کتاب البلدان ہم تک پہونچی ہے جو خلیفہ معتضد کی وفات (۲۷۹ھ) کے بعد تصنیف کی گئی تھی، اس میں مشرق و مغرب کے ملکوں کی طرح ہندوستان کے شہروں اور دریاؤں کے متعلق بھی معلومات درج ہیں، ابنِ ندیم کا بیان ہے کہ یہ کتاب بعض متقدمین اور جیہانی وزیرِ خراسان کی کتاب المسالک و الممالک سے ماخوذ ہے، اور جیہانی کی کتاب حوادث کی نذر ہو گئی، اس لئے اسے اس کی قائم مقام سمجھنا چاہئے، یہ کتاب ۱۸۸۵ء میں مکتبہ جغرافیہ سے شائع ہوئی ہے، ابنِ فقیہ کے اکثر حالات کی طرح اس کی پیدائش اور وفات کا سنہ بھی نامعلوم ہے،

کتابُ البلدان

عربی متن	اردو ترجمہ
واقلیم فی ایدی الهند	ہفت اقالیم میں ایک اقلیم ہندوستان
(ص ۵)	والوں کے قبضہ میں ہے،
البحر الکبیر الذی لیس فی العالم	دنیا کا سب سے بڑا[1] سمندر جس سے
بحر اکبر منه وهو آخذ من المغرب	بڑا کوئی اور سمندر نہیں وہ مغرب میں
الی القلزم حتی یبلغ واق واق	قلزم سے واق واق چین تک پھیلا ہوا ہے،
الصین وواق واق الصین	چینی واق واق یمن کے واق واق سے
هو بخلاف واق واق الیمن ...	مختلف ہے ...
وهذا البحر یمد من القلزم علی	یہ سمندر قلزم سے وادی قری[2] ہوتا
وادی القری حتی یبلغ بربر وعمان	ہوا بربر، عمان، دیبل، اور ملتان کو
ویمر الی الدیبل والمولتان حتی	عبور کرتا ہوا چین میں چینیہ پہاڑ تک
یبلغ جبل الصنف الی الصین (ص ۶)	چلا آیا ہے،
واعلم ان بحر فارس و	بحر فارس اور بحر ہند دراصل ایک ہی
الهند هما بحر واحد لاتصال	سمندر ہیں، کیونکہ دونوں میں سے ہر ایک

۱؎ یعنی بحر ہند۔ ۲؎ شام اور مدینہ کے پاس تیما اور خیبر کے درمیان ایک وادی جس میں متعدد گاؤں آباد تھے، اسی لئے اس کا نام وادی قری تھا (معجم البلدان جلد ۷، ص ۲۳)

شربت کو بھی وہ لوہے کے عوض بیچتے ہیں،
اور لین دین کا یہ سارا معاملہ ہاتھوں کے
اشاروں سے ہوتا ہے یہ لوگ تیراکی میں
ماہر ہوتے ہیں، اور بعض اوقات تاجروں
سے لوہا چھین لیتے ہیں اور انھیں کوئی چیز
اس کے عوض نہیں دیتے،

اس کے بعد جہاز کلہ بار آتے ہیں جو
ہندوستان کے دائیں جانب جاوہ کی
سلطنت میں واقع ہے، اس کے بعد
تیومہ آتے ہیں، جہاں کا پانی شیریں
اور مسافت دس دنوں کی ہے، پھر
کدرنج میں پہونچتے ہیں، اس کا فاصلہ
بھی دس دن ہے، اور وہاں کا پانی
بھی میٹھا ہوتا ہے یہی حال تمام
ہندوستانی جزیروں کا ہے کہ اگر
وہاں چشمے اور کنوئیں کھودے جائیں
تو ان میں عمدہ اور میٹھا پانی نکلتا ہے
یہاں ایک بلند و بالا پہاڑ ہے[1]،

ثم تختطف السفينة الى موضع
يقال له كله بار وهي من مملكة
الزابج متيامنة عن بلاد الهند
ثم تختطف الى موضع يقال
تيومة بها ماء عذب المسافة
اليها عشرة ايام ثم الى موضع
يقال له كدرنج مسيرة عشرة
ايام بها ماء عذب وكذلك في
سائر جزائر الهند ان احتفرفيها
الآبار وجد فيها الماء العذب
بها جبل مشرف۔

(ص ۱۱، ۱۲)

[1] یعنی کوہ ہمالیہ،

والهند لا یاکلون الحنطة	ہندوستانی[1] گیہوں کے بجائے صرف
انما یاکلون الارز فقط ونطول	چاول[2] کھاتے ہیں، اور اُن کی داڑھیاں
لحاهم حتی رأیت لاحدهم	لمبی لمبی ہوتی ہیں، حتیٰ کہ میں نے بعض
لحیة ثلثة اذرع واذامات	لوگوں کی تین تین ہاتھ لمبی داڑھیاں
احد هم حلق راسه ولحیته	دیکھی ہیں[3]، اور جب کوئی شخص مرجاتا ہے
وهم یتلازمون بالحقوق و	تو اس کے سر اور داڑھی کے بال منڈا
یمنعون فی الملازمة الطعام	دیئے جاتے ہیں، اور وہ لوگ
والشراب سبعة ایام،	تاوان لگاتے ہیں، اور تاوان لگانے
	کے وقت مجرم کا، دنوں تک کھانا
	پانی روک دیتے ہیں،

---

[1] یہاں مصنف نے ہند و چین کا موازنہ، اور دونوں ملکوں کے طرز معاشرت کے خاص خاص فرق بیان کئے ہیں، لیکن اختصار کی وجہ سے صرف ہندوستان کے حصے کو نقل کیا جا رہا ہے، یا جہاں سلسلہ بیان میں چین کا ذکر اس طرح آگیا ہے کہ بغیر اس کے مفہوم واضح نہیں ہو سکتا تو اس کا بھی ذکر کر دیا گیا ہے (ض)

[2] اس کے متعلق پہلے نوٹ گذر چکا ہے کہ یہ سیاح ہندوستان کے جنوبی علاقوں میں آئے تھے اس لئے ممکن ہے کہ اس وقت وہاں لوگ صرف چاول ہی کھاتے رہے ہوں، جیسا کہ آج کل بھی ان علاقوں میں چاول زیادہ کھایا جاتا ہے،

[3] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت ہندوستانی عموماً داڑھی رکھتے تھے، سلیمان تاجر نے بھی اس کا ذکر کیا ہے،

عربی	اردو
مسورة وبلادها صحيحة واقل	عمدہ ملک ہے، یہاں کے شہر بڑے،
امراضا واطيب لا تكاد ترى	اونچے، محفوظ اور فصیلوں والے ہیں،
بها اعور ولا اعمى ولا ذا عاهة...	وہاں کے لوگ عموماً بیمار کم اور تندرست
ويقال ان بين الهند والصين	زیادہ ہوتے ہیں، کوئی کانا، اندھا یا
ثلثين ملكا اصغر ملك بها يملك	کسی اور مرض میں مبتلا نظر نہیں آتا، بیان
ما يملكه ملك العرب وملوك الهند	کیا جاتا ہے کہ چین اور ہندوستان میں
كلهم يلبسون الحلي،	۳۰ راجے[1] ہیں، وہاں کا سب سے چھوٹا
	راجہ بھی عربوں کے بادشاہ کے برابر
	وسیع سلطنت کا مالک ہوتا ہے،
	ہندوستان کے تمام راجہ زیور پہنتے ہیں
وفي بلاد الهند مملكة يقال	ہندوستان میں ایک سلطنت کا
لها رهمي على ساحل البحر وملكتهم	نام رہمی ہے، جو ساحل سمندر پر واقع
امرأة وبلادها وسخة ومن	ہے، وہاں کی حکمراں ایک عورت ہے،
دخل اليها من سائر الهند مات	مگر اس سلطنت کی آب و ہوا بہت
فالتجار يدخلونها لكثرة ارباحها	خراب ہے، اور ہندوستان کے جو
ثم تصير الى بلاد الزابج فالملك	لوگ وہاں پہونچ جاتے ہیں، اُن
الكبير يقال له المهراج تفسيره	کی زندگی کا خاتمہ ہوجاتا ہے لیکن
ملك الملوك وليس بعده احد لانه	تاجر زیادہ نفع کمانے کی غرض سے

[1] یعنی ہندوستان نہایت وسیع ملک ہے، اس لئے وہاں راجاؤں کی کثرت ہے،

في آخر الجزائر وهو ملك كثير
الخير وفيها غيضة فيها ورد
إذا أخرج من الغيضة احترق

وہاں جاتے ہیں پھر وہ وہاں سے جاوٗ
چلے جاتے ہیں، یہاں ہندوستان کا
سب سے بڑا راجہ ہے، جس کو مہاراج
(مہاراجہ) کہتے ہیں، اس کے بعد کوئی
راجہ نہیں کیونکہ یہ سب سے آخری
جزیرہ میں آباد ہے، اور یہ بڑا دولتمند
راجہ ہے، یہاں کے ایک جنگل میں ایک
گلاب ہے، جسے اگر جنگل سے نکال
دیا جائے، تو وہ جل جاتا ہے[1]

وقال عبد الله بن عمرو بن
العاص فيما بين السند والهند
أرض يقال كنام فيها بطة من
نحاس على عمود من نحاس
فاذا كان يوم عاشوراء
نشرت البطة جناحيها ومدت
منقارها فيفيض من الماء
ما يكفي زروعهم ومواشيهم
وضياعهم الى العام المقبل

حضرت عبداللہ بن عمروؓ بن عاص کا بیان
ہے کہ سندھ اور ہند کے درمیان ایک
مقام کنام میں تانبے کے ایک ستون
پر تانبے ہی کی ایک بطخ بنی ہوئی ہے،
اور جب محرم کا دن آتا ہے، تو وہ
اپنے بازو پھیلاتی، اور چونچ کھول
دیتی ہے جس کی وجہ سے اتنا پانی
بہنے لگتا ہے کہ ان کی کھیتی (دیہ
مویشیوں کے لئے آئندہ سال تک

---

[1] معلوم نہیں وہ کونسا جنگل تھا، جہاں یہ گلاب ہوتا تھا، یہ امر قرین قیاس نہیں معلوم ہوتا (ض)

وہ کافی ہوتا ہے[۱]

وقمار من بلاد الهند
واهل الهند يزعمون اصل
كتب الهند من قمار وملكه مسيرة
اربعة اشهر وعبادتهم الاصنام
كلهم وملك قمار يفترش اربعة
الآف جارية والعنبر يؤتى به من
جزيرة شلاهط والفلفل من
ملي والسندان والبقم من
ناحية الجنوب من شلاهط
والقرنفل والصندل والكافور
وجوز بوا من الزابج وهو
من ناحية القبلة يقرب الصين
من بلد يقال له منصور وماء
الكافور والنيل من ناحية السند

قمار ہندوستان میں ایک سلطنت ہے،
اور اہل ہند کا خیال ہے، کہ ہندوستان
کی کتابوں کا اصلی مرکز قمار (راس کماری)
ہی ہے[۲] اور یہ سلطنت چار مہینوں کی مسافت
ہے، یہاں کے سارے باشندے بتوں کی
پوجا کرتے ہیں، اور راجہ قمار ۴ ہزار لونڈیاں
رکھتا ہے، اور یہاں شلاہط سے عنبر
ملی، اور سندان سے سیاہ مرچ شلاہط
کے جنوب سے بقم اور جاوا سے جو قبلہ کی
سمت چین کے قریب منصور نام شہر کے
پاس ہے، لونگ، صندل، کافور اور جائفل،
کافور، اور نیل کا پانی سندھ کے اطراف
سے بید اور بانس لنکبا لوس سے نرم اور باریک
پردے، خراسان کی سمت سے نیزۂ عمان

۱۔ یہ بھی محض افسانہ معلوم ہوتا ہے، جسے غالباً مصنف نے سُن کر لکھدیا ہے، اس قسم کی اعجوبہ پرستی اس زمانہ کے لئے کوئی تعجب انگیز نہیں ہے، ۲۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ راس کماری ہندوؤں کا نہایت مقدس اور مرکزی مقام تھا،

والخيزران من بلد يقال له لنكبالوس
كله من ناحية خراسان والقنى من عمان
والياقوت والالماس من سرنديب وكذلك
الكركدن والطاؤس والببغاء والدجاج السندي
وقال المدائني: عمل
العراق من هيت الى الصين
والسند والهند ثم كذلك
الري وخراسان والديلم و
جيلان والجبال واصبهان سرة
العراق ومن ولى العراق فقد
ولى البصرة والكوفة والاهواز
وفارس وكرمان والهند و
السند وسجستان وطبرستان

سے ہیرا اور یاقوت لنکا سے، اسی
طرح گینڈے، مور، طوطے، سندھی مرغیاں
اور دوسرے انواع واقسام کے عطر اور
خوشبو کی چیزیں آتی ہیں،
مدائنی کا بیان ہے کہ عراق کی عملداری
ہیت[1] سے شروع ہوتی ہے، اور چین اور
سندھ و ہند تک چلی جاتی ہے، اس طرح
رے، خراسان، دیلم، جیلان، جبال
اور اصبہان وغیرہ بھی عراق کے توابع
میں ہیں، جو شخص عراق کا والی ہوتا تھا
وہی بصرۃ، کوفہ، اہواز، فارس کرمان
ہند، سندھ، سجستان، طبرستان، اور
جرجان کا بھی والی ہوتا تھا، عراق[2] لبائی

---

[1] دریائے فرات کے کنارے نواح بغداد میں انبار کے اوپر ایک پررونق، شاداب اور مردم خیز شہر تھا، جس کا طول البلد ۶۹ درجہ اور عرض البلد ۳۲ درجہ ہے، بعض لوگوں نے اس کی وجہ تسمیہ یہ بیان کی ہے کہ اس کے بانی کا نام ہیت بن سبندی تھا، (معجم البلدان ج ۸ ص ۴۸۶ و ۴۸۷)

[2] یہ اس زمانہ کا ذکر ہے، جب مسلمانوں کی سلطنت عرب و عراق سے سندھ اور ہند و چین تک پھیلی ہوئی تھی، بلاذری کی فتوح البلدان سے بھی اس امر کی وضاحت ہوتی ہے، کہ عراق کا گورنر فارس اور سندھ وغیرہ کا بھی گورنر ہوتا تھا،

وجوجان والعراق فی الطول	یں عانہ سے بصرۃ تک پھیلا ہوا ہے
من عانۃ الی البصرۃ والبصرۃ	اور بصرہ کی سرحد اہواز اور اہواز
تتاخم الاھواز والاھواز تتاخم	کی فارس اور فارس کی کرمان
فارس وفارس تتاخم کرمان	اور کرمان کی کابل اور کابل کی زرنج
وکرمان تتاخم کابل وکابل	اور زرنج کی ہندوستان کے قریب ہے
تتاخم زرنج وزرنج تتاخم	
الھند ،	

(ص ۱۶۱ ۔ ۱۶۲)

ومن اول عمل مکران الی منصورۃ	مکران کے پہلے علاقہ سے سندھ کے شہر
السند ۳۵۰ فرسخا ومن زرنج	منصورہ کا فاصلہ ۳۵۰ فرسنگ اور

سلہ بیت (شہر عراق) اور رقہ کے درمیان جزیرہ کا علاقہ تھا (معجم)

ٹہ زرنج کا بڑا شہر زمانہ، وسطی میں صوبہ سجستان کا دارالسلطنت تھا، اسے تیمور نے برباد کر ڈالا اس کے کھنڈر آج کل کے دو قریوں یعنی زاہدان اور شہرستان کے گرد اور دریائے ہلمند کی بڑی نہروں میں سے ایک نہر سارو کے پرانے گذرگاہ کے کنارے واقع ہیں، لیکن زرنج کا نام اب کسی کی زبان پر نہیں، بلکہ زمانہ وسطی کے آخری حصہ ہی میں وہ متروک ہو چکا تھا، زمانہ زما بعد کے جغرافیہ نویس اس دارالحکومت کو مدینہ سجستان اور فارسی میں اس نام کا مترادف شہر سیستان تھا، چنانچہ جب وقت تیمور نے اس شہر کو بالکل ہی منہدم کیا ہے، اس وقت اس کا نام شہر سیستان ہی تھا،

(جغرافیہ خلافت مشرقی ص ۵۰۴ و ۵۰۵)

مدينة سجستان الى المولتان
مسيرة شهرين، (ص ۲۰۰)
ولذلك خص الله جل و
عز بلاد السند والهند بانواع
الطيب والجواهر كاليواقيت
والالماس وغير ذلك من
الحجارة الثمينة والكركدن و
الفيل والطاؤس والاعواد
والعنبر والقرنفل والسنبل و
الخولنجان والدارصيني و
النارجيل والهليلج والتوتيا
والقنى والخيزران والبقم و
الصندل والساج والفلفل
وعجائب كثيرة، (ص ۲۵۱)

سجستان کے شہر زرنج سے ملتان ۲ ماہ
کی مسافت پر واقع ہے،
ملک سندھ اور ہند کو اللہ تعالیٰ
نے یہ خصوصیت بخشی ہے کہ وہاں
طرح طرح کی خوشبوئیں اور جواہرات
جیسے یاقوت، الماس وغیرہ قیمتی پتھر
گینڈا، ہاتھی، مور، عود، عنبر، لونگ
سنبل، خولنجان[۵۱]، دارچینی، ناریل
ہڑ، توتیا، بکم، بید، صندل، ساگوان
کی لکڑیاں، سیاہ مرچ، اور بہت سی
عجیب عجیب چیزیں پیدا ہوتی ہیں،

وفي الحديث ان آدم
اهبط بالهند على جبل سرنديب
واهبطت حوا بجدة و

روایت ہے کہ آدم جب ہندوستان
میں لنکا کے پہاڑ پر اتارے گئے تو حوا
جدہ میں، ابلیس ملعون میسان[۵۲] اور

[۵۱] یہ فارسی لفظ ہے، اور پان کی جڑ کو کہتے ہیں، یعنی پان بھی ہندوستان کی خاص پیداوار ہے،
[۵۲] بصرہ اور واسط کے درمیان ایک آباد اور وسیع شہر کا نام ہے،

ابن رستہ

اس کا نام احمد بن عمر بن رستہ اور کنیت ابو علی ہے، یہ اگرچہ ہندوستان نہیں آیا تھا، مگر اپنی مشہور کتاب "الاعلاق النفیسہ" میں اُس نے زمین کے عجائب اور ملکوں کے حالات کے سلسلہ میں ہندوستان کے جغرافیائی حالات و خصوصیات بعض تعزیری و ملکی قوانین، اور یہاں کی تہذیب و معاشرت اور عبادت و قربانی کے طریقوں کا ذکر کیا ہے، اس کتاب کے کئی حصے ہیں، مگر ایک ہی حصہ اب تک شائع ہوا ہے، اور اس کا جرمن زبان میں ترجمہ بھی ہو چکا ہے، ابن رستہ کی پیدائش اور وفات کا سنہ نہیں معلوم ہو سکا، مگر وہ تیسری صدی ہجری کا جغرافیہ داں اور ابن فقیہ ہمذانی کا ہمعصر ہے، اور اس نے ۲۹۰ھ میں یہ کتاب لکھی تھی،

الاعلاق النفیسه

والبحور المعروفة من
العظام خمسة منها بحر الهند
.... فاما البحر الهندی
فانه یمتد طوله من المغرب
الی المشرق وذلک من اقصی
الحبش الی اقصی الهند یکون
ذلک مقدار ثمانیة آلاف
میل فی الفین وسبع مائة میل
(ص ۸۳)

مشہور اور بڑے پانچ سمندروں میں
ایک بحر ہند بھی ہے، ....
بحر ہند مغرب سے مشرق کی طرف یعنی
اقصائے حبش سے اقصائے ہند تک پھیلا
ہوا ہے، اس کی لمبائی آٹھ ہزار اور
چوڑائی ۲ ہزار سات سو میل ہے،

وفی البحر الهندی هذا من
الجزائر العامرة وغیر العامرة
الف وثلثمائة وسبعون جزیرة
منها جزیرة ضخمة فی اقصی
الهند مقابل ارض الهند من
ناحیة ارض المشرق یسمی

بحر ہند میں آباد اور غیر آباد ایک ہزار
تین سو ستر (۱۳۷۰) جزیرے ہیں، ایک بڑا
جزیرہ مشرق کی طرف اقصائے ہند
میں سرزمین ہند کے مقابل واقع ہے
اس کا نام طبروبانی ہے(؟) اور اس کا
رقبہ تین ہزار میل ہے اس میں بڑے

طبروبانی یحیط بها ثلاثة آلاف
میل فیها جبال عظام وانهار
کثیرة ومنها یخرج الیاقوت
الاحمر ودون السماء وحوالی هذه
الجزیرة تسع عشرة جزیرة عامرة
فیها مدائن وقری کثیرة (ص ۴)

وقد حد علماء البحرین
کل واحد من هذین البحرین
بحد معلوم عندهم ویقولون
حد بحر فارس مما یلی المشرق
من فوهة دجلة العوراء و
آخره ینتهی الی جزیرة یقال
لها تیز مکران ومن هناک بعد
اول حد السند......

بڑے پہاڑوں اور دریاؤں کی کثرت
ہے جن سے سُرخ اور آسمانی رنگ کے
یاقوت نکلتے ہیں، اس جزیرہ کے گرد
ونواح میں ۱۹- آباد جزیرے ہیں
جن میں شہر قصبے اور بہت سے گاؤں
ہیں۔

بحر ہند اور بحر فارس میں سے ہر ایک
کی علماء بحرین نے حد معین کی ہے،
ان کا بیان ہے کہ بحر فارس کی حد مشرق
کے قریب دجلہ عوراء[۵۱] کے دہانے سے
شروع اور جزیرہ تیز مکران[۵۲] کے پاس
ختم ہو جاتی ہے، اور وہیں سے سندھ
کی سرحد شروع ہوتی ہے،......

---

[۵۱] دجلہ عراق کا مشہور دریا جو متعدد مقامات سے گذرتا ہے، بصرہ سے گذرنے والے حصہ کو دجلہ عوراء کہتے ہیں، اور یہ بطور علم کے اس کے لئے بولا جاتا ہے، (معجم البلدان ج ۴ ص ۳۹)

[۵۲] تیز مکران کا پایۂ تخت تھا، اسی لئے اسے تیز مکران کہتے تھے، زمانہ وسطیٰ میں اکثر مکران کا علاقہ والیٔ سندھ کے ماتحت رہتا تھا، اس لئے اکثر عرب سیاح اور جغرافیہ نویس اس کو بھی سندھ میں شمار کرتے ہیں۔

(ض)

فاما بحر الهند فان حده	بحر ہند کی حد مغرب کے قریب عدن
مما یلی المغرب اوله عب عدن	کے بعد سے شروع اور جادہ کے ملک
واخره بلاد الزابج دفی شرقی	میں جا کر ختم ہوتی ہے، بحر ہند کے مشرقی
بحر الهند من العدن بلاد الهند	کناروں پر ہندوستان، راس کماری
وقمار والزنج وبحر وامم کثیرة	حبش بنج (؟) کے ملک اور بہت سی
مختلفة من امم الهند وکلهم	مختلف ہندوستانی قومیں آباد ہیں ان
یمطرون فی الصیف ما خلا	ان تمام ملکوں میں ان مقامات کے
اعالی بلد انهر التی بعدت	علاوہ جو سمندر سے زیادہ دور ہیں گرمی
عن البحر، (ص ۸۷، ۸۸)	کے موسم میں بارش ہوتی ہے،
دفی المعمورة انهار عظام	دنیا میں بہت بڑے بڑے مشہور
مشهورة بعضها مما عرفناه	دریا ہیں جن میں سے بعض کے حالات
وبلغنا خبره منها نهر یسمی کنک	ہم کو معلوم نہیں، ان بڑے دریاؤں
یجری فی اعلی بلاد الهند یخرج	میں ایک دریائے گنگا ہے، جو ہندوستان
من جبال فوق قشمیر الداخلة	کے بالائی علاقوں میں بہتا اور کشمیر کے
ویجری الی ناحیة الجنوب حتی	اوپری حصہ کے پہاڑوں سے نکلا ہے
ینصب فی البحر الهندی، و	اور جنوب کی طرف ہوتا ہوا بحر ہند میں
نهر مهران نهر السند یخرج	گرتا ہے، دریائے سندھ شقنان[1] کے پہاڑوں

---

[1] معلوم نہیں شقنان سے کون سا پہاڑ مراد ہے، مسعودی نے لکھا ہے کہ دریائے سندھ، سندھ کے بالائی علاقوں میں قنوج، کشمیر، قندھار اور طائن کے مشہور چشموں سے نکلا ہے لیکن واقعہ یہ ہے کہ وہ ملک تبت

من جبال شقنان وهو نهر
المنصورة ويصير الى البحر (٨٩)
ذكر ابو عبد الله محمد بن اسحاق
ان عامة ملوك الهند يرون الزنا
مباحا ما خلا ملك قمار فانى
دخلت مدينته واقمت عنده
بها سنتين فلم ار ملكا اغير
ولا اشد فى الاشربة منه فانه
يعاقب على الزنا والشرب بالقتل
وليس احد من ملوك الهند ممن
خالطته وبايعته يسرف فى
شرب الشراب ما خلا ملك البهل
فانه بلغنى انه يشرب وهو
ملك سرنديب ينقل الخمر اليه
من بلاد العرب فيشربها

(ص ١٣٢)

سے نکل کر سمندر میں ملتا ہے، اور یہی
منصورۃ کا دریا ہے،
ابو عبد اللہ محمد بن اسحاق کا بیان
ہے کہ راس کماری کے علاوہ ہندوستان
کے اکثر و بیشتر راجہ زنا کو جائز خیال
کرتے ہیں، کیونکہ میں خود قمار جاکر
دو سال وہاں رہ چکا ہوں، میں نے
اس سے زیادہ غیرت مند اور شراب
کے معاملہ میں سخت گیر کوئی دوسرا راجہ
نہیں دیکھا، اس کے یہاں زنا، اور
شراب کی سزا قتل ہے، ہندوستان
کے جن راجاؤں سے مجھے ملنے جلنے کا اتفاق
ہوا ہے، ان میں سب سے زیادہ میں نے
راجہ بھل کو شرابی پایا، وہ بہت زیادہ
شراب پیتا ہے، اور راجہ بھل لنکا کا راجہ
ہے، وہ عرب ممالک سے شراب کی
درآمد کرتا ہے،

(بقیہ حاشیہ ۱۶۹) تبت کے پہاڑ کیلاس (کیلاش) سے نکلا ہے اور کیلاس کوہ ہمالیہ کی ایک اونچی چوٹی ہے، جس پر کوبیر دیوتا رہتے ہیں، اور شیو جی بھی آتے رہتے ہیں،

ورأيت تجار الهند وسائرهم
لا يشربون الشراب قليله ولا
كثيره ويعافون الخل من
الاشربة لخلهم من ماء الارز
المطبوخ يحمضونه حتى يصير
بمنزلة الخل ومن رأوا من
اهل الاسلام يشرب الشراب
فهو عندهم خسيس لا يعبأن
به ويزدرونه ويقولون هذا
رجل ليس له قدر في بلده
وليس ذلك منهم ديانة،
(ص ۱۳۲-۱۳۳)

وذكر بعضهم قال كنت ببلد
قمار فاخبروني ان الملك بها
جبار يشدد العقوبة لا يكلم
العرب ومن دخل بلاده فاهدى
له شيئا كافاه باضعاف ما
اهدى له يكافي بالجزء مائة

لیکن ہندوستانی تاجر اور عوام مطلقاً
شراب نہیں پیتے، یہانتک کہ وہ سرکہ
سے بھی پرہیز کرتے ہیں، ان کا سرکہ پکے
چاول کا پانی ہے[1] جسے وہ کھٹا کر کے
سرکہ کی طرح بنا لیتے ہیں جب مسلمان
کے متعلق اُن کو معلوم ہوتا ہے کہ وہ
شراب پیتا ہے تو اس کو بہت حقیر اور
ناقابلِ التفات سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں
کہ اس کے ملک میں بھی اس کی کوئی
وقعت نہیں (مگر شراب سے ان کی
یہ نفرت و بیزاری) دینداری اور تقوی
کی بنا پر نہیں ہے،

کسی سیاح کا بیان ہے کہ وہ
جب قمار میں تھا تو وہاں لوگوں نے
اُسے بتایا کہ یہاں کا راجہ بڑا سخت گیر
اور بڑی سخت سزائیں دیتا ہے، وہ
اہلِ عرب سے بات تک نہیں کرتا اور
جو شخص اس کے ملک میں آتا ہے اور

---

[1] جسے ہندی میں پیچ کہتے ہیں،

جُزولوا من الملوك فيما عاملته
احسن مكافاة من ملك قمار و
الهند يقولون ان اصل كتب
الهند من قمار ومن عقوبة
هذا الملك على الشرب ان
من شرب من قواده وجليشه
يحمى مائة حلقة من حديد بالنار
ثم يوضع ذلك كله على يد ذلك
الرجل الشارب فربما تلفت نفسه
وهو ملك شديد الغيرة ليس
في ملوك الهند اشد غيرة و
عقوبة منه ومن عقوبته قطع
اليدين والرجلين والانف و
الشفتين والاذنين ولا يلتفت
الى الغرامة كسائر ملوك الهند
واصل العباد من بلاد قمار ويقال
ان فيها مائة الف عابد وللملك
قمار ثمانون قاضيًا لو ورد
عليهم ولد الملك لانصفوا

اس کے پاس تحفہ تحائف لے کر جاتا ہے
تو وہ اس کو اس کے بدلے میں سوگنا
زیادہ دیتا ہے، میں نے کسی ہندوستانی
راجہ کو اس سے بڑھ کر بدلہ چکانے والا
اور صلہ و انعام دینے والا نہیں پایا،
لوگوں کا بیان ہے کہ ہندوؤں کی کتابوں
کا اصل مرکز اسی کا ملک ہے، اگر راجہ قمار
کا کوئی سپہ سالار فوجی سپاہی شراب
پیتا ہے تو وہ لوہے کے سو حلقے گرم
کر کے اس کے ہاتھ پر رکھ دیتا ہے جس
سے کبھی کبھی جان بھی چلی جاتی ہے، یہ
راجہ انتہائی غیرت مند ہے، ہندوستان
میں اس سے زیادہ سنگین سزا دینے والا
اور غیرت مند کوئی راجہ نہیں ہے، وہ
سزا میں دونوں ہاتھ دونوں پیر، ناک،
دونوں ہونٹ اور دونوں کان کاٹ
لیتا ہے اور دوسرے ہندوستانی راجاؤں
کی طرح وہ مجرم پر جرمانہ عائد کر کے
نہیں چھوڑ دیتا، قمار کا ملک عابدوں

منه واقعد وه مقعد الخصم
وله ثمانون ذكرا لهم جمال و
هيئة يصلحون للملك
(ص ۱۳۳)

اور پجاریوں کا مرکز ہے، بیان کیا جاتا
ہے کہ یہاں ایک ہزار عبادت گذار ہیں
اور راجہ کے دربار میں ۸۰ قاضی ہیں
اگر ان کی عدالت میں بادشاہ کا لڑکا
بھی آتا ہے تو وہ اس کے معاملہ میں
بھی انصاف کرتے اور اس کو مقدمہ
کے فریق ہی کی جگہ بٹھاتے ہیں،
راجہ کے ۸۰ بیٹے تھے جو نہایت خوبصورت
اور خوش وضع ہیں، اور سب کے سب

راجہ بننے کی اہلیت رکھتے ہیں

ويليه بلاد الارمن و
لهم جمال ويزوجون اولادهم
الذكورة صغارا ويزعمون ان
ذلك خير واصل من الزناء
وملك قمار مع غيرته يقول
لاصحابه اذا خرجتم الى الحرب
فلا يصحبنكم النساء......
قال ورائيت ملك قمار ودآئت
العابدی وهو ملك رتيلا و
مذكا يليه يقال له العارطی

قمار کے قریب ہی ارمن کا علاقہ
ہے، یہاں کے لوگ خوبصورت اور
حسین ہوتے ہیں، اور اپنے لڑکوں
کی کم سنی میں شادی کردیتے، اور
اس میں بھلائی اور زنا سے حفاظت کا
عمدہ طریقہ سمجھتے ہیں، قمار کا راجہ اپنی
غیرت وحمیت کے باوجود اپنے ساتھیوں
کو حکم دیتا تھا کہ جنگ میں عورتیں
ساتھ نہ لیجائیں،....... سیاح بیان
کرتا ہے کہ میں نے راجہ قمار، عابدی

وملكا يقال له الصيلمان هذا اكبر
من هذين واكثر جيشا يقولون
ان جيشه نحو سبعين الفا وله
فيلة قليلة الا ان الهند يقولون
ان فيلة الصيلمان اجرأ على
القتال من جميع فيلة اهل الهند
ورأيت له فيلا يقال له النمران
ما رأيت لاحد من الملوك ببلاد
الهند فيلا مثله ابيض منقطا
بسواد ولا اجرأ على القتال و
الدماء منه وذلك انهم
يوقدون النار العظيمة ويحملون
الفيلة عليها فما اجترأ عليها
واقتحمها فانه جرئ على القتال
والدماء وما جبن عن النار
لم يصلح للقتال ولا للركوب بل
ينقل عليه المتاع كما ينقل على
الابل

(ص ۱۳۳، ۱۳۴)

یعنی رتیلا کا راجہ اور اس کے قریب ایک
راجہ جس کو عارطی کہا جاتا تھا، اور ایک
اور راجہ جسے بھیلمان کہا جاتا تھا سب کو
دیکھا ہے، راجہ بھیلمان، عارطی اور عابدی
سے بڑا اور زیادہ لاؤ لشکر والا ہے لوگ
کہتے ہیں کہ اس کی فوج کی تعداد تقریباً
ستر ہزار تھی، مگر اس کے پاس ہاتھی
بہت کم تھے لیکن ہندوستانیوں کا بیان
ہے کہ بھیلمان کے ہاتھی دوسرے تمام
ہندوستانی ہاتھیوں سے زیادہ لڑائی
میں جری اور بہادر ہوتے ہیں، میں نے
اس کے پاس ایک ہاتھی دیکھا جس کا
نام نمران تھا، ہندوستان کے کسی
راجہ کے پاس ایسا سپید ہاتھی نہیں
دیکھا جس پر سیاہ چتیاں تھیں، اور
جنگ و خونریزی میں ایسا جری دوسرا
ہاتھی نہ نظر آیا، ہاتھی کی بہادری کا
اندازہ کرنے کے لئے آگ کا بڑا سا الاؤ
لگا کر ہاتھی کو اس میں گھسانے کے لئے

ابھارتے ہیں، اگر وہ جرات دکھا کر آگ
میں گھس گیا تو جنگ کے لئے جری سمجھا
جاتا ہے، لیکن اگر آگ کے اندر گھسنے میں
بزدلی ظاہر کر دی، تو جنگ اور قتال
اور سواری کے لائق نہیں سمجھا جاتا ہے،
اور اونٹوں کی طرح باربرداری کے کام
میں لایا جاتا۔

ورأيت هذا الملك الذي
يقال له العابدي وليس في بلاده
فيلة يشتري الفيلة ولا يشتري
ما ارتفاعه خمس اذرع و
يبتاع كل ذراع تزيد على خمس
اذرع بالف دينار الى تسع
اذرع ولم ار منها شيئا يزيد
على تسع غير انه بلغني ان بلاد
الاغياب بلاد اتدعى اورفسين
وملكتها امرأة يقال لها الرانية

میں نے راجہ عابدی کو دیکھا جس کے
ملک میں ہاتھی نہیں ہوتے کہ وہ ہاتھی
خریدتا ہے، مگر ۵ گز سے زیادہ قد کا خریدتا
ہے، اور پانچ گز سے اوپر ۹ گز تک ہر
ایک گز پر ایک ہزار دینار قیمت زیادہ
دیتا ہے، ۹ گز سے اونچے ہاتھی میں نے
نہیں دیکھے، البتہ مجھے معلوم ہوا کہ اغباب
کے ملک میں ایک شہر اورفسین[1] ہے جس کی
حکمران ایک عورت رانیہ (رانی) ہے اس
ملک کے ایک مقام پر[2] زمین ۱۰، ۱۱ ہاتھ کے

۱؎ اورفسین ایک جزیرہ نما شہر ہے جہاں کی آب و ہوا اچھی نہیں، یہاں کی رانی کو رانیہ کہتے ہیں، یہاں سے زیادہ طاقتور ہاتھی اور کہیں نہیں ہوتے تھے ۲؎ یہ برابر ہوگا،

ويكون بمملكتها في موضع يدعى
براز لها فيلة تكون عشر اذرع
الى احدى عشرة ذراعًا فهذا
ما بلغني من ارتفاع فيلة بلاد
الهند وهؤلاء الملوك جميعا
يرون الزنا مباحًا غير ان من
احصن منهم بامرأة فعرض
لها عارض وزنيا قتل الرجل
والمرأة (ص ١٣٣)

وبعده ملك من ملوك
الهند يقال له بلهرا ومعنى
بلهرا انه ملك ملوك الهند
وهو في بلاده يقال له
الكمكم اسم هندي وبلاده
بلاد الساج ومنها يجلب وهو
ملك واسع المملكة كثير الجيش
ومن حوله من الملوك يصلون
له ومن ورد من رسله على هؤلاء
الملوك الذين حوله صلوا عليه

ہاتھی ہوتے ہیں، ہندوستان کے سب سے
زیادہ دراز قامت ہاتھی جہاں تک مجھے
علم ہے یہیں ہوتے ہیں، یہ سارے راجہ
زنا کو جائز سمجھتے ہیں لیکن اگر کوئی شخص
کسی عورت سے شادی کرلے اور اس
کے بعد اس عورت کو کوئی عارضہ لاحق
ہوجائے، اور دونوں میں سے کسی سے زنا
کی لغزش ہوجائے تو عورت اور مرد
دونوں قتل کردئے جاتے تھے،

اس کے بعد ہندوستان کا ایک
راجہ ہے، جسے بلہرا (وبھ راے) کہتے
ہیں، بلہرا کے معنی شہنشاہ (مہاراجہ)
ہیں، یہ اپنی راجدھانی کوکن میں رہتا
ہے، کوکن ایک ہندوستانی نام ہے
اس کے ملک میں ساگوان لکڑی کی
بڑی پیداوار ہے جو یہاں سے دوسرے
مقامات پر بھیجی جاتی ہے، اس راجہ
کی سلطنت بڑی وسیع اور اس کی فوجیں
بہت زیادہ ہیں، اس کے اردگرد کے

اعظاماً لصاحبه وبلي هذا الملك ملوك احد هو بدال لمملك الطافن وهو قليل المملكة كثير المال عامر البلاد واهل مملكته سمر وفيهم بياض وجمال مستفيض وفي رقيق بلادهم جمال ليس يشركه في ذلك احد من الملوك ممن يليه،

(ص ۱۳۴ و ۱۳۵)

راجا اس کی ڈنڈوت[1] کرتے ہیں اور جب دوسرے راجاؤں کے پاس اس کے ایلچی اور سفیر جاتے ہیں تو وہ اس کی عظمت کے باعث سفیر کی بھی ڈنڈوت کرتے ہیں[2]۔ اس راجہ کے آس پاس متعدد راجہ ہیں جن میں ایک دکن کا راجہ ہے جس کی سلطنت اگرچہ چھوٹی ہے مگر اس کے پاس مال و دولت کی فراوانی ہے۔ اس کا ملک بہت آباد ہے۔ اس کے باشندوں کا رنگ گندمی ہے اور ان کی گورائی اور خوبصورتی بھی مشہور ہے۔ یہاں کی لطیف آب و ہوا کے شہروں میں ایسا دلفریب حسن و جمال ہے کہ اس کی مثال دوسری قریبی سلطنتوں میں نہیں ملتی۔

وبعده ملك يقال له الجابة وهو شريف فيهم وبلي الملك

اس کے بعد ایک اور معزز راجہ ہے جسے کنج بتہ[3] کہتے ہیں، اور راجہ جزر سے [illegible]

---

[1] یعنی اس راجہ کی عظمت دوسرے راجاؤں کے دلوں میں اس قدر ہوتی تھی کہ اس کے سفیروں اور ایلچیوں کا بھی وہ اس کی وجہ سے بہت زیادہ احترام کرتے تھے۔ [2] [illegible]

يتزوج فيهم وهم السلوقيون	شادی بیاہ کرتا ہے، ان لوگوں کا تعلق
ولا يتزوجون الا فيهم لشرفهم	دراصل سلوقی خاندان سے ہے اور یہ اپنی
وهذه الكلاب السلوقية يقال	شرافت ونجابت کی وجہ سے سلوقیوں
انها وقعت من بلادهم ولهم	ہی میں شادی بیاہ کرتے ہیں اور کہا جاتا
الصندل الاحمر في بلادهم	ہے کہ سلوقی (تازی) کتے ان ہی کے
وغياضهم ويلي هؤلاء ملك	ملک میں ہوتے ہیں، اس ملک اور اس
يقال له الجرز العدل في مملكته	کے جنگلات میں سرخ صندل پیدا ہوتا
مستفيض لو طرح الذهب في	ہے، اسی ملک کے قریب ہی گجرات
وسط الطريق ما خافوا عليه	کا راجہ ہے، اس کی سلطنت میں اس
احد ان يأخذه من عدلهم و	قدر عدل وانصاف ہے کہ اگر سونا بھی
بلاده واسعة والعرب يرحلون	بیچ راستے میں پھینک دیا جائے تو لوگوں
اليه في تجاراتهم فيبرهم ويشتري	کو اس کا اندیشہ نہیں رہتا کہ کوئی اسے
منهم ومعاملاتهم لهم بالذهب	اٹھالے گا، اس راجہ کی سلطنت بڑی
القطع والدراهم التي يقال لها	وسیع ہے، اہل عرب جب اس کے یہاں
الطهرية عليها تمثال صورة	تجارت کی غرض سے آتے ہیں، تو وہ ان
الملك وزنها مثقال فاذا	کے ساتھ نہایت عمدہ برتاؤ کرتا ہے"
بايعوهم قالوا للملك ابعث	اور ان سے سامان وغیرہ بھی خریدتا ہے
معنا من يخرجنا من بلادك و	یہاں کے لوگ لین دین اور خرید وفروخت

(بقیہ حاشیہ ص ۱۷۷) ابن خرداذبہ کے سلسلہ میں نوٹ تحریر کیا جا چکا ہے۔ (ض)

يحفظ متاعنا فيقول ليس في
بلادي لص اخرجوا فان حدث
باموالكم حدث فخذوه مني
وانا الضامن لكم وهو ملك
له جسم كبير وليس حوله ملك
اشجع منه في الحرب كثير المكيدة
وهو يقاتل بلهرا وملك الطافن
وعجابة،

(ص - ١٣٥)

سونے کے ٹکڑوں اور تاتاری نام کے
درہموں[1] سے کرتے ہیں، ان درہموں پر بادشاہ
کی تصویر ہوتی ہے، یہاں کا وزن مثقال
ہے۔ اہل عرب مال فروخت کرنے کے بعد
بادشاہ سے درخواست کرتے ہیں کہ کسی
آدمی کو ہمارے ساتھ کر دیجئے تاکہ وہ
ہمیں سرحد تک پہنچا دے اور ہمارے
سازوسامان کی حفاظت کرے۔ بادشاہ
یہ جواب دیتا ہے کہ ہمارے ملک میں
چور ڈاکو نہیں ہیں، اس لئے تم لوگ بے
کھٹکے چلے جاؤ، اگر اس طرح کا کوئی
حادثہ پیش آیا تو تم لوگ مجھ سے اس
کا معاوضہ لینا، میں اس کا ضامن
ہوں، یہ بادشاہ بڑے تن و توش کا
ہے، اس کے قرب و جوار میں شجاعت
میں اس سے زیادہ بہادر کوئی بادشاہ نہیں ہے

[illegible]
[illegible]

[1] یعنی تاتاری درہم تاتار ملک کے سکے ہیں

والملتان البلد الذی یشق
به نهر مهران وهو نهر مثل دجلته
واکبر وبالملتان قوم یزعمون
انهم من ولد سامة بن لوی
یقال لهم بنو منبه وهو الملوک
علی الهند فیها وهم یدعون
لامیر المومنین وهی تلی المنصورة
من السند وبالملتان صنم له
دخل مال عظیم فملک بنی منبه
هٰؤلاء واموالهم من دخل هذا
الصنم ودخله فیما اخبرنی به من
اثق بقوله ممن دخل البلاد و
اقام بها لا یحصٰی کثرة وربما
غزا ملوک الهند بنی منبه فیخرجون
الی الملتان فی حیش عظیم فیقاتلونهم
فتغلبهم بنو منبه لیسار هم و
قوتهم وکثرة اموالهم (ص ۱۳۶)

ملتان: وہ شہر ہے جہاں سے دریائے
سندھ الگ ہوتا ہے[۱] یہ دریا دریائے دجلہ
کے مانند اور اس سے بڑا ہے، ملتان میں
ایک قوم ہے جس کا خیال ہے کہ وہ سامہ
بن لوئی کی ایک شاخ بنو منبہ کے خاندان
سے تعلق رکھتی ہے، یہی قوم ہندوستان
کے اس حصہ میں حکمراں ہے، اور خلیفہ
(بغداد) کے نام کا خطبہ پڑھتی ہے، یہ
سندھ کے شہر منصورہ سے قریب رہتی
ہے اور ملتان میں ایک بت ہے جس
کی آمدنی بہت زیادہ ہے، اور بنو منبہ
ہی اس آمدنی اور دوسرے تمام سامانوں
کے مالک ہیں ایک معتبر شخص نے جس
نے ان ملکوں کی سیاحت کی ہے اور
ان میں مقیم بھی رہا ہے، مجھے بتایا کہ
اس کی آمدنی بے شمار ہے[۲] بعض دفعہ
جب ہندوستان کے دوسرے راجہ

---

[۱] دریائے سندھ کی کئی شاخیں ہیں، ملتان میں آکر اسکی کئی شاخیں ہو جاتی ہیں، [۲] یعنی اس کی یاترا کرنے
والے نذر و نیاز کا کافی سامان اس پر چڑھاتے ہیں،

وهذا الصنم اخبر عنه من
اتاهم ونظر اليه ان طوله نحو
من عشرين ذراعا على صورة
رجل وله بيت عليه سقف عظيم
لا يدري من بناه ويقال انه
بني منذ الفي سنة والهند يقولون
ان هذا الصنم نزل من السماء و
امرنا بعبادته وله سدنة يقولون
عليه وله نفقات من دخل الصنم
سوى ما يجري على سدنته يطعمون
ويسقون ويكسون والهند كلها
تزور اليه واذا مات الرجل
موسرا اوصى له بشطر ماله او
بماله اجمع يتقرب الى ذلك الصنم

بنی منبہ سے جنگ کرنے کے لیے لشکر جرار
کے ساتھ ملتان پر حملہ کرتے ہیں، تو بنی
منبہ بھی اس کا مقابلہ کرتے ہیں، اور
اپنی فوجی قوت اور دولت کی فراوانی
کی وجہ سے انھیں زیر کر لیتے ہیں،
جن لوگوں نے اسے اپنی آنکھوں سے
دیکھا ہے ان کا بیان ہے کہ ملتان کے
بُت کی لمبائی ۲۰ گز سے زائد ہے، وہ
آدمی کی شکل و صورت کا ہے [۱] اور
ایسے کمرے کے اندر ہے جس کے اوپر
ایک بڑی چھت ہے، مگر یہ معلوم نہیں
کہ اس کا بنانے والا کون ہے، کہا جاتا
ہے کہ وہ دو ہزار سال پہلے کی تعمیر ہے،
ہندوؤں کا خیال ہے کہ یہ بت آسمان
سے اترا ہے اور انھیں اس کی بندگی کا
حکم دیا گیا ہے، اس بُت کے کچھ پجاری
بھی ہیں جو اس کی دیکھ بھال کرتے ہیں
اور اس کے مصارف بت کے چڑھاوے
سے چلتے ہیں، یہ مصارف ان وظائف

---

[۱] یعنی اس کا مجسمہ آدمی کی شکل کا ہے،

عربی	اردو
اخری مسیرة سنة حتی یصیر	اس طرح لاتے ہیں، کہ پہلے تین میل تک
بھما الی ھذا الصنم الذی بالملتان	ایک ٹکڑا لاتے ہیں، اور یہاں اسے رکھکر
(ص ۱۳۶)	واپس جاتے ہیں، اور دوسرا ٹکڑا تین
	میل اور آگے لے کر چلے جاتے ہیں، پھر
	اسے وہاں رکھکر پہلے ٹکڑے کو لیجاتے
	ہیں، اور اسی طرح ٹکڑوں کو آگے پیچھے
	کرتے ہوئے بُت[1] کے پاس ملتان پہنچ جاتے ہیں
ومنھم من یستاذن الصنم	بعض لوگ بُت سے اپنی جان بھینٹ
ویقول ایذن لی فی الموت فیعمد	چڑھانے کی اجازت طلب کرتے ہیں
الی خشبة طویلة یحد راسھا	اور ایک لمبی لکڑی لے کر اس کا سرا
وینصبھا فی الارض ثم یصعد	انتہائی تیز اور نوکیلا بنا دیتے ہیں
الی فوقھا فیدخل راس الخشبة	پھر اسے زمین میں گاڑکر اس کے اوپر چڑھ
الحادة فی بطنه حتی یخرج من	جاتے ہیں، اور لکڑی کا تیز اور نوکیلا سرا

[1] اس کی ترکیب یہ ہوتی تھی کہ لوگ اپنے گھروں سے ایک بوٹا لیکر تین میل تک جاتے تھے، وہاں اُسے رکھ کر دوسرا بوٹا لانے کے لئے واپس چلے آتے، اور اسے چھ میل آگے لیکر نکل جاتے، اس طرح دوسرا بوٹا پہلے سے تین میل آگے ہو جاتا، دوسرے بوٹے کو چھ میل کے فاصلے پر رکھنے کے بعد پھر پہلا بوٹا لانے کے لئے آتے، اور اسے چھ میل تک لیجاتے، اس طرح وہ اب دوسرے سے تین میل آگے ہو جاتا تھا، اس طرح آگے پیچھے کرتے ہوئے وہ پہونچ جاتے تھے، اس واقعہ سے ایک خاص بات یہ بھی معلوم ہوتی ہو کہ اس زمانے میں راستے کس قدر پر امن محفوظ ہوتے تھے چوروں اور ڈاکوؤں کا مطلق خوف نہ تھا۔ (ص)

ظهره فيموت ويزعمانه قد تقرب الى الصنم ومنهم من ياتى بالمال العظيم فيطرحه بين يدى الصنم ويقول ياالهه! وسيّدهٗ اقبل هذا معونة من مالى،

(ص ۱۳۶)

اپنے پیٹ میں اس طرح چبھو دیتے ہیں کہ وہ پشت کے راستہ سے باہر نکل آتا ہے، اس طرح اپنی جان دے دیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اس سے بت کی رضا جوئی اور قربت حاصل ہو گئی، کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو بہت سا مال و دولت لاکر بُت کے سامنے ڈال دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خداوندا! میری یہ حقیر نذر قبول فرما!

ولهذا الصنم وغيره من الاصنام سدنة لا ياتون النساء ولا ياكلون اللحم ولا يذبحون الذبائح ولا يلبسون الثياب الدنسة ويتطيبون اذا صاروا الى الاصنام وليس يدخل عليها غيرهم ممن يطيبها بيده ويناولها بكفه فاذا دخل عليها

اس بت اور دوسرے بتوں کے پجاری نہ عورتوں کے پاس جاتے ہیں، نہ گوشت کھاتے ہیں، نہ کوئی جانور ذبح کرتے ہیں، نہ گندے اور میلے کپڑے پہنتے ہیں، اور بتوں کے حضور جاتے وقت خوشبو لگا لیتے ہیں، ان کے علاوہ دوسرا شخص بتوں کو خوشبو نہیں لگا سکتا اور نہ انھیں چھو سکتا ہے[1] اور جب لوگ

---

[1] یہ ہندوؤں کے اس تصور کا نتیجہ ہے کہ دیوتا مقدس قسم کے لوگوں سے خوش رہتے ہیں اسی لئے انھیں عام لوگ وسیلہ اور ذریعہ بناتے ہیں،

برك على ركبتيه وجمع كفيه و
بسطهما وسأله ان ينظر اليه
ويرحمه ويبكي ويتضرع اليه
ويدعو

(ص ۱۳۱)

وله مطبخ يطبخ فيه الارز
الابيض الجيد ويعمل له اطعمة
من السمك والحشيش وتجود
تطيب ثم يعمد الى ورق موز
عندهم عريض يمتد ارباليف
فيه الرجل والرجلان فيبسط
بين يدي الصنم ثم يصب الارز
عليه بقدر نصف قامة رجل
ويعمد افضل هؤلاء القوم
في نفسه فيأخذ ورقة موز
فيلح فوق الارز وحواليه
في وجه الصنم فيقول اشياء

تو بُت کے حضور میں جاتے ہیں، تو گھٹنوں
کے بل بیٹھکر اور ہاتھ جوڑ کر عرض کرتے
ہیں، کہ ہماری طرف نظر کرم ہو، ہم پر
رحم کیجیو، اور روتے، اور انتہائی عاجزی
سے دعا کرتے ہیں۔

اس بُت کا ایک باورچی خانہ ہے،
جس میں سفید بہترین قسم کے چاول اور
بُت کے لئے عمدہ مچھلیوں اور سبزیوں
کے کھانے پکائے جاتے ہیں، اور اُن
میں خوشبو ڈالی جاتی ہے، پھر ایک اتنا
لمبا چوڑا کیلے کا پتہ جس میں ایک دو
آدمی بیٹھ جا سکیں، بُت کے سامنے بچھایا
جاتا ہے، اور اس پر نصف قدِ آدم بلندی
سے چاول گرایا جاتا ہے، پھر جو سب سے بلند
مرتبہ اور مقدس پجاری ہوتا ہے، وہ
کیلے کے پتہ سے اس پر پنکھا جھلتا ہے اور
چاولوں کے بخارات بُت کے چہرہ تک

ل اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کیلوں کے پتے نہایت چوڑے ہوتے تھے، اور یہ ممکن ہے کہ اس زمانہ میں بنگال
دیجور میں خصوصاً چوڑے پتے ہوتے ہوں (ض)

قد اكل واشته لا
يطعم بكفه وداخنه وقبل ان
يطعم يدار حول البيت الذي
فيه الصنم بالصنوج والزمر
والطبول وربما دار حوله
مائة جارية لهن اقدار
فيقلن نحن نرقصه ونترضاه
ثم يطعم ويرى الطعام لا
ينقص فيغلقون عليه الباب
ثم يفتحونه وينقل ذلك الطعام
من بين يديه يقولون قد
تصدق به فلا يبقى صنف
ما ربيت ذلك الصنم الا انتفع
بذلك الارز حتى الطير والكلاب
ولا يمنعون منه احدا ويقولون
هذه صدقته في كل يوم
وربما غسل بدن الصنم باللبن
وربما غسل بالسمن فيغسل
به بعد ذلك مرضاهم و

چلے جاتے ہیں، اس طرح وہ سمجھتے ہیں
کہ بت کھا لیتا ہے، کیونکہ وہ اپنے ہاتھ
اور ہتھیلی سے نہیں کھا سکتا، کھانے سے پہلے
بت کے کمرے کے گرد، جھانجھ، زنبورہ[1]
اور طبل بجتے ہیں، اور کبھی کبھی سو سو
کنیاں جو اسی کام کے لئے ہوتی ہیں
اس کے گرد چکر لگاتی ہیں، اور کہتی ہیں
کہ ہم ناچ اور گا کر اسے خوش کرتے ہیں
پھر گویا بت کھانا کھاتا ہے، مگر کھانے
میں کوئی کمی نہیں ہوتی، اور کھاتے وقت
دروازہ بند اور پھر کھول دیا جاتا ہے،
کھانا اسکے سامنے سے اٹھا لیا جاتا ہے اور کہتے ہیں کہ بت نے
یہ خیرات کر دیا ہے پھر بت کے پاس سے گذرنے والے تمام
انسان اور جانور اس چاول کو کھاتے ہیں
حتی کہ چڑیوں اور کتوں کو بھی نہیں
روکا جاتا، اور کہتے ہیں کہ یہ اس بت کی
روزانہ خیرات ہے، بت کو کبھی دودھ
سے اور کبھی گھی سے غسل دیتے ہیں، پھر
اس کے غسالہ سے حصول شفا کے لئے

---

[1] یہ ایک قسم کا ستار ہے جس کے دو طرف کدو لگے ہوتے ہیں،

ويستشفون به (ص ۱۳۶)
ومن وراءه ملوك حتى
ينتهي الابلاد الزابج فالملك
الكبير يقال له المهراج و
تفسير المهراج ملك الملوك
وليس يعد في ملوك الهند اعظم
منه لانه في جزائر ولا يعلو
ملك اكثر خيرا منه ولا اقوى
واكثر دخلا،
ويقال ان دخل قمار الديوك
يبلغ له في كل يوم خمسين منا
ذهبا وذلك ان عاقر ديك
مع ديك غيره له اخذ الديك
الغالب فيفتديه صاحبه بمثقال
ذهب او اقل او اكثر وهذا في
مملكته كثير،
(ص ۱۳۶-۱۳۸)
وتليه جزيرة يقال لها شلاهط
يقع فيها العنبر الكثير الذي ليس

مریضوں کو نہلاتے ہیں،
اس کے بعد متعدد راجہ ہیں، یہ سلسلہ
جاوہ تک چلا گیا ہے، سب سے بڑے راجہ
کو مہراج کہتے ہیں، جس کے معنی راجاؤں
کا راجہ (مہاراج) ہیں ہندوستان
کے بادشاہوں میں کوئی اس سے بڑا
بادشاہ نہیں ہے، یہ جزیروں میں متوطن
ہے، اور مال و دولت، قوت، طاقت
اور آمدنی میں اس سے بڑا کوئی راجہ نہیں
کہا جاتا ہے کہ مرغ بازی کے جوئے
کی روزانہ آمدنی تقریباً ۵۰ من سونا
ہے، جب ایک مرغ دوسرے مرغ سے
لڑتا ہے، تو مرغ غالب کا مالک مغلوب
مرغ کو لے لیتا ہے، جس کو مغلوب مرغ
والا ایک مثقال یا اس سے کچھ کم و
بیش سونا دیکر پھر چھڑا لیتا ہے، یہ
طریقہ اس ملک میں بہت رائج ہے،
اس کے قریب ہی ایک جزیرہ
شلاہط ہے، جس میں عنبر ہوتا ہے اتنے

فی البحر اجود منه وبها یکون
الکبابة من الافواہ ، (ص ۱۳۸)
ویلیه جزیرۃ یقال لها
ھرلج وانما تسمی الجزیرۃ
باسم قائدھا ولیس ھذا
اسمها وھرلج ھذا صاحب
جیش المهراج وله جزیرۃ
یقال لها طوران منها الکافور
وانما ظهر بهذہ الجزیرۃ کافور
منذ سنة ۳۲۰ للهجرة (ص ۱۳۸)
ویحالف اھل بلاد مهراج
بالنار وبلد بالهند یقال له
فنصور مستفیض فیه اذا
خاصم الرجل الرجل عند السلطان
ان یقول انا احاصل النار فیقال
للمدعی علیه فی الدین او الزنا
بالمحصنة او السرقة وما یجب
فیه القتل فیاتون السلطان

عمدہ عنبر کہیں سمندر میں نہیں ہوتا ہیں،
کبابہ[1] نام کا عطر بھی ہوتا ہے،
اس سے قریب کے جزیرہ کا نام
ہرلج (؟) ہے، یہ نام جو قائد کے نام پر
پڑا ہے، اس کا اصلی نام نہیں ہے،
ہرلج نامی شخص مہراج کی فوج کا سپہ سالار
ہے، اس کے ایک جزیرہ کا نام طوران[2] ہے
یہاں کافور ہوتا ہے، اور اس جزیرہ میں
کافور سنہ ۳۲۰ھ سے ظاہر ہوا ہے،
مہراج کے ملک اور ہندوستان کے
ایک شہر فنصور میں آگ کی قسم کھانے
کا رواج ہے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ جب
دو فریق راجہ کے دربار میں اپنا مقدمہ
پیش کرنا چاہتے ہیں، تو مدعی آکر کہتا
ہے کہ میں آگ حاصل کرنے والا ہوں، اس
وقت مدعی علیہ کو خواہ وہ قرض کا مدعی
ہو، یا زنا یا چوری یا کسی اور ایسے جرم کا

---

[1] بحر شلاہط بحر ہرکند کے بعد لنکا میں ہے ، وہیں یہ سب چیزیں پیدا ہوتی ہیں، کبابہ " ایک دوا کا نام ہے ، [2] یہ طوران ہوگا جو سندھ سے متصل ایک صوبہ تھا ، اور جس کا پایۂ تخت قزدار تھا ،

فيامر فياخذ وزن رطل او
اكثر حديد فيحمى بالنار ثم
يعمد وزن الى ورق يكون
عندهم يشبه ورق الغار في
الغلظ والمتانة فيوضع على
كفه منها سبع ورقات بعضها
فوق بعض ثم توضع تلك
الحديدة فوقها بكلبتين
فيمضي به سبع مرات ذاهبا
وجائيا قدر مائة خطوة
فان احرق يده والورق
جميعا الزمه الذنب فان
كان عليه القتل قتل وان
كان عليه الغرم غرم وان
لم يكن له مال كان عبدا
للسلطان يبيعه وان لم
تحرقه النار قيل للمدعى
عليه انك مبطل قد اخذ

جس کی سزا قتل ہے طلب کیا جاتا ہے
جب وہ حاضر ہوتا ہے، تو راجہ کے حکم
سے ایک رطل یا اس سے زیادہ لوہا
گرم کیا جاتا ہے، اور ایک خاص قسم
کی پتیاں[۱] جو اُن کے یہاں پیدا ہوتی
ہیں اور انگور کی پتیوں کی طرح سخت ہوتی ہیں
لائی جاتی ہیں، اور تلے اوپر سات پتیاں
ہتھیلی پر رکھ دی جاتی ہیں، پھر وہ گرم
لوہا اس پر رکھا جاتا ہے، اور مجرم اسے
لے کر سات بار ادھر اودھر تقریباً ۱۰۰
قدم تک چلتا ہے، اگر اس کا ہاتھ اور
تمام پتیاں جل جاتی ہیں، تو اس کے اوپر
جرم ثابت ہو جاتا ہے اگر وہ قابل قتل
ہے، تو قتل ورنہ تاوان عائد کر دیا جاتا
ہے، اگر وہ مفلس ہوتا ہے تو بادشاہ
کا غلام بن جاتا ہے اور وہ اسے
فروخت کر ڈالتا ہے لیکن اگر نہیں
جلتا تو مدعی سے کہا جاتا ہے کہ تمہارا

---

[۱] یہ پان کی پتیاں ہیں، جیسا کہ سلیمان وغیرہ نے بھی اس کا ذکر کیا ہے،

خصمك الناس فيلزمه ما كان
يدعى عليه وجملة احكام
الهند ان من ذبح بقرة
ذبح بها،

(ص ١٣٨ و ١٣٩)

الزام غلط ہے، تمہارے فریق نے
آگ اٹھالی اور اب خود مدعی مجرم
ثابت ہو جاتا ہے اور اس پر اس
کا دعویٰ الٹ جاتا ہے، ہندوستان
کی ایک قانونی دفعہ یہ ہے کہ گائے
ذبح کرنے والا بھی قتل کر دیا جائیگا

بزرگ بن شہریار

یہ تیسری اور چوتھی صدی ہجری کے اوائل (دسویں صدی عیسوی) کا ایک ایرانی ناخدا (جہاز راں) تھا، جو اپنے جہاز عراق کے بندرگاہ سے ہندوستان کے ساحلوں اور جزیروں سے لیکر چین اور جاپان تک جاتا اور آتا تھا، اُس نے عجائب الہند کے نام سے اپنے اور اپنے دوسرے ساتھیوں اور سیاحوں کے دریائی مشاہدات عربی میں لکھے تھے، اس میں جنوبی ہند اور گجرات کے متفرق واقعات اور جوگیوں اور سنیاسیوں کی ریاضتوں کا ذکر اور بعض عجیب اور بعید از قیاس باتیں بھی ملتی ہیں جنھیں قلم انداز کر دیا گیا ہے، اسے ۱۸۸۳ء میں لیڈن میں فان ڈرلیٹ نے فرنچ ترجمہ کے ساتھ مصور اور نہایت عمدہ کاغذ پر شائع کیا ہے، اس کا انگریزی میں بھی ترجمہ ہو چکا ہے،

افسوس کہ بزرگ بن شہریار کا سنہ پیدائش اور وفات اور مزید حالات نہیں معلوم ہو سکے!

عجائب الهند

فمافی الهند ماحد ثنا به
ابو محمد الحسن بن عمرو بن حمویه
بن حماد بن حمویه البخیری بالبصرة
قال کنت بالمنصورة فی سنة ثمان
وثمانین ومائتین وحدثنی بعض
مشائخها ممن یوثق به ان
ملک الرا وهو اکبر ملوک بلاد الهند
والناحیة التی هو بها بین قشمیر
الاعلی وقشمیر الاسفل وکان
یسمی مهروک بن رایق کتب
فی سنة سبعین ومائتین الی
صاحب المنصورة وهو عبدالله

ابو محمد حسن بن عمرو...... بجیری نے بصرہ
میں ہندوستان کا ایک عجیب واقعہ ہم
سے بیان کیا کہ وہ ۲۸۸ھ میں جب
منصورہ میں مقیم تھے، تو وہاں کے ایک
ثقہ اور معتبر بزرگ نے ان سے بتایا کہ ایک
بڑے ہندوستانی راجہ نے جو را[۵۱] اور کشمیر بالا[۵۲]
اور کشمیر زیریں[۵۳] کے علاقوں پر قابض تھا[۵۴]
اس کا نام مہروک بن رائق تھا، ۲۷۰ھ[۵۵]
میں امیر منصورہ عبداللہ بن عمر بن
عبدالعزیز کو خط لکھ کر فرمایش کی کہ ہندی
زبان میں اس کے لئے اسلامی احکام و
قوانین کی تفسیر و تشریح کی جائے، عبداللہ
نے منصورہ کے ایک آدمی کو جو عراق کا

---

[۵۱] یعنی اور [۵۲] کشمیر [۵۳] پنجاب [۵۴] اس ہندو راجہ کا نام عربوں کے بیان کے مطابق مہروک بن رائگ ہے
[۵۵] اور اگر یہ ۲۷۰ھ مطابق ۸۸۳ء کا واقعہ ہے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کی نشر و اشاعت نویں صدی عیسوی
میں کشمیر اور پنجاب میں شروع ہو گئی تھی۔ (ض)

بن عمر بن عبد العزیز یسأله	رہنے والا نہایت ذہین، ہوشیار اور
ان یفسر له شریعة الاسلام	شاعر بھی تھا، اپنے یہاں بلایا، اس
بالهندیة فاحضر عبد الله	شخص کی پرورش و پرداخت ہندوستان
هذا رجل کان بالمنصورة	میں ہوئی تھی، اس لئے وہ یہاں کی
اصله من العراق حذا القریحة	مختلف زبانیں اچھی طرح جانتا تھا۔
حسن الفهم شاعرا قد نشاء	امیر نے اس سے راجہ الور کی فرمائش
ببلاد الهند و عرف لغاتهم	بتائی تو اس نے ایک قصیدہ تیار کیا
على اختلافها فعرفه ماسأله	اور اس میں وہ تمام باتیں جو راجہ
ملک الرا فعمل قصیدة ذکر	چاہتا تھا بیان کردیں اور اس کو
فیها ما یحتاج الیه وانفذ ها	را کے پاس بھیج دیا، جب وہ راجہ
الیه فلما قرئت علی ملک الرا	کے سامنے پڑھا گیا تو اس نے بہت پسند
استحسنها وکتب الی عبد الله	کیا اور عبداللہ کو خط لکھا کہ قصیدہ نگار کو اسکے
یسأله حمل صاحب القصیدة	پاس بھیج دیا جائے عبداللہ نے اسکے پاس بھیج دیا
فحمله الیه واقام عنده ثلث	راجہ کے پاس تین سال رہا، جب وہاں
سنین ثم انصرف عنه فسأله	سے واپس آیا تو عبداللہ نے راجہ کا
عبد الله عن امر ملک الرا فشرح	حال پوچھا، اس نے پورا حال تفصیل
له اخباره وانه ترکه وقد	سے بیان کر دیا کہ جب وہ راجہ سے
اسلم قلبه ولسانه وانه	رخصت ہوا ہے تو وہ دل و زبان دونوں

لہ الور پایۂ تخت تھا، اس لئے راجہ وہیں رہتا تھا۔

لم یمکنہ اظہار الاسلام خوف	سے اسلام قبول کرچکا تھا لیکن حکومت
من بطلان امرہ وذھاب ملکہ	چھن جانے کے خوف سے اس کا اعلان نہیں کرسکتا
وکان فیما حکاہ عنہ	بہرحال در واقعات کے اس نے یہ
انہ سالہ ان یفسر لہ القرآن	واقعہ بھی بیان کیا کہ راجہ نے مجھ سے
بالھندیہ ففسرہ لہ قال فانتھیت	ہندی زبان میں قرآن مجید کی تفسیر
من التفسیر الی سورۃ یٰسین	لکھنے کی فرمائش کی تھی، چنانچہ میں نے
قال ففسرت لہ قول اللہ عزوجل	تفسیر لکھی، اور جب سورہ یٰسین کی تفسیر
"قال من یحیی العظام وھی رمیم	تک پہنچا، اور اس کے سامنے ارشاد
قل یحییھا الذی انشاءھا اول	الٰہی "قال من یحیی العظام وھی
مرۃ وھو بکل خلق علیم" قال	رمیم قل یحییھا الذی انشاھا
فلما فسرت لہ ھذا وھو	اول مرۃ وھو بکل خلق علیم"
جالس علی سریر من ذھب	کی تفسیر بیان کر رہا تھا، اس وقت وہ
مرصع بالجوھر والدر لاتقدر	موتیوں اور جواہرات سے مرصع سونے
لہ قیمتہ قال لی اعد علی فاعدت	کے ایک ایسے بیش قیمت تخت پر بیٹھا ہوا
فنزل عن سریرہ ومشی علی	تھا جس کی قیمت کا اندازہ نہیں لگایا
الارض وکانت قد رشت	جا سکتا، اس نے کہا اس کی تفسیر پھر سے

سلہ اس آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ "خدا اور قیامت کا منکر انسان کہتا ہے کہ کون زندہ کرلے گا ہڈیوں کو جب وہ سڑ گل جائیں گی، اے پیغمبر تم کہدو کہ ان کو وہی زندہ کرے گا جس نے بنایا ان کو پہلی بار، اور وہ سب بنانا جانتا ہے"

بالماء وهی ندیة فوضع خده
علی الارض وبکی حتی تلوث وجهه
بالطین ثم قال لی هذا هو الرب
المعبود والاول الابدی الذی
لیس یشبهه احد وبنا بیتا لنفسه
واظهر انه یخلو فیه لمهم و
کان یصلی فیه سرا من غیر ان
یطلع علی ذلک احد وانه وهب
له فی ثلاثة دفعات ستمائة

بیان کرو، جب میں نے دوبارہ بیان کی
تو وہ تخت سے اتر پڑا، اور زمین پر چلنے
لگا، حالانکہ زمین چھڑکاؤ کی وجہ سے تر
تھی، اگر وہ اپنا رخسار زمین پر رکھ کر رونے
لگا، یہاں تک کہ اس کا چہرہ گرد آلود
ہوگیا، پھر اس نے مجھ سے کہا کہ یہی اصلی
پروردگار، معبود، اور ازلی و ابدی ہے
اس کا کوئی ہمسر اور مشابہ نہیں، اس کے
بعد اس نے ایک گھر تعمیر کرایا، اور ظاہر
یہ کیا کہ امور سلطنت پر غور کرنے کے لئے
تنہائی اختیار کی ہے، مگر دراصل وہ اس
میں پوشیدہ طریقہ سے نماز پڑھتا تھا جس
کی کسی کو خبر نہ ہوتی تھی، (راوی شاعر
کا بیان ہے کہ میرے زمانہ قیام میں)
تین مرتبہ میں راجہ نے مجھے ۰۰۶ من سونا
دیا تھا،

وحدثنی ابن لقنوج من
بلدان الهند من تاخذ الفوفلة
بین شفریها فتکسرها قطعا من

مجھے سے (ناخداؤں کے سردار اور
بحری معاملات کے واقف و آزمودہ کار
عبداللہ محمد بن بابشاد سیرافی نے) بیان

شدّة ماتضغطها۔

وحدّثني الحسن بن عمرو انه
رأى بالمنصورة اهل قشمير
الاسفل وبينهم وبين المنصورة
مسيرة سبعين يوما فى البرّ يجذّفون
فى مهران من قشمير وهو يجرى
كما يجرى دجلة والفرات فى
وقت المدّ وعلى اعدال القسط
وقال لى انّهم يعبّون القسط فى
الاعدال فى كل عدل سبع مائة
وثمان مائة منا ويجلدونه ثم
يجعلون فوق الجلد القار فلا
ينفذه ماء ولا غيره ويقرنون
الاعدال ويشدونها ويوطئون
عليها ويجلسون فيها ويجذّفون
فى مهران فيصلون الى فرضة

کیا کہ ہندوستان کے شہر قنوج میں بعض
لوگ سپاری دونوں لبوں سے دبا کر
توڑ دیتے ہیں،

حسن بن عمرو کا بیان ہے کہ انھوں نے
منصورہ میں کشمیر (پنجاب) کے لوگوں کو
دیکھا کہ وہ وہاں سے دریائے مہران میں
(کشتیوں پر سوار ہو کر) قسط (ہندی) کی
گانٹھیں لے کر منصورہ آتے ہیں، کشمیر
اور منصورہ کے درمیان خشکی کا راستہ
۷۰ دنوں کا ہے، اور دریائے سندھ چڑھاؤ
کے زمانہ میں دجلہ و فرات کی طرح تیز ہی
سے بہتا ہے، انھوں نے مجھ سے کہا کہ کشمیر
کے لوگ گانٹھوں میں قسط ہندی رکھتے
ہیں اور ہر گانٹھ میں سات یا آٹھ سو من[1] قسط
آتی ہے، گانٹھ پر چمڑا اور چمڑے پر روغن قار
(تارکول) لگا دیتے ہیں جس سے اس میں
پانی وغیرہ نہیں جاسکتا، اس کے بعد گانٹھوں
کو ایک دوسرے سے اچھی طرح باندھ دیتے

---

[1] یہ غالباً کوئی چھوٹا من ہوگا،

ان يكون هٰؤلاء البلاوجرية
الامن علية اهل الموضع ومن
يرجع الى نجدة وبسالة وشهامة
وله رواء ومنظر فهذا معنى
البلاوجرية فلما قال الملك
لها انا بلاوجرك اكل الارز عنها
فلما رائته قد اكل الارز عنها
وقال لها انا بلاوجرك نزلت من
القفص وجاءت فجلست على الخوان
لتاكل فقصدها السنور فقطع راسها
فاخذ الملك بدن الببغا فجعله
فى صينية وجعل عليه الكافور
وحوله الصندل والتانبول والنورة
والفوفل وضرب الطبل ودار
فى البلد وفى عسكره والصينية
على يده نحو كان يوجهه بالصينية
كل يوم فيطوف بها فى البلد مدة
سنتين فلما طال ذلك اجتمع عليه
البلاوجرية وغيرهم من اهل مملكته

طبقۂ بلند درجہ شجاع وبہادر اور خوبصورت
وجیہ لوگ ہیں ...
بلاوجریہ ہو سکتے تھے، بلاوجریہ کی تشریح
اور اس کا مفہوم یہی۔ اس توجب بادشاہ
نے طوطے سے "انا بلاوجرک" لیکر اس کی
طرف سے چاول کھایا اور طوطے نے دیکھا
کہ راجہ نے اس کی طرف سے چاول کھالیا
اور "انا بلاوجرک" بھی کہہ دیا ہے تو
وہ پنجرے سے نکلا اور ابھی دسترخوان
پر کھانے کے لئے بیٹھا ہی تھا کہ ایک بلی
نے جھپٹا مار کر اس کا سر الگ کر دیا۔
بادشاہ نے طوطے کا جسم ایک طشت میں
رکھ کر اس پر کافور رکھا اور اس کے ارد
گرد الائچی، پان، چونا اور سپاری رکھی
پھر طبل بجوایا، اور طشت اپنے ہاتھ میں لیکر
سارے شہر اور فوج کا گشت لگایا اور
اسی طریقے سے برابر دو سال تک روزانہ
گشت لگاتا رہا، اس سلسلۂ دراز کو دیکھ کر
بلاوجریہ اور سلطنت کے بعض دوسرے

فقالوا له هذا قبیح وقد طال
الامر فيه فاني كم تدافع اما ان
تفي والا فعرفنا حتى نعزلك و
نقلب ملكنا غيرك لان في الشرط
انه اذا قال انا بلا و جرک ثمة
وجب عليه حكم ذلك فدافع به او
نكل عنه فقد صار عندنا ش
البوشنن عند هم هو الذي لا
يجوز عليه الحكم لقلته و مهانته
وسقوطه مثل المغني والزامر
وما اشبه ذلك والملك و
من دونه في ذلك سواء اذا
نكل عن واجب فلما رای هذا
جمع العود والصندل والسليط
وحفر حفيرة وجعل ذلك
فيها واحرقه بالنار ثم رمی
بنفسه فيها فاحترق واحترق
بلا وجريته ثم بلا وجريته
اذ بلا وجريته يعني اتباع الاتباع

اشخاص نے جمع ہو کر بادشاہ سے کہا یہ بہت
بُرا طریقہ اور اب یہ معاملہ بڑھ چکا ہے آخر
کب تک اس طرح اپنی جان بچاتے رہو گے؟
یا تو اپنا وعدہ پورا کرو یا صاف صاف
اپنا مقصد بتلاؤ کہ ہم تم کو معزول کر کے
کسی اور کو بادشاہ بنائیں کیونکہ یہ شرط لگتا
میں تھا کہ جس نے "انا بلا وجرک" کہا تو اگر
اس کے متعلق کوئی فیصلہ کیا گیا اور اس
کی تعمیل میں پس وپیش یا گریز سے کام
لیا جاتا تو وہ آدمی بھند شمار کیا جاتا ہے
اور بھند ایسا شخص کہلاتا تھا جس پر
گویوں اور راگنی بجانے والوں کی طرح
اُن کے ابتذال، پستی اور گراوٹ کی
وجہ سے کوئی قانون نافذ نہیں ہوتا
تھا، راجہ اور اس سے کمتر درجہ کے لوگ
جو بھی کسی فریضہ اور امر واجب کی ادائگی
سے گریز اور انحراف کرتا ہے، اس مسئلہ
میں برابر ہیں، راجہ نے جب یہ صورت حال
دیکھی تو عود، صندل اور تیل منگوایا

فارموا نفوسھم معہ فاحترق	اور ایک گڑھا کھدوا کر اس میں ان سب
فذلك الیوم نحو الفی نفس معہ	کو ڈال کر آگ لگا دی ......
......	......
...... وکان اصل ذلک	پھر خود بھی اس میں کود کر جل گیا، اسی
قولہ للببغا انا بلاوجرک۔	طرح بلاوجریہ (راجہ کے متبعین) اور
	بلاوجریہ کے بلاوجریہ (یعنی متبعین کے
	متبعین) نے بھی اس کے ساتھ اپنے کو آگ
	میں جھونک دیا، اس طرح اس دن
	تقریباً ۲ ہزار اشخاص اس کے ساتھ
	آگ میں جل کر مر گئے، اور اس کی اصلی
	وجہ بس وہی بات "انا بلاوجرک"
	تھی جو راجہ نے طوطے سے کہی تھی[1]۔
وحدثنی ان الملوک بسرندیب	مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ لنکا اور
ومن یجری مجراھم یحملون فی	دوسرے مقامات کے راجوں مہاراجوں
الھند بل وھو مثل محفۃ علی	اور اس درجہ کے اور لوگوں کا قاعدہ ہے
اعناق الرجال ومعہ کوندۃ	کہ وہ ہنڈول (ڈولی) میں آدمیوں

[1] مصنف نے اس حکایت کی جو بنیاد قرار دی ہے، وہ صحیح نہیں معلوم ہوتی، تاہم اس کے اندر بعض باتیں صحیح بھی ہیں، اور اُن سے ہندوستان کی ایک قدیم رسم ورواج کا پتہ چلتا ہے، اس لئے پوری حکایت نقل کردی گئی ہے۔ (ضیاء الدین)

من ذهب فيه ورق التانبول
وهو يحمله غلام آخر و
الغلمان والاصحاب معه و
يطوف في البلد او يمضي في
حاجته وهو يمضغ التانبول و
يبصق في المبصقة ......

کندھوں پر سوار ہوتے ہیں، اور ہنڈول[51] محفہ[52] جیسی ایک چیز ہوتی ہے۔ اس کے ساتھ سونے کا ایک پاندان ہوتا ہے جس میں پان اور اس کے لوازمات ہوتے ہیں۔ پاندان ایک لڑکا لے کر چلتا ہے، دوسرے آدمی اور لڑکے اس کے ساتھ چلتے ہیں، اس طریقہ سے راجہ پورے شہر کا چکر لگاتا، اور اپنی ضرورتوں کے لئے نکلتا اور پان چبایا جاتا ہے اور پیک اگالدان میں ڈالتا جاتا ہے۔

وحدثني ان الواحد من
الهند يتغوط و ينزل الى التلاج
وهو بركة الماء المنصب من
الجبال والصحارى في اوان الامطار
والسيول حتى يغتسل فيه ويستنجي
فاذا تنظف تمضمض بالماء و
خرج من التلاج فمج الماء من

راوی کا بیان ہے کہ ہندوستانیوں کا قاعدہ ہے کہ جب کوئی قضائے حاجت سے فارغ ہو کر میدانوں اور پہاڑوں کے نالابوں میں جہاں سیلاب اور بارش کے زمانہ میں پانی جمع ہوجاتا ہے، استنجا کر لیتا ہے، تو اس کے بعد کلی بھی کرتا ہے لیکن کلی کا پانی تالاب سے باہر خشکی میں

---

[51] یہ رسم اب بھی پائی جاتی ہے گو بہت کم،

[52] ڈولی ہی کی قسم کی عورتوں کی مخصوص سواری ہوتی ہے،

فیه الی الارض لان عندهم
اذا جر الماء من فیه الی التلاج
افسده،

وحدثنی بعض من دخل
الهند انه رأی بکنبایت الواحد بعد
الواحد یجئی الی الخور لیغرق نفسه
فیعطی الاجرة لمن یغرقه
یتخوف ان یدرکه الخوف او
الجزع او یبدو له فی تغریق
نفسه فیعطی الاجرة لمن
یضع یده فی قفاه و یغطه
فی الماء حتی یتلف وان صاح
او استعفی او سئله ان
یطلقه لم یفعل،

گراتا ہے، کیونکہ ان کے عقیدہ میں جو کہ
اگر منھ کا پانی تالاب میں گر گیا تو سارے
تالاب کا پانی خراب ہو جائے گا،[۵۱]

ہندوستان جانے والے ایک
سیاح نے بیان کیا کہ اس نے کھمبایت
میں لوگوں کو دیکھا کہ وہ یکے بعد دیگرے
خلیجوں میں داخل ہو کر ڈوب جاتے
ہیں، اور جو لوگ انھیں ڈبانے میں حصہ
لیتے ہیں، ان کو اجرت دیتے ہیں،[۵۲]
کیونکہ انھیں اپنے کو خود ڈبانے میں
خوف، گھبراہٹ، اور جھجک پیدا ہونے
کا اندیشہ رہتا ہے، اس لئے وہ ایسے
آدمی کو اجرت دیتے ہیں جو کندھے پر
ہاتھ رکھتا، اور اسے پانی میں ڈبا کر
ہلاک کر دیتا ہے، (چنانچہ یہ غرق

---

۵۱ ہندو قوم اس معاملہ میں واقعی بڑی محتاط ہے لیکن اب غالباً خال خال لوگ ہی ایسا کرتے ہوں گے (ض)

۵۲ یعنی خود ہی شوق و ذوق سے اپنے کو ڈبا دیتے تھے، لیکن بعض کمزور قسم کی طبیعت رکھنے والے یہ حوصلہ و امنگ تو ضرور رکھتے تھے، مگر عین موقع پر ان سے بزدلی اور گھبراہٹ ظاہر ہونے لگتی، اس لئے وہ ایسے لوگوں کو بقیمت تلاش کرتے تھے، جو انھیں ڈبا دیا کریں۔ (ض)

(ص ۱۲۳)

کرنے والے اسے پانی میں اس طرح ڈبا دیتے ہیں کہ وہ ہلاک ہو جاتا ہے اور وہ اس کی پرواہ نہیں کرتے کہ ڈوبنے والا چیخ رہا ہے یا معذوری اور چھوڑ دینے کی خواہش کر رہا ہے،

وحدثني ان جميع اهل قصور ولامري وكله وقاقلة وضفين وغيرهم ياكلون الناس الا انهم لا ياكلون الا اعداءهم من طريق الغيظ عليهم وليس يأكلونه من طريق الجوع ويقيدون لحم الانسان ويصنعونه من انواع الصنعة شاء الالوان و ينقلوا به الى الخمر،

راوی نے بیان کیا کہ قصور، لامری کلہ، قاقلہ اور ضفین[51] کے تمام باشندے آدمیوں کو کھا جاتے ہیں، مگر صرف اپنے دشمنوں ہی کو غصہ کی حالت میں کھاتے ہیں، وہ شکم سیری کے لیے یا بھوک سے مجبور ہو کر نہیں کھاتے، یہ لوگ آدمیوں کے گوشت کا قیمہ کر کے خوب اچھی طرح پکا کر شراب کے ساتھ کھاتے ہیں،

(ص ۱۲۶ و ۱۲۷)

وحدثني بعض من دخل الهند انه سمع ان الادماس[52]

ہندوستان کی سیر و سیاحت کرنے والے ایک شخص نے بیان کیا کہ اس نے سنا ہے کہ

---

۵۱ قصیر اور کلہ پر نوٹ تحریر کیا جا چکا ہے ضفین شاید ضفت ہو اور لامری اور قاقلہ بھی اسی اطراف و نواح کے علاقے ہوں گے ۵۲ و فی بعض النسخ الادماس "بالواو" وهو الصواب ، (ف)

الجيد النادر المرتفع يجلب من نواحي قشمير، (ص ۱۲۸)

عمدہ بیش قیمت اور نایاب ہیرا کشمیری علاقوں سے آتا ہے،

حدثني يونس بن مهران السيرافي التاجر وقد كان دخل الزابج قال رأيت في البلد الذي فيه مهراجا الملك بالزابج من الاسواق العظيمة مالا يحصى وعددت في سوق الصيارف بهذا البلد ثمان مائة صيرفي سوى الزابج وعمارتها وكثرة البلدان والقرى فيها مالا يقع عليه وصف (ص ۱۳۰)

مجھ سے یونس بن مہران سیرافی سوداگر نے بیان کیا جو جزیرۂ جاوا گئے تھے، کہ وہاں مہراج[۵۱] کے شہر جاوا کے بازار میں دوکانیں بے شمار تھیں، اور صرف صرافہ کی دوکانیں ۸۰۰ تھیں اس کے علاوہ وہاں کی عمارت، شہر اور گاؤں غیر حد و بیان سے باہر ہیں،

وحدثني من اثق لقوله انه شاهد ببعض بلاد الهند رجلين ..... وحفر كل واحد منهما بئرًا[۵۲] وملأها بعد ان قامر فيها على رجله سرجينا وجعل

مجھ سے ایک قابل اعتماد آدمی نے بتایا کہ اس نے ہندوستان کے کسی شہر میں دو آدمی دیکھے ..... انھوں نے ایک کنواں کھودا اور اس میں ہیروں کے بل کھوٹے ہونے کے بعد اپنے بھر دئے

---

[۵۱] مہراج یعنی ولبھ راے، بزرگ بن شہریار کے زمانہ میں اکال ورش کرشن دوم (۸۸۰ تا ۹۱۲ء) تھا۔

[۵۲] لكن في الاصل والصواب ان يكون بئرًا (ض)

فيه نار ووسطا بينهما نوذا و
جعلا يلعبان بها ويمضغان التانبول
ويغنيان والنار تعمل فيهما من
اسفل الى ان بلغت النار الى
قلوبهما فطفيا ولم يظهر منهما
تألم ولا تغير......

(ص ۱۴۱ - ۱۴۲)

وحدثني عبد الواحد بن
عبد الرحمن الفسوي وهو ابن
اخي ابي حاتم الفسوي وقد سافر
سنين كثيرة في البحار ان الهند
كانت تشد شعورها مثل القلانس
على الرؤس وكانت سيوفهما
مستقيمة قائمة نوقع بين طائفة
منهم وبين طائفة اخرى حرب
فاستظهرت احداهما على الاخرى
فتحكموا عليهم وقالوا انا نرجع

پھر اس میں آگ لگائی اور اپنے سامنے چوسر
رکھ کر کھیلنے، پان چبانے اور گانے بجانے لگے،
آگ بھی نیچے سے اپنا کام کر رہی تھی، یہاں تک
کہ بھڑک کر ان کے سینوں تک پہنچ گئی،
اور وہ دونوں جل بجھ گئے، مگر ان سے
کسی قسم کا درد و کرب اور اضطراب نہیں
ظاہر ہوا،......

عبدالواحد بن عبدالرحمن فسوی نے
جو ابو حاتم فسوی کے بھتیجے اور برسہا برس
تک سمندروں کی سیر و سیاحت کر چکے
تھے، مجھے بتایا کہ اہل ہند[1] ٹوپیوں اور
پگڑیوں کی طرح اپنے سروں پر بالوں
کی چوٹیاں باندھ لیتے ہیں، اور ان کی
تلواریں نہایت سیدھی اور بالکل کھڑی
ہوتی ہیں، ایک مرتبہ دو جماعتوں میں آپس
میں جنگ ہو گئی، اور ایک نے دوسری
کو مغلوب کر لیا، اور مفتوح جماعت سے

---

[1] اس زمانہ میں بھی سادھو اور اس قسم کے دوسرے تپسیا اور ریاضت کرنے والے لوگ ایسا کرتے ہیں

(ض)

عنکم الا ان تجعلوا شعورکم
ساجدة لشعورنا وسیوفکم
ساجدة لسیوفنا فصارت الفرقة
المستظهرة علیها تشد شعورها
منکوسة وسیوفهم مقوسة
وهو القراطل فالرسم باق
الی الیوم علی هذا فی تلک الطوائف

(ص ۱۴۸-۱۴۹)

وببلاد الهند لصوص عجبیٔ
منهم جماعة من بلد الی بلد
فیعبثون علی التجار المدسرین
اما غریب واما هندی فیقبضون
علیه فی بیته او فی السوق او
فی الطریق ویجردون فی وجهه
السکاکین ویقولون له اعطنا
کذا وکذا والا قتلناک فان
تقدم الیهم احد منعهم من
... الرجل او سلطان قتلوه ولم

کہا کہ ہم اسی شرط پر تمہارے یہاں سے
واپس جائیں گے کہ تمہارے بال اور
تلواریں ہمارے بال اور تلواروں کے
سامنے سرنگوں ہو جائیں، چنانچہ مغلوب
گروہ نے اپنے بال الٹے باندھے اور
تلواریں کج کریں، اور اس جماعت
میں اب تک یہ رسم چلی جا رہی ہے۔

ہندوستان میں ایسے چور ہوتے ہیں
جو ایک شہر سے دوسرے شہر جاکر مالدار
تاجروں کو خواہ وہ پردیسی ہوں یا ہندوستانی
تاک میں رہتے ہیں، اور انھیں ان کے
گھروں، بازاروں یا راستوں میں پکڑ
لیتے ہیں اور ان کو چھرا دکھا کر ڈراتے
دھمکاتے ہیں کہ اتنی رقم دیدو ورنہ تم کو
قتل کر ڈالیں گے، اس حالت میں جو
آدمی بھی خواہ سرکاری ہی کیوں نہ ہو
اگر مزاحمت اور روک ٹوک کیلئے ...

يباتوا عنده ان يقتلوا ويقتلوا
هم انفسهم بعده كل ذلك عندنا هم
سواء اذا طالبوا الانسان لم
يسع احداً ان يكلمهم ولا
يتعرض ليصرفوا من نفسه و
يمضي معهم فيلبس حيث شاؤا
من سوقه او داره او دكانه
او في بستانه فيجمع لهم المال
الذي قد طلبوه عليه والمتاع
وهم مع ذلك يأكلون ويشربون
وسكاكينهم مجردة فاذا جمع ما
واتفقوا عليه احضر من يحمله
معهم ومضى وهم يحفظون به
حتى يبلغون اماكنهم الذي
يأمنون فيها على انفسهم فيطلقونه
من هناك ويأخذون المتاع
والمال،

(ص ۱۵۱-۱۵۲)

بڑھتا ہے تو اسے قتل کر دیتے ہیں، اور ان
کو اس کی مطلق پرواہ نہیں ہوتی کہ قتل
کرنے کے بعد وہ خود بھی قتل کر دیئے جائینگے،
کیونکہ مارنا اور مر جانا ان کے نزدیک برابر
ہے، اس لئے وہ جب کسی آدمی سے اس قسم
کا مطالبہ کر دیتے ہیں، تو پھر اپنی جان کے
خوف سے اس کے لئے کچھ کہنے سننے یا رکنے
کرنیکا موقع نہیں رہتا، بلکہ جہاں بھی وہ چاہتے ہیں
اس کے گھر، دکان بازار یا باغ وغیرہ
میں جاکر وہ شخص بیٹھ جاتا ہے۔ اور ان
کے لئے مال و متاع مہیا کرنے میں مصروف
ہو جاتا ہے اور اس درمیان میں ڈاکو کھاتے
پیتے اور چھریاں نکالے رہتے ہیں، جب
ان کی مطلوبہ رقم جمع ہو جاتی ہے تو
ایک آدمی اسے لیکر ان کے ساتھ پہنچانے
جاتا ہے، جب یہ لوگ راستہ میں چاروں
طرف سے گھیرے رہتے ہیں، پھر جب
وہ اپنے مامون و محفوظ مقام پر پہنچ
جاتے تو اسے چھوڑ دیتے اور مال و متاع

محمد بن مسلم سیرافی کا جو تخمیناً ۲۰	وحدثني محمد بن مسلم
سال سے زیادہ مقیم ہندوستان میں	السيرافي وكان مقيما ببلادها
اکثر ملکوں کی سیر و سیاحت اور وہاں	نيفا وعشرين سنة وتردد في
کے باشندوں کے احوال و معاملات سے	اكثر بلاد الهند وعرف
خوب واقف تھا بیان ہے کہ بارہ	احوال اهلها ومعاملتهم معرفة
پر مشتمل ڈاکوؤں کا ایک گروہ صیمور آ	جيدة ان اثني عشر نفسا
تھا وہاں ان ڈاکوؤں نے ایک بنیا کو	جاؤا الى صيمور وناس تفقدوا
تاڑ کر لیا جس کا باپ بڑا دولت مند	في سرين من التجار حسن ي
تھا اور اس نے بڑی محنت اور	ساب يملك مالا عظيما ولاب
جفاکشی سے یہ دولت حاصل کی تھی	شديد الحسد به لا ولد له
اور اس کے بھی ایک لڑکا تھا جس	سواه فتقبضوا عليه في وسط
کو انہوں نے گھر میں گھس کر پکڑا اور	منزله ودخلوا بعشرة آلاف
اور اس سے دس ہزار یا اس کے لگ	دينارا ونحو ذلك وكان هذا
بھگ اشرفیاں مانگ رہے تھے لیکن	المبلغ يسيرا لابوه فوجه الى
باپ کے لئے یہ معمولی رقم تھی اور لڑکے نے	ابيه يسئله ما نزل به ويسئله
یہ سمجھ کر مال باپ کے پاس کہلا بھیجا	ان يفتديه ويخلصه منهم
کہ وہ رقم دے کر ان ڈاکوؤں کے	فجاء اليهم فكلمهم ورفق
پنجے سے اس کو چھڑا دے یہ سن کر باپ	بهم ليأخذوا منه الف دينارا
فوراً آیا اور ان سے نرمی اور لجاجت سے	او نحو ذلك فلم يرضوا فقالوا له

عربی	اردو
فاخذ الاعشرة آلاف دينار	کہا کہ ایک ہزار کے قریب اشرفیاں لیکر
فلما رأهم على هذه الحالة	لڑکے کو چھوڑ دیں مگر ڈاکوؤں نے انکار
مضى الى الملك فعرفه القضية	کیا، اور کہا کہ ہم دس ہزار لئے بغیر نہ
وقال هذا شئ لاده وأله فه	چھوڑیں گے، باپ یہ کیفیت دیکھ کر راجہ
فتالم بقيح بقواء القوم لكاته	کے پاس آیا، اور اسے صورت حال سے
لم يكاد[1] احد ان يقدر عندكم	مطلع کیا، اور کہا کہ اس کا سوائے اس
فقال له كيف نصنع وان كلمناهم	کے کوئی علاج نہیں کہ ان ڈاکوؤں
قتلوا ابنك فقال له كيف العمل	کو قرار واقعی سزا دیجائے، بغیر اس کے
قال قتلهم سهل على وانما اخاف	کوئی شخص کیسے آپ کی سلطنت میں
ان يقتلوا ابنك ولا ولد لك	رہ سکتا ہے، راجہ نے کہا اس وقت
غيره فقال ما ابالي هؤلاء	ہم کیا کر سکتے ہیں، اگر ان سے بات چیت
يطلبون مالا عظيما ولا يجوز	کریں تو وہ تمہارے بیٹے کو قتل کر دینگے
لي ان افقر نفسي واخلص لده	باپ نے کہا پھر آخر کیا صورت ہوگی؟
باى وجه ايها الملك تجمع الخشب	راجہ نے کہا انھیں قتل کر دینا تو آسان
حول الدار وتشعل بالنار بهما	ہے لیکن خطرہ یہ ہے کہ وہ تمہارے
بالنار عليهم فقال له تحترق	اکلوتے لڑکے کو قتل کر ڈالیں گے
ابنك وعيالك فقال احترقهم	سوداگر نے جواب دیا، اس کی پرواہ
اهون عندي من ذهاب مالي	نہیں، یہ لوگ اتنی بڑی بھاری رقم
فوجه الملك وسد باب الرجل	کا مطالبہ کر رہے ہیں کہ میں لڑکے کو

---

[1] کذا بالاصل والصواب لم يكد،

وضرم الباب بالنار فاحترق القوم وولده وعياله وجميع ما كان في الدار،

بچانے کے لئے اپنے کو محتاج نہیں بنا سکتا۔ اس لئے ہم مکان کے چاروں طرف لکڑیاں جمع اور دروازہ بند کرکے گھر میں آگ لگا دیں گے، راجہ نے کہا مگر تیرا لڑکا اور گھر والے بھی تو جل جائیں گے، اُس نے جواب دیا میرے لئے ان کا جل جانا مال چلے جانے سے زیادہ آسان ہے، یہ سُن کر راجہ خود اس کے مکان پہنچا، اور دروازہ بند کرکے اس میں آگ لگوادی، اور ڈاکوؤں کے ساتھ اُس کا لڑکا گھر کے اور لوگ اور سارا اثاثہ سب جل گیا،

قيل ان في بلاد الهند الى الآن على الرسم في احراق الشيوخ والعجائز باق، (١٥٢-١٥٣)

کہا جاتا ہے کہ ہندوستان کے بالائی علاقوں میں بوڑھوں، اور بوڑھیوں کو جلادینے کی رسم ابھی تک جاری ہے،

ذكرت في فصل قبل هذا امر عباد الهند وزهادهم وهم عدة اصناف منهم البيكور واصلهم من سرنديب

اس سے پہلے ایک فصل میں ہم ہندوستان کے عابدوں (پجاریوں) اور زاہدوں (سنیاسیوں اور جوگیوں) کا تذکرہ کرچکے ہیں، اُن کی چند قسمیں ہیں۔

وهم يحبون المسلمين ويميلون
اليهم ميلا شديداً وهم في
الصيف عراة حفاة لا يسترون
بشيء وربما جعل الواحد منهم
على سوءته خرقة اربع اصابع
في مثل ذلك مشدود بخيط
في الوسط وفي الشتاء يتشحون
بالحصر الحشيشية ومنهم من
يلبسون الازار مرقعا من
كل لون على لون البرقعة
للشهرة ويلوثون ابدانهم
برماد عظام الموتى من الهند
الذين احرقوا ويحلقون رؤسهم
وينتفون لحاهم وشواربهم
ولا يحلقون شعر العانة ولا
شعر الابطين وفي الاكثر يقلمون[3]
اظفارهم. ومع الواحد منهم

ایک قسم کو بیکور[1] کہتے ہیں، جو اصل میں لنکا
کے باشندے ہیں، یہ مسلمانوں سے بہت
محبت کرتے ہیں، اور ان کی طرف بڑا
میلان رکھتے ہیں، یہ گرمی کے موسم میں
بالکل ننگے بدن اور ننگے پیر رہتے ہیں،
کبھی کبھی کوئی سادھو صرف چار
انگل کی لنگوٹی ایک ڈوری میں لگا کر
کمر میں باندھ لیتا ہے، اور یہ لوگ جاڑوں
میں گھاس کی چٹائیاں اوڑھ لیتے ہیں
اور بعض مختلف رنگوں کے چھوٹے چھوٹے
ٹکڑوں سے سلی ہوئی لنگی باندھ لیتے
ہیں اور جسم پر مردوں کی جلی ہوئی
ہڈیوں کی راکھ مل لیتے ہیں، اور سر کے
بال منڈاتے اور داڑھی اور مونچھ
کے بال اکھاڑ لیتے ہیں، لیکن بغل
اور زیر ناف کے بال نہیں بناتے،
اور بیشتر لوگ ناخن[2] کٹواتے ہیں، اور

[1] غالباً یہ وہی لوگ ہیں جنہیں ابوزید حسن اور بالآخر مقدسی نے بیکہ جبین اور کہیں بیکہ نتین کہا ہے یعنی بدھ فقیر اور بھکشو، [2] اصل کے مطابق ترجمہ کر دیا گیا لیکن غالباً مصنف یہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ اکثر لوگ ناخن نہیں کٹواتے، (ض) [3] کذا بالاصل ولعلہ "لا یقصون" (ض)

تحف راس انسان میت فیه
یاکل ویشرب علی سبیل الاتعاظ
بذلک والتواضع،
وکان اصل سرندیب وما
ولاها[1] لما بلغهم خروج النبی صلعم
فارسلوا رجلا فهیما منهم
وامروه ان یسیر الیه فیعرف
امره وما یدعوا الیه فعاق
الرجل عوایق ووصل الی المدینة
بعد ان قبض رسول الله صلعم
وتوفی ابوبکرؓ ووجد القائم بالامر
عمر بن الخطابؓ فسأله عن امر
النبی صلعم فشرح له وبین و
رجع فتوفی الرجل بنواحی بلاد
مکران وکان مع الرجل غلام
له هندی فوصل الغلام الی
سرندیب وشرح لهم الامر
وما وقفا علیه من امر النبی

ہر ایک کے گلے میں مردہ انسان کی ایک
کھوپڑی ہوتی ہے، اور عبرت اور
خاکساری کے لئے اسی میں کھاتے پیتے ہیں
لنکا اور اس کے آس پاس والوں
کو جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت
کی خبر ہوئی تو انھوں نے اپنی قوم
کے ایک سمجھدار اور ہوشیار آدمی کو
بھیجا کہ وہ آپکے پاس جاکر آپ کا حال
اور جس چیز کی آپ دعوت دیتے ہیں
اس کو معلوم کرے، لیکن اس آدمی
کو رکاوٹیں پیش آگئیں اور وہ اس
وقت مدینہ پہنچا جب رسول اللہ صلعم
اور حضرت ابوبکرؓ دونوں وفات
پا چکے تھے، اور حضرت عمرؓ مسند آرائے
خلافت تھے، چنانچہ اس نے حضرت
عمرؓ سے رسول کریمؐ کے حالات دریافت
کئے آپ نے پوری تفصیل سے بیان
کئے مگر جب یہ آدمی واپس ہوا تو مکران

---

[1] کذا فی الاصل وهو ما والاها، (ض)

وانی بکؤ وانهم وجد واصحاب
النبی صلعم عمر بن الخطاب ث
وصف لهم تواضعه وانه
کان یلبس مرقعة ویبیت فی
المساجد تواضعهم لاجل
ماحکا لهم ذلک الغلام ویلبسهم
الثیاب المرقعة لما ذکره من
لبس عمرؓ المرقعة وحبهم للمسلمین
ومیلهم الیهم لما فی قلوبهم مما
حکاه ذلک الغلام عن عمرؓ،

کے علاقہ میں اس کا انتقال ہو گیا،
اس کے ہمراہ ایک ہندو لڑکا بھی گیا
تھا، اس نے لنکا پہنچکر سب حالات
بیان کئے، اور نبی اکرمؐ اور حضرت ابو بکرؓ
کے متعلق جو کچھ واقفیت حاصل ہوئی تھی
سب بیان کیا، اور بتایا کہ اس کی ملاقات
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی
اور قائم مقام حضرت عمرؓ سے ہوئی اور
اُن کی خاکساری کا حال بھی بیان کیا
کہ وہ پیوند لگے ہوئے کپڑے پہنتے ہیں۔
اور رات مسجد میں گذار دیتے ہیں، انہی
واقعات کو سنکر اور اس کے اثر سے
یہ لوگ تواضع و خاکساری کے لئے پیوند
لگے ہوئے کپڑے پہنتے ہیں اور مسلمانوں
سے بھی محبت کرتے ہیں، اور اُن کی طرف
میلان رکھتے ہیں،

وفی مذهب اهل الهند
ان الشراب علی الرجال حرام
وهو للنساء حلال ومن الهند

ہندوؤں کے مذہب میں مردوں
کے لئے شراب مطلقاً حرام اور عورتوں
کے لئے جائز ہے لیکن بعض لوگ مخفی

فی حوائج اربابھا وان الفیل
یدفع الیہ الوعاء الذی یشتری
فیہ الحوائج وفیہ الودع وھو
نقد القوم وانموذج الحاجة
کائنا ما کانت فیکون محصو
فی الوعاء شیٔ من ذلک الجنس
والنقد ویمضی الی البقال فاذا
رأہ البقال نزل من جمیع شغلہ
ولو کان علی راسہ من یشتری
منہ کائنا من کان واخذ الوعا
من الفیل فعد الذی فیہ ونظر
ما یرید بانموذج متاعہ دفع
الیہ اجود ما عندہ من ذلک
النوع باسر قیمة ولو یستزیدہ
فیزید لاد ربما عد الباعة
الودع فغلط فیہ یشوشہ
الفیل بخرطومہ فیعد البقال
عدة ثانیة ویمضی الفیل
بما اشتراہ الی ربہ استقلہ صاحبہ

دیکھے ہیں جو اپنے مالکوں کے کام اور ان
کی ضروریات انجام دیتے تھے، اس کا
طریقہ یہ تھا کہ ہاتھی کو وہ جھولا دیدیا
جاتا تھا جس میں ضرورت کی چیزیں
خریدی جاتی تھیں، اسی میں کوڑیاں
رکھدی جاتیں، اور وہی ان لوگوں
کا رائج الوقت سکہ تھا، اور جو چیز مطلوب
ہوتی، اس کا نمونہ بھی رکھ دیا جاتا، ہاتھی
اسے لیکر بنیے کی دوکان جاتا، جیسے ہی
بنیا ہاتھی کو دیکھتا، تو کل کام چھوڑ کر
خواہ کسی درجہ کے گاہک بھی ہوں
اور اس کے سر ہی پر کھڑے ہوں، ان
سب کو چھوڑ کر ہاتھی سے جھولا لیتا
- کوڑیاں شمار کرتا، اور اس میں جو
نمونہ رکھا ہوتا اسے دیکھ کر اس کے
مطابق جو بہتر سے بہتر چیز اس کے
پاس ہوتی سستی سے سستی قیمت
میں دیتا اور اگر ہاتھی کچھ زیادہ چاہتا
تو اور بڑھا دیتا، اگر کبھی دوکاندار

فيضربه فيعود الى البقال فيشوش
متاعه ويخلط بعضه ببعض
فاما ان يريده او يرد عليه
الودع وان الفيل الذى هذه
صورته يكنس ويرش ويبرق
الارض بمدقة يأخذها بخرطومه
فيدق ورجل يجيء عليه الارض
ويطحن الارض ويستقى الماء و
ذلك انه يأخذ الوعاء الذى
يستقى فيه الماء وفى الوعاء
حبل مشدود ويدخل خرطومه
فيه ويحمله ويقضى جميع الحوائج
ويركبه صاحبه فى حوائجه
البعيدة ويركبه الصبى ويمضى
عليه الى الصحراء فيقطع الحشيش
وورق الشجر بخرطومه و
يدفعه الى الصبى فيجمعه
فى وعاء معه ويحمله فيكون
ذلك طعامه وانه اذا كان

کوڑیاں شمار کرنے میں غلطی کرتا تو ہاتھی
اپنی سونڈ سے اسے تنبیہ کرتا، اور بنیا دوبارہ
شمار کرتا پھر ہاتھی خریدا ہوا سامان لیکر
گھر واپس جاتا، اگر یہ سامان مالک کو
کم معلوم ہوتا تو وہ ہاتھی کو مارتا اور
وہ پھر یہ سامان لے کر بنیے کے پاس
واپس جاتا، اور اس کو بنیے کے سامنے
الٹ پلٹ دیتا، بنیا یا تو اس کا مقصد
پورا کر دیتا، ورنہ کوڑیاں گن کر واپس
کر دیتا، جس ہاتھی کا ذکر کیا جا رہا ہے
وہ جھاڑو بھی دیتا ہے، پانی بھی چھڑکتا
ہے، اور موسل سونڈ میں لے کر دھان
کوٹتا ہے، ایک آدمی ہاتھی کے سامنے
دھان جمع کرتا جاتا ہے، وہ اس کو کوٹتا
جاتا ہے، پانی بھی لاتا ہے اور اس طرح کہ
پانی بھرنے کا ڈول جس میں رسی بندھی
ہوتی ہے اپنی سونڈ میں لے کر جاتا ہے
اور پانی بھر کر مالک کے لئے
لاتا ہے، اس طرح وہ تمام ضروریات

علی هذه الصفة یبلغ مالاعظیما

وقیل عشرة آلاف درهم

(ص ۱۶۳ تا ۱۶۵)

پوری کرتا ہے جب مالک کو دور دراز سفر
کرنا ہوتا ہے تو اسی پر سوار ہو کر جاتا ہے
بچے اس پر سوار ہوتے ہیں اور اسے لیکر
جنگل جاتا ہے اور اپنی سونڈ سے گھاس
اکھاڑ کر اور درخت کی پتیاں توڑ کر بچے کو
دیتا جاتا ہے، بچہ اسے کسی چیز میں رکھتا جاتا
ہے یہی اس کے چارہ کا کام دیتا ہے اس
قسم کے سدھائے ہوئے ہاتھی بڑے بیش
قیمت ہوتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ ہزار
درم تک اسکی قیمت ہوتی ہے

مسعودی

(المتوفی ۳۴۶ھ مطابق ۹۵۷ء)

مسعودی کا نام علی بن حسین بن علی، کنیت ابوالحسن اور وطن بغداد تھا، اور چونکہ مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے اس کا خاندانی سلسلہ ملتا ہے، اس لئے مسعودی کہلاتا ہے،

یہ ایک بلند پایہ مورخ جغرافیہ نویس اور سیاح کی حیثیت سے مشہور ہے، اس نے اپنی عمر کے پچیس سال سیر و سیاحت میں گذار دیئے، اس نے اپنے وطن بغداد سے سفر شروع کیا، اور عراق، شام، آرمینیا، روم، (ایشیائے کوچک) افریقہ، سوڈان اور حبش کے علاوہ چین، تبت، ہندوستان اور لنکا بھی آیا، اور ہندوستان، چین، عرب، حبش، ایران اور روم کے دریاؤں کی بھی سیر کی ہے، اس نے جو بعض تاریخی اور جغرافی معلومات تحریر کئے ہیں، وہ اس سے پہلے مورخین اور جغرافیہ نویسوں کے یہاں نہیں ملتے، اس کی متعدد ضخیم کتابوں میں صرف دو تاریخی کتابیں موجود ہیں، مروج الذہب و معادن الجوہر اور التنبیہ والاشراف، مروج الذہب، نہایت پر معلومات اور مفید تصنیف ہے، اور اگرچہ وہ اسلام کی تاریخ ہے، لیکن اس کے مقدمہ میں دنیا کی تمام قوموں کی اجمالی تاریخ ہے، اس سلسلہ میں ہندوستان کا ذکر اور یہاں کے شہروں اور دریاؤں کے متعلق اس میں بڑے مفید معلومات موجود ہیں، مسعودی نے اسے ۳۳۲ھ مطابق ۹۴۳ء میں سیر و سیاحت ختم کرنے کے بعد لکھا تھا، اور وہ مصر سے کئی بار اور پیرس سے ۹ جلدوں میں ۱۸۶۱ء میں فرنچ ترجمہ کے

الرّیاح فی بلاد الھند فیقال
واللہ اعلم ان علۃ کون الطیب
بارض الھند من ذلک الورق
وقیل غیر ذلک ولذلک خصت
ارض الھند بالعود والقرنفل
والافاویہ والمسک وسائر
الطیب وکذلک الجبل لمعت
علیہ الیواقیت واحجار الماس
وفی جزائرہ السباذج وفی
قعر ہ مغائص اللؤلؤ
(ص ۶۰ و ۶۱)

جن سے حضرت آدمؑ نے ستر پوشی کی تھی
اور وہ جب خشک ہو گئیں تو ہواؤں
نے اسے اڑا کر پورے ہندوستان میں
پھیلا دیا، اور غالباً اسی لئے کہا جاتا ہے
اور خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ صحیح بات
کیا ہے کہ انہی پتیوں کی وجہ سے ہندوستان
میں خوشبو اور عطر وغیرہ پائے جاتے
ہیں، اس کی اور وجہیں بھی بیان کی
جاتی ہیں، اسی لئے سرزمین ہند عود
لونگ، خوشبوؤں، مشک، اور دوسرے
قسم قسم کے عطر کے لئے خاص ہے
اسی طرح یہاں کے پہاڑوں
پر یاقوت اور ہیرا، جزیروں
میں سنباذج[1] اور سمندروں کی گہرائیوں
میں موتی چمکتے ہیں،

(بقیہ حاشیہ ص ۲۲۳) جس مقام پر یہ پہاڑ واقع ہے۔ اس کا نام دجناو بیان کیا جاتا ہے، مولانا سید سلیمان ندوی مرحوم لکھتے ہیں کہ شاید دکھنا' (دکھن یعنی جنوبی ہند ۔۔۔۔۔۔ کی بگڑی ہوئی شکل ہے ۔ (ض)

[1] یہ ایک قسم کا پتھر ہے جس سے تلواروں اور دانتوں کو صاف کیا جاتا ہے (قاموس جلد اول)

وانجت الذين وصلوا الغاية تأمل
شأن هذا العالم وبدأه ان الهند
كانت في قديم الزمان الفرقة
التي فيها الصلاح والحكمة وانه
لما تجيلت الاجيال وتحزبت
الاحزاب حاولت الهند ان
تضم المملكة وتستولي على الحوزة
وتكون الرياسة فيها فقال كبراؤهم
نحن كنا اهل البدء وفينا التناهي
ولنا الغاية والصدر والانتهاء
ومنا سرى الاب الى الارض
فلا ندع احدا عاقنا ولا عاندنا
واراد بنا الاغماض الا اتينا عليه
وابدناه او يرجع الى طاعتنا فاجمعت
على ذلك ونصبت لها ملكا
هو البرهمن الاكبر والملك الاعظم
والامام فيها المقدم ظهرت في
ايامه الحكمة وتقدمت العلماء

دنیا کی ابتدا، وانتہا اور اسکی حقیقت و ماہیت پر
دقت نظر کیا تھا غور و خوض کرنیوالے اصحاب علم و نظر
اور ارباب فکر و تحقیق کا بیان ہے کہ قدیم
ترین زمانے میں ہندوستان میں ایسی جماعتیں
موجود تھیں جن میں خیر، صلاح اور حکمت و
دانائی پائی جاتی تھی، اور اس زمانہ میں جب
نوع انسانی اقوام و قبائل میں بٹی ہوئی
تھی تو ہندوستان کے لوگ ملک میں
مرکزیت پیدا کرنے، اس کو ایک اقتدار
کے ماتحت لانے اور حکومت قائم کرنے
میں مصروف تھے، اور ان کے سرداروں
کا خیال تھا کہ ہم ہی سے ابتدا ہوئی
ہے اور ہم ہی پر انتہا ہوگی، اور آغاز و انجام
ہمارے ہاتھ میں ہے، ہمارے کرۂ زمین
میں ادب[1] کی اشاعت ہمارے ملک ہی
سے ہوئی ہے، جو ہماری مخالفت اور ہم
سے عناد کرے گا یا ہمیں نظر انداز کرنے
کی کوشش کرے گا، تو ہم اس پر چڑھ

[1] ہمارے پیش نظر مسعودی کے دو نسخے تھے، اور ان دونوں میں "الاب" لکھا ہے، جس سے مفہوم کی کوئی وضاحت

واستخرجوا الحديد من المعادن
وضربت في ايامه السيوف
والخناجر وكثير من انواع القتال
وشيد الهياكل ورصعها بالجواهر
المشرفة وصور فيها الافلاك
والبروج الاثني عشر والكواكب
وبين بالصورة كيفية العالم
واري بالصورة ايضا كيفية
افعال الكواكب في هذا العالم
احداثها الاشخاص الحيوانية
من الناطقة، وغيرها وبين
حال المدبر الاعظم وهو الشمس
واثبت في كتابه براهين جميع
ذلك وقرب الى عقول العوام
فهم ذلك وغرس في نفوس

دوڑیں گے اور ہلاک کر ڈالیں گے یہاں تک کہ
وہ ہماری اطاعت قبول کرلے، اور یہ
عزم کرکے انھوں نے اپنا ایک بادشاہ
مقرر کیا جو "برہمن اکبر" ملک اعظم اور امام
مقدم کہلاتا ہے، اس کے زمانہ میں علم
وحکمت اور علماء کا دور دورہ تھا لوگوں
نے کانوں سے لوہا نکالا، اسی زمانہ
میں تلواریں، خنجر، اور لڑائی کے دوسرے
قسم قسم کے آلات اسلحہ ایجاد کئے گئے
اور زر وجواہرات سے مرصع محل تعمیر ہوئے
جن میں افلاک، ۱۲ برجوں اور ستاروں
کی تصویریں بنائی گئیں، ان میں عالم
کی کیفیت، ستاروں کی حرکات، اور
عالم پر اُن کے افعال کی اثر اندازی اور
حیوان ناطق[۱] وغیر ناطق میں اُن کے

(بقیہ حاشیہ ص ۲۲۵) نہیں ہوتی تھی، اس لئے خیال ہوا کہ شاید یہ "الادب" ہو، اور اس صورت میں مفہوم بالکل واضح ہوجاتا ہے، مولانا مناظر احسن گیلانی مرحوم نے بھی اسے "الاب" کے بجائے "الادب" پڑھا، اور سمجھا ہے دیکھو ان کی کتاب "ہزار سال پہلے" (ص ۶۶) (ن)

۱؎ حیوان ناطق یعنی انسان اور غیر ناطق یعنی حیوان،

للخواص درایة وهو اعلیٰ من
ذٰلك واشار الی المبدأ الاول
المعطی لسائر الموجودات وجودها
الفائض علیها بجوده فانقادت له
مصالح الدنیا وجمیع الحکماء فاخذوا
فی ایامه کتاب السند هند و
تفسیره دهر الدهور ومنه
فرعت الکتب ککتاب الارجبهد
والمجسطی وفرع من الارجبهد
الارکند ومن المجسطی کتاب
بطلیموس ثم عمل منها بعد
ذٰلك الزیجات واحد ثوا التسعه
الاحرف المحیطة بالحساب الهندی
وکان اول من تکلم فی اوج
الشمس وذکر انه یقیم فی کل
برج ثلثة الاف سنة ویقطع
الفلك فی ستة وثلاثین الف
سنة والاوج الان علی رای

۲۔ تصرفات کی کیفیات بھی واضح کی گئی
تھیں، مدبر اعظم یعنی سورج کا حال بھی
بیان کیا گیا تھا، اور اپنی کتاب میں
اُن کے دلائل بیان کئے اور ان کو عوام
کی فہم سے قریب تر کرنے اور خواص کے
دلوں میں اس سے اونچے پیمانہ پر انکی
فہم و درایت بھی بٹھانے کی کوشش کی گئی
اس میں مبدأ اول کی جانب اشارہ کیا
گیا ہے، جو ساری موجودات کو وجود
بخشنے والا اور اپنے انعامات اور فیاضیوں
سے بہرہ ور کرنے والا ہے، اسی لئے تمام
ہندوستانی برہمن اعظم کے سامنے جھک گئے،
اور پورے ملک میں خوشحالی اور فارغ
البالی آگئی، بادشاہ نے دنیوی سوجھ
بوجھ کی طرف رہنمائی کی، حکماء اور فلاسفہ
کو اکٹھا کیا، اور انھوں نے اس کے
دور میں سدھانت[1] نام ایک کتاب تیار کی،
جس کے معنی دہر الدہور (یعنی زمانوں

[illegible]

---

[1] یعنی سدھانت،

فكان ملك البرهمن الى ان
هلك ثلثماية سنة وستا و
ستين سنة وولده يعرفون
بالبراهمة الى وقتنا هذا والهند
تعظمهم وهم اعلى اجناسهم
واشرفهم لايتغذون[1] بشئ
من الحيوان وفى رقاب الرجال[2]
والنساء منهم خيوط صفر متقلد
بها حمائل السيوف فرقا بينهم
وبين غيرهم من انواع الهند،
(ص ۱۵۲)

برہمنوں کی حکومت ابتدا سے آخر تک
۳۶۶ سال تک رہی، ہمارے زمانہ تک
ان کی اولاد "براہمۃ" کے نام سے مشہور ہے
اور ہندو ان کو عزت وتوقیر کی نظر سے
دیکھتے ہیں، اور فی الواقع یہ اپنے طبقہ کے
اعلیٰ واشرف لوگ ہیں، یہ جانوروں
کا گوشت مطلق نہیں کھاتے، اس قوم
کے مردوں اور عورتوں کی گردن میں تلوار
کے حمائل کی طرح پیلے رنگ کے دھاگے
بندھے ہوتے ہیں، جن کی وجہ سے
وہ ہندوؤں کی دوسری قوموں سے
ممتاز سمجھے جاتے ہیں،

وقد كان اجتمع منهم
فى قديم الزمان وفى ملك البرهمن
سبعة من حكمائهم والمنظور
اليهم منهم فى بيت الذهب
فقال بعضهم لبعض تعالوا

قدیم زمانہ اور برہمنوں کے عہد سلطنت
میں، دانشمندوں کا، اور مفکرین کا بیت
الذہب میں اجتماع ہوا، انہوں نے
کہا کہ ہم سب مل کر غور کرنا چاہئے کہ اس
دنیا کی حقیقت اور اس کا راز کیا ہے

---

[1] وفى نسخة يغتذون وكلاهما فى معنى واحد (ض)

[2] یعنی زنار جسے ہندی میں جنیؤ کہتے ہیں۔

حتی نتناظر فننظر ما قصة العالم
وما سرہ ومن این اقبلنا
والی این نمر ومن اخرجنا
من عدم الی وجود حکمة او
ضد لذلک وهل خالقنا
المخترع لنا والمنشئ لاجسامنا
یجتلب بخلقنا منفعة او هل
یدفع بخلقنا من هذه الدار
عن نفسه مضرة او هل یدخل
علیه من الحاجة او النقص ما
یدخل علینا او هل هو غنی من
کل وجه فما وجه افنائه
ایانا واتلافنا من بعد وجودنا
وسدادنا: (ص ١٥٥)
فقال الحکیم الاول والمنظور
الیه منهما اتری احدا من
الناس ادرک الاشیاء الحاضرة
والغائبة علی حقیقة الادراک
فظفر بالبغیة واستراح الی

ہم کہاں سے آئے ہیں، اور کہاں
جانا ہے، اور ہم کو عدم سے وجود میں
لانے کی کوئی حکمت اور مصلحت ہے یا نہیں،
اور کیا ہم کو اور ہمارے جسموں کو بنانے
اور پیدا کرنے والے کا ہماری پیدائش
میں کوئی مفاد وابستہ ہے، اور کیا ہمیں
اس دنیا سے معدوم کرنے سے وہ اپنے
کسی نقصان کو دور کرنا چاہتا ہے، اور
کیا ہماری طرح اس کی بھی ضرورتیں
ہوتی ہیں، اور وہ بھی ہماری طرح
نقصانات اٹھاتا ہے، یا ان تمام چیزوں
سے وہ بالکل مستغنی اور پاک ہے، پھر
آخر وہ ہمیں وجود بخشنے اور پیدا کرنے
کے بعد کیوں ہلاک کر دیتا ہے؟
پہلے حکیم و فلسفی نے اس کا یہ جواب
دیا کہ کیا آپ کوئی ایسا شخص بتا سکتے
ہیں جس نے موجود اور غیر موجود تمام
چیزوں کا صحیح صحیح ادراک کر لیا ہو،
اور وہ اس مقصد میں کامیاب ہو کر

النفعة، قال الحکیم الثانی لو تناهت
حکمة الخالق فی احد العقول
کان ذلک نقصا فی حکمته و
کان الغرض غیر مدرک و
التقصیر مانعا من الادراک
قال الحکیم الثالث الواجب علینا
ان نبتدی بمعرفة انفسنا
التی هی اقرب الاشیاء منا و
نحن اولی بها و هی اولی بنا قبل
ان نتفرغ الی علم ما بعد عنا
قال الحکیم الرابع لقد ساء وقوع
من وقع موقعا احتاج فیه الی
معرفة نفسه قال الحکیم الخامس
من ههنا وجب الاتصال
بالعلماء المسددین بالحکمة قال
الحکیم السادس الواجب علی
المرء المحب لسعادة نفسه ان لا یغفل
عن ذلک لاسیما اذا کان المقام
فی هذه الدار ممتنعا والخروج

مطمئن بھی ہو گیا ہو، دوسرے نے جواب
دیا کہ اگر کسی عقل و فہم میں باری تعالیٰ
کی حکمت آجائے تو اس سے اس کی حکمت
میں نقص و فتور لازم آئے گا، اور واقعہ
یہ ہے کہ غرض و غایت کا ادراک نہیں
کیا جا سکتا، اور ہماری تقصیر و کوتاہی
صحیح ادراک میں مانع ہے، تیسرے حکیم
نے کہا کہ ان چیزوں کے علم سے پہلے جو
ہم سے دور ہیں ہمارے لئے اپنے نفوس
کی حقیقت سے آگاہ ہونا ضروری ہے
کہ وہ ہم سے سب سے زیادہ قریب
اور ہم دونوں ایک دوسرے کے زیادہ
مستحق ہیں، چوتھے حکیم نے کہا اور کس
قدر غلط بات ہوگی کہ کوئی ایسے مقام
پر پہونچ جائے جہاں اسے اپنے نفس
کی معرفت کی ضرورت پیش آئے،
پانچویں حکیم نے کہا اسی سے معلوم ہوتا
ہے کہ علماء اور ماہرین حکمت سے ربط
و تعلق قائم کرنا ضروری ہے، چھٹے حکیم نے

منها واجبا قال الحكيم السابع
ما ادری ما تقولون غیر انی اخرجت
الی الدنیا مضطرا وعشت فیها
حائرا واخرج منها کارها،
(ص ۱۵۳، ۱۵۴)

کہا جس آدمی کو اپنے نفس کی سعادت
محبوب ہے، اس کو اس کی طرف سے غافل
نہیں رہنا چاہیے خصوصاً اس لئے کہ اسے
دنیا میں ہمیشہ رہنا محال اور یہاں سے
کوچ کرنا یقینی ہے، ساتویں فلسفی نے
جواب دیا کہ تم لوگ جو کچھ کہہ رہے ہو
وہ میری سمجھ سے باہر ہے، البتہ اتنا
جانتا ہوں کہ دنیا میں مجبور بنا کر لایا گیا
ہوں حیران و پریشان زندگی گذار رہا
ہوں، اور زبردستی اس حالت میں دنیا
سے نکالا جاؤں گا کہ اس کا چھوڑنا
مجھے انتہائی ناگوار ہوگا،

فاختلف الهند من سلف
وخلف فی آراء هولاء السبعة
وکل اقتدی بهم ویمم منهجهم
ثم تفرعوا بعد ذلک فی مذاهبهم
وتنازعوا فی آرائهم فالذی
وقع علیه حصر من طوائفهم
سبعون فرقة، (ص ۱۵۶)

پہلے اور بعد کے ہندوستانی ان
ساتوں حکیموں اور پنڈتوں کے آراء
وافکار کے بارے میں مختلف الخیال
ہوگئے، مگر ان سب نے ان کی پیروی
اور ان کے طریقہ کو اختیار کرنا چاہا
اس لئے اُن کے مذاہب وآراء کے
بارہ میں مختلف جماعتیں پیدا ہوگئیں۔

[illegible]

وقد رأيت ابا القاسم البلخي ذكر في
كتاب عيون المسائل والجوابات وكذلك
الحسن بن موسى النوبختي في كتابه
المترجم بكتاب الآراء والديانات
مذاهب الهند وآراءهم و
العلة التي لها ومن اجلها احرقوا
انفسهم بالنيران وقطعوا اجسامهم
بانواع العذاب فلم تعرضا الشيء
مما ذكرناه ولا بما نحو ما وصفناه
وقد تنوزع في البرهمن فمنهم
من زعم انه آدم وانه رسول
من الله الى الهند ومنهم من
زعم انه كان ملكا على حسب
ما ذكرناه وهذا اشهر ولما
هلك البرهمن جزعت عليه الهند
جزعا شديدا وفزعت الى نصب
ملك عليها من اكبر ولده وكان
ولي عهد ابيه والموصى اليه

(۱۱۱م)

۔۔۔۔ میں نے ابوالقاسم بلخی کی کتاب عیون
المسائل والجوابات اور حسن موسیٰ نوبختی
کی ترجمہ کی ہوئی کتاب الآراء والدیانات
میں ہندوؤں کے مذاہب وآراء کا ذکر
دیکھا ہے اور ان اسباب وعلل کا بھی
جن کے باعث وہ اپنے کو نذر آتش کردیتے
ہیں اور طرح طرح کے عذاب وتکلیفیں
دے کر اپنے جسم کے ٹکڑے کرڈالتے ہیں،
مگر ہم نے جو کچھ بیان کیا ہے اس سے ان
دونوں نے کوئی تعرض نہیں کیا ہے۔
اور برہمن کے بارہ میں اختلاف ہے،
کچھ لوگوں کے نزدیک وہ آدم اور ہندوستان
میں خدا کا اوتار اور بعض لوگوں کے نزدیک
جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے، وہ ایک بادشاہ
تھا، اور یہ زیادہ مشہور قول ہے، اس کے
ہلاک ہوجانے پر ہندوؤں کو بڑا قلق
ہوا، اور وہ مجبور ہوئے کہ اس کے بڑے
لڑکے کو جس کا نام باہبود تھا اپنا بادشاہ
بنائیں، جس کے حق میں باپ نے وصیت

من ولده وهو الذي شيّد فسار
فيهم سيرة ابيه واحسن النظر
لهم وزاد في بناء الهياكل وزاد
الحكماء وزاد في مراتبهم وحثهم
على تعليم الحكمة وبحثهم
على طلبها فكان ملكه الى ان هلك
مائة سنة،

(ص ۱۵۷)

کی تھی اور وہ اس کا ولی عہد بھی تھا
یا ہیو اپنے باپ کے نقش قدم پر گامزن
تھا، اور لوگوں کے حال پر پوری طرح
نظر رکھتا تھا اور ان کے ساتھ اچھا
برتاؤ کرتا تھا، اس نے بھی عالیشان
عمارتوں کی تعمیر میں اضافہ کیا، حکما
کو آگے بڑھایا اور اُن کے مراتب درجات
بلند کیے اور انہیں حکمت کی تعلیم اور
اس کی طلب وجستجو پر آمادہ کیا، اس
کی مدت حکومت سو سال تھی،

وفي ايامه عملت النرد واحدث
اللعب بها وجعل ذلك مثلا
للمكاسب وانها لا تنال بالكيس
ولا بالحيل وقد ذكر ان اردشير
ابن بابك اول من لعب بالنرد
ووضعها وأرى تقلب الدنيا
باهلها واختلاف امرها وجعل
بيوتها اثني عشر بعدد الشهور
وجعل كلابها ثلثين كلبا بعدد

اسی کے زمانہ میں چوسر کا کھیل
ایجاد ہوا، اور یہ کھیل حصول معاش
کی ایک مثال ہے، جو نہ حکمت و تدبیر
سے اس دنیا میں حاصل ہوتی ہے اور
نہ صنعت و حرفت سے، یہ بھی بیان کیا
جاتا ہے کہ سب سے پہلے اردشیر بن بابک
نے یہ کھیل ایجاد کیا تھا، اس نے اہل
دنیا کے ساتھ دنیا کے انقلاب و نیرنگی
کا نقشہ دکھایا، اور مہینوں کی تعداد

ایام الشهور وجعل الفصین مثالاً للقدر وتقلبه باهل الدنیا دان الانسان یلعب بها ما یرید وان الحاذق الفطن لا یتاتی له ما یتاتی لغیرہ اذا اسعد لا القدر وان الارزاق والحظوظ فی هذا الدنیا لا تنال الا بالجد (ق ۱۵۸)

کے مطابق اس کے بارہ برج اور مہینہ کے دنوں کی تعداد کے مطابق تیس مہرے بنائے اور دو نگینے بنائے، دو گویا یہ کھیل تقدیر اور انقلاب روزگار کی مثال ہے کہ جب انسان اسے کھیلتا ہے، تو قضا وقدر کی امانت ومساعدت سے اس کے ذریعہ اپنی مراد حاصل کر لیتا ہے اور ہوشیار آدمی کو بھی وہ چیز حاصل نہیں ہوتی جو معمولی آدمی حاصل کر لیتا ہے بشرطیکہ قضا وقدر اس (معمولی آدمی) کا ساتھ دے، روزی اور دنیا کا حصہ کوشش ہی سے ملتا ہے،

ثم ملک نرامان بعد لباهبود وکان ملکه نحوا من خمسین ومائة سنة و لنرامان سیر واخبار و حروب مع ملوک فارس وملوک الصین قد اتینا علی الغرر منها فیما سلف من کتبنا ثم ملک بعد[1]

باہبود کے بعد زامان تخت سلطنت پر بیٹھا، اور تقریباً ۱۵۰ برس تک اس کی حکومت رہی، زامان کے مختلف واقعات ہیں، فارس اور چین کے بادشاہوں سے اس کی لڑائیاں رہیں، ان میں سے بعض مشہور لڑائیوں کا حال ہم اس سے پہلے

[1] فی نسخۃ دامان

فور وهو الذي واقعه الاسكندر
فقتله مبارزة فكان ملك فور
الى ان قتل اربعين ومائة سنة

کی بعض کتابوں میں بیان کر چکے ہیں، اس کے بعد فور بادشاہ ہوا، اس کے اور سکندر کے درمیان لڑائی ہوئی تھی، اور سکندر نے اسے قتل کر دیا تھا، اس کی سلطنت کا زمانہ ۱۴۰ برس تک رہا،

ثم ملك بعده دبشليم و
هو الواضع لكتاب كليلة و
دمنة الذي نقله ابن المقفع
وقد صنف سهل بن هرون
للمامون كتابا ترجمه بكتاب
ثعلة[1] وعفرة يعارض فيه
كتاب كليلة ودمنة في ابوابه
وامثاله يزيد عليه في حسن
نظمه وكان ملكه مائة وعشر
سنين وقيل غير ذلك،

پھر دبشلیم کا زمانہ آیا، اور اسی نے کلیلہ و دمنہ تیار کرائی تھی، جس کا ابن مقفع نے عربی میں ترجمہ کیا ہے، اور سہل بن ہارون نے مامون کے لیے ثعلہ و عفرہ کے نام سے اس کے جواب میں ایک کتاب لکھی تھی، جس میں کلیلہ و دمنہ کے ابواب اور اس کی مثالوں کا مقابلہ کیا گیا تھا، یہ کتاب حسن ترتیب میں کلیلہ و دمنہ سے بہتر ہے، اس کی حکومت ۱۱۰ سال رہی، اس بارہ میں بیانات مختلف ہیں،

ثم ملك بعده بلهيت و
صنعت في ايامه الشطرنج فقضى

پھر بلہیت بادشاہ ہوا، اس کے زمانہ میں شطرنج کی ایجاد ہوئی، نرد

---

[1] وفي نسخة بقلة وعفرة،

بلعبها علی النرد بین و بین الظفر
الذی ینا له الحازم والنکبة
التی تلحق الجاهل و حسب حسابها
و رتب لذلک کتابا یعرف بطریق[51]
جنکا[52] ینڈ اوله بینهم و لعب
بالشطرنج مع حکمائه و جعلها
مصورة تماثیل مشکلة علی
صور الناطقین و غیرهم من
الحیوان مما لیس بناطق و
جعلهم درجات و مراتب
مثل الشاه بالمدبر الرئیس
و کذلک ما یلیها من القطع و
اقام لذلک امثالا للاجسام
العلویة التی هی الاجسام السماویة
من السبعة و الاثنی عشر و افرد
کل قطعة منها بکوکب وجعلها

کھیلنے والوں کے نظریہ کی مخالفت کی
گئی، اور کوشش اور تدبیر کرنے والوں
کی کامیابی اور جاہلوں کی نامرادی
دکھائی گئی ہے، اس کا ایک خاص حساب
بنایا گیا، اور اس پر ایک کتاب لکھی گئی،
جو "جنکا کے طریقے" کے نام سے مشہور اور
ان کے یہاں متداول اور رائج ہے[52]
اس نے اپنے حکماء اور فلاسفہ کے ساتھ
اس کھیل میں حصہ لیا، اور اسے ناطق
و غیر ناطق[53] حیوانات کی شکلوں پر بنایا
اور ان کے درجات اور مراتب قائم
کئے، بادشاہ کی مثال منتظم رئیس کی
ہے، اسی طرح اور خانوں کی بھی مثالیں
ہیں، اس کے لئے اس نے اجسام علویہ
یعنی سات سیاروں، بارہ برجوں اور
اجسام سماویہ کی مثالیں دی ہیں،

---

[51] و فی نسخة "بطریق الحکما" واظنه الصواب (ض) [52] دوسرے نسخہ میں اس کا نام طریق حکما یعنی "حکما کے طریقے" لکھا ہے، اور غالباً وہی درست ہے [53] ناطق یعنی بولنے والے انسان، اور غیر ناطق یعنی نہ بولنے والے، مراد جانوروں سے ہے،

ضابطة للملكة وللهند في
الشطرنج سر يسر ونه في تضاعيف
حسابها..........
....
....
.... فكان ملك
بلهيت الى ان هلك ثمانين
سنة وفي بعض النسخ انه ملك مائة وثلثين سنة
ثم ملك بعده كورش[1]
فاحدث للهند آراء في الديانات
على حساب ما رأى من صلاح الوقت
وما يحمله من التكليف اهل
العصر وخرج من مذهب من
سلف وكان في مملكته وعصره
سندباد وله كتاب الوزراء
السبعة والمعلم والغلام و
امراة الملك وهو الكتاب المترجم
بكتاب السندباد وعمل في خزانة

اور اس کا ہر خانہ الگ الگ ستارے
کے لئے ہے اور اس نقشہ کو مملکت کے لئے
ضابطہ قرار دیا ہے اور شطرنج کے کھیل
میں ہندوستانیوں کے یہاں بڑے راز
ہیں، جن کو وہ حساب کی تضعیف کے کام
میں لاتے ہیں ....
...... بلہیت کی حکومت ۸۰ برس اور
بعض نسخوں کے اعتبار سے ۱۳۰ برس رہی،
راجہ بلہیت کے بعد کورش راجہ ہوا
اور اس نے زمانہ کی مصلحت کے مطابق
اپنے زمانہ کے آدمیوں کے تحمل و برداشت
کی مناسبت سے مذہب میں ترمیم و
اصلاح کی اور اپنے اسلاف کا مذہب
ترک کر دیا، اس راجہ کے ملک اور
اس کے زمانہ میں سندباد حکیم گذرا ہے
جس کی کتاب میں سات وزیروں،
ایک استاد، ایک لڑکے، اور ایک
رانی کا قصہ ہے اس کا ترجمہ ہو چکا ہے

[1] وفي بعض النسخ "كورس"

هذا الملك الكتاب الاعظم فى
معرفة العلل والادوأ والعلاجات
وشكلت الحشائش وصورت فكان
ملك هذا الملك الى ان هلك
عشرين ومائة سنة فلما هلك
اختلفت الهند فى آرائها فتحزبت
الاحزاب وتحيلت الاجيال و
انفرد كل رئيس بناحية فتملك
على ارض السند ملك وتملك
على ارض القنوج ملك وعلى
ارض القشمير ملك وتملك على
مدينة المانكير وهى الحوزة
الكبرى ملك يسمى البلهرى وهو
اول ملك من ملوكهم يسمى بالبلهرى

اسی راجہ کے کنجانہ میں بیماریوں، دوا
علاج کی پہچان کے لئے ایک کتاب تیار
کی گئی جس میں جڑی بوٹیوں کی تصویریں
بنائی گئیں اسکی حکومت ۱۲۰ سال تک رہی اسکی
موت کے بعد ہندوؤں میں اسکی رایوں کے
بارہ میں اختلاف پیدا ہوگیا اور
مختلف جماعتوں اور گروہوں میں
بٹ گئے، اور ہر علاقہ کا حاکم اپنی جگہ
خودمختار ہوگیا، چنانچہ سندھ، قنوج
اور کشمیر سریاست میں الگ الگ خود
مختار راجہ ہوگئے اور مانکیر بھی ایک
راجہ جو بلہرا کے نام سے موسوم ہے اتابع
ہوگیا، یہ ایک بڑا ملک ہے، یہ پہلا راجہ
تھا جس کا نام بلہرا پڑا، اس کے بعد جو

۱؎ ہندوستان کا مشہور شہر قنوج جو اودھ میں واقع ہے اسکو چھوڑ کر سندھ اور پنجاب کی سرحد کے پاس بھی اس نام سے ایک علاقہ آباد تھا، جس کا عرب سیاحوں نے بکثرت ذکر کیا ہے، یہاں کے راجاؤں کو بؤورہ (بھوج راجہ) کہا جاتا تھا، ۳۰۰ھ ہجری کے بعد یہ شہر مسلمانوں کے قبضہ میں آگیا تھا، مسعودی نے بھی اسی قنوج کا ذکر کیا ہے، اور اس کے زمانہ میں یہ شہر مسلمانوں کے قبضہ میں تھا، ملتان سے ملحق تھا،

فصارت سمة لمن طرى بعده
من الملوك فى عدد الحوزة
الى وقتنا هذا وهو سنة اثنين
وثلثين وثلثمائة،

وارض الهند ارض واسعة
فى البر والبحر والجبال وملكهم
متصل بممالك الزابج وهى دار
مملكة المهراج ملك الجزائر
هذه المملكة فرز بين مملكة الهند والصين
وتضاف الى الهند والهند متصلة
مما يلى الجبال بارض خراسان
والسند الى ارض التبت وبين
هذه الممالك تباين وحرب
ولغاتهم مختلفة وآراءهم
غير متفقة والاكثر منهم يقول
بالتناسخ وتنقل الارواح
على حسب ما قدمنا آنفا و
الهند فى عقولهم وسياساتهم

بھی اس علاقہ کا راجہ ہوتا، اس کا
یہی لقب ہوتا تھا اور ہمارے زمانہ
یعنی ۳۳۲ھ تک میں دستور ہے،

ہندوستان ایک بڑا اور وسیع
ملک ہے، وہ خشکی تری اور پہاڑی
علاقوں پر مشتمل ہے، یہ ملک جاوہ کی
سلطنت سے ملا ہوا ہے، اور جاوہ
جزیروں کے راجہ مہراج کا پایہ تخت
اور سندھ و چین کی سلطنتوں کے درمیان
حد فاصل ہے اور یہ بھی ہندوستان
میں شمار ہوتا ہے،[1] دوسری طرف یہ
ملک خراسان اور سندھ سے تبت تک
چلے آنے والے پہاڑوں سے متصل ہے
ان ملکوں کے درمیان اختلافات ہیں
اور باہم لڑائیاں ہوتی رہتی ہیں ان
کی زبانیں اور خیالات جدا جدا ہیں عموماً
لوگ تناسخ (آواگون) اور جیسا کہ

---

[1] یہ اس زمانہ کا حال ہے،

وحكمتهم وصحة امزجتهم وصفاء الوانهم بخلاف سائر السودان من الزنوج والدمادم وسائر الاجناس،

(ص ۱۶۳)

ہم نے ابھی بیان کیا تھا، روحوں کے منتقل ہو جانے کے قائل ہیں[۱]، اہل ہند دانائی و تدبیر سیاست و حکمت مزاج کی درستگی، اور رنگ کی صفائی میں سارے سوڈانیوں یعنی حبشیوں و دمادم، اور دوسری قوموں کے برعکس ہیں،

والهند لا تملك الملك عليها حتى يبلغ من عمره اربعين سنة ولا تكاد ملوكهم تظهر لعوامهم الا في كل برهة من الزمان معلومة ويكون ظهورها للنظر في امور الرعية لان في نظر العوام عندها الى ملوكهم دائماً اسقاطاً لهيبتها واستخفافا بحقها .....

ہندوستانی چالیس برس کی عمر سے پہلے کسی کو اپنا راجہ نہیں بناتے، راجے عوام کے سامنے صرف مخصوص اور متعین اوقات میں تھوڑی دیر کے لئے نکلتے ہیں، وہ بھی رعایا کے معاملات پر غور کرنے کے لئے، ان کا خیال ہے کہ اگر بادشاہ ہمیشہ عوام کے سامنے رہیگا تو اس کی ہیبت جاتی رہے گی، اور وہ نگاہوں میں سبک ہو جائے گا،[۲]

---

[۱] یعنی مرنے کے بعد روحیں دوسری شکل اختیار کر لیتی ہیں، یعنی وہی آواگون کا عقیدہ، ص۵۲ اس کے بعد مصنف نے لنکا کا وہ مشہور واقعہ نقل کیا ہے کہ وہاں راجہ کو مرنے کے بعد ایک چھوٹے پہیے کی گاڑی میں اس طرح لٹاکر پیدے سے شہر کا گشت کراتے ہیں کہ اس کا بال زمین پر گھسٹتا رہتا ہے اور رانی اس کے ساتھ اس کا سر صاف کرتی اور جھاڑتی چلی جاتی ہے، اور لوگوں سے کہتی ہے کہ موت نے تمہارے راجہ

وکذٰلک فعل اکثر اهل الھند	(اور لنکا والوں کی طرح مستقبل کے
بملوکھم وخواصھم لغرض یذکرہ[1]	خاص اغراض و مقاصد کے لئے یہی
ونھجہ یمونہ فی المستقبل و	طریقہ[1] اکثر ہندوستانی اپنے راجاؤں
الملک مقصور فی اھل بیت	اور بڑے لوگوں کے ساتھ اختیار
لا ینتقل عنھم الی غیرھم و	کرتے ہیں، ہندوستان میں سلطنت
کذٰلک بیت الوزراء والقضاۃ	حکومت موروثی اور ایک گھرانے میں
وسائر اھل المراتب لا تغیر و	محصور رہتی ہے، اور کسی دوسرے گھرانے
لا تبدل۔	میں نہیں منتقل ہو سکتی، یہی حال وزیروں
	کا ضیوں، اور دوسرے عہدوں اور
	پیشہ والوں کا بھی ہے کہ یہ سب ایک
	مخصوص خاندان میں محدود ہوتے ہیں
	اور اس میں کوئی ردوبدل نہیں ہوتا
والھند تمنع من شرب	ہندو شراب نہیں پیتے، اور شراب

(بقیہ حاشیہ ص ۲۴۲) کو نہیں چھوڑا جس کے احکام و فرامین کل تک تم پر نافذ ہوتے تھے، اس نے تم لوگ دنیوی زندگی کے فریب میں نہ پڑو، اس کے بعد جسم کے چار ٹکڑے کئے جاتے ۔۔۔۔ اور صندل کا ڈو اور دوسری خوشبو دار چیزیں فراہم کر کے آگ میں اسے پھونک دیا جاتا ہے، اور راکھ ہوا میں اڑا دی جاتی ہے، اور آخر میں جیسا کہ بعد میں نقل کیا گیا لکھا ہے کہ یہ طریقہ ہندوستان میں بھی رائج ہے؛

[1] "یہی طریقہ" سے لنکا کا وہ طریقہ مراد ہے جو ابھی ابھی حاشیہ بالا میں تحریر کیا گیا ہے،

(ض)

الشراب وتعيب شاربه لا على	پینے والوں کو مطعون کرتے ہیں، اور
طريقة التدين لكن تنزها عن	مذہبی ممانعت کی بنا پر نہیں، بلکہ اس لئے
ان يوردوا على عقولهم ما يغشيها	شراب سے پرہیز کرتے ہیں کہ وہ عقل
ويزيلها عما وضعت له فيهم	کو اس کے اصل مقصد سے ہٹا کر بے شعور
فاذا صح عندهم عن ملك من	بنا دیتی ہے، اور جب انھیں کسی بادشاہ
ملوكهم شربه استحق الخلع عن	کے متعلق یقین سے معلوم ہو جاتا ہے
ملكه اذ كان لا يتاتى له التدبير	کہ وہ شراب پیتا ہے تو اسے معزول
والسياسة مع الاختلاط ربما	کر دیئے جانے کا مستحق سمجھا جاتا ہے کیونکہ
يسمعون السماع والملاهي و	حواس میں فتور آجانے کے بعد وہ تدبیر
لهم ضروب من الآلات مطربة	و سیاست نہیں برت سکتا۔ ہندوستانی
تفعل في الناس افعالا مرتبة	کبھی کبھی گانا بھی سنتے ہیں، اور تفریحاً
من ضحك وبكاء وربما يسقون	اور موسیقی سے بھی دلچسپی لیتے ہیں، ان کے
الجواري فيطربن بحضرتهم	یہاں طرح طرح کے آلات طرب ہیں
فيطربن الرجال لطرب الجواري	جو لوگوں میں ہنسنے اور رونے کی متضاد
وللهند سياسات كثيرة قد	کیفیتیں پیدا کر دیتے ہیں، اور بعض دفعہ
اتينا على كثير من اخبارهم و	وہ نوجوان لڑکیوں کو شراب پلاتے
سيرهم في كتابنا في اخبار الزمان	ہیں جو اُن کے سامنے اظہار طرب کرتی ہیں
والاوسط وتمام ذكر في هذا الكتاب	جن سے اُن میں بھی سرور و اہتزاز

لہ ہندوستان والوں کی موسیقی سے دلچسپی کا حال جاحظ نے بھی بیان کیا ہے،

ثمّ مّا من طريف اخبار ملوك الهند والعجيب من سيرهم،

پیدا ہوتا ہے، ہندوستانیوں کی سیاست فراست کے بے شمار واقعات ہیں، ان میں سے بہت سے واقعات کا ہم اپنی کتاب "اخبار الزمان والاوسط"[1] میں ذکر کر چکے ہیں، اور اس کتاب میں تو ہم نے صرف ہندوستانی بادشاہوں کے ابتدائی زمانہ کے کچھ دلچسپ حالات اور اُن کی سیرت کے انوکھے واقعات پر اکتفا کیا ہے۔

وما كان يليهم في صدر الزمان ان ملكا من ملوك القمار من الهند من هذه المملكة والصقع من ارض الهند يحمل العود القماري، واليها يضاف وليس هذه البلاد جزيرة من جزائر البحر بل هي شاطئ بحر وليس في كثير من ممالك الهند اكثر عددا من رجالهم ولا اطيب رائحة من افواههم

اگلے زمانہ میں ہندوستان کے صوبہ قمار کا ایک راجہ تھا، اس علاقہ سے عود قماری باہر بھیجی جاتی ہے، جو اسی کی طرف منسوب ہے، یہ علاقہ اگرچہ سمندری جزیرہ نہیں ہے لیکن سمندر کا ساحل اور پہاڑی علاقہ ہے،

(ماخذ: ج ۱ - ص ۱۶۹ - ۱۷۰)

اور ہندوستان کی اکثر سلطنتوں سے اس کی آبادی زیادہ ہے، اور مسلمانوں کی طرح چونکہ یہ لوگ

[1] یہ دو کتابوں کے نام ہیں کتاب الاوسط کا پہلے ذکر ہو چکا ہے اور اخبار الزمان بھی اسکی مشہور تصنیف ہے گذشتہ قوموں اور ہلاک و برباد

لاستعمالهم السواک	مسواک کرتے ہیں، اس لئے اُن کے
اهل ملة الاسلام لذلک و	منہ کا مزہ خوشگوار ہوتا ہے، اسی
کذلک یرون تحریم الزنا من	طرح عام ہندوستانیوں کے مقابلہ
من بین الهند ویجتنبون کثیر	میں یہ لوگ زنا کو حرام سمجھتے ہیں، اور
من القاذورات ویجتنبون	اکثر گندگیوں اور مکروہات حتیٰ کہ نبیذ
الانبذة	وغیرہ سے بھی پرہیز کرتے ہیں . . . . .
. . . .	. . . .
واکثرهم رجالة لکثرة الجبال	یہاں پہاڑوں، وادیوں، ٹیلوں اور دشوار
فی بلادهم والاودیة وقلة	گذار راہوں کا جال بچھا ہے، اس لئے
السهولة والانجاد، (ص ۱۱۰)	اکثر لوگ پیدل ہی چلتے ہیں۔
وبلد قمار هذا مساو لبلاد	اور قمار کا ملک جزائر جاوہ کلہ بار اور
مملکة المهراج ملک الجزائر	لنکا وغیرہ کے مہراج کی سلطنت کے مقابل
کالزابج وکله وسرندیب و	واقع ہے، لوگوں نے بیان کیا ہے کہ
غیرها فذکروا انه تقلد الملک	قدیم زمانہ میں راجہ قمار پر ایک فوری جنون
علی بلاد القمار فی قدیم الایام	طاری ہوا جس کی تفصیل یہ ہے کہ وہ ایک
حدث متسرع وانه جلس	دن اپنے محل کے اندر تخت سلطنت پر بیٹھا
یوما فی قصره علی سریر ملکه	ہوا ایک بڑے دریا کا نظارہ کر رہا تھا،
وهو مشرف علی نهر عظیم	جس میں دجلہ اور فرات کی طرح صاف

(بقیہ حاشیہ ص ۲۴۵) استوں کا تذکرہ ہے مسعودی نے اکثر اپنی تاریخ میں اسکی طرف اشارہ کیا ہے ؎ لللہ کثیراً

يجري الماء العذب كدجلة والفرات
وبين قصره والبحر مسيرة يوم
ووزيره بين يديه اذ قال لوزيره
وقد جرى ذكر مملكة المهراج و
دجلالتها وكثرة عمارتها وما تحت
يده من الجزائر في نفسي شهوة
كنت احب بلوغها فقال له الوزير
وكان ناصحا وقد علم السرعة
منه وما هي ايها الملك فقال
كنت احب ان اري راس
المهراج ملك الزابج في طشت
بين يدي فعلم الوزير ان الحسد
اثار هذا الفكر في نفسه فقال اخطر
هذا ابباله فقال ايها الملك
ماكنت اظن ان يحدث الملك
نفسه بهذا اذلم يجر بيننا و
بين هؤلاء القوم في قديم
الزمان وحديثه ترة ولا ارينا
منهم سوء وهم في جزائر نائية

اور شیریں پانی بہتا تھا، محل اور سمندر کے
درمیان ایک دن کی مسافت کا فاصلہ ہے
اس وقت اس کا وزیر بھی سامنے کھڑا تھا،
اور جاوہ کے مہراج کی سلطنت، اس کی
شوکت وعظمت آبادی کی کثرت اور
اس کے ماتحت جزیروں کا تذکرہ ہورہا
تھا کہ راجہ نے اپنے وزیر سے کہا میرے
دل میں ایک ارمان پیدا ہوا ہے اور
اسے میں پورا کرنا چاہتا ہوں، وزیر نے
کہا بادشاہ سلامت وہ آرزو کیا ہے،
وزیر راجہ کا نہایت خیرخواہ اور ہمدرد
تھا، اور اس کی جلد بازی سے واقف
تھا، راجہ نے کہا میری خواہش ہے کہ
جاوہ کے بادشاہ مہراج کا سر اپنے سامنے
ایک طشت میں دیکھوں وزیر فوراً سمجھ گیا
کہ محض رشک وحسد کی وجہ سے اس کے
دل میں یہ جذبہ پیدا ہوا اس نے عرض کیا
کہ میں یہ گمان بھی نہیں کر سکتا تھا کہ حضور
کے دل میں اس طرح کا بھی خیال آسکتا ہے،

غیر مجاورین لنا فی ارضنا ولا
طامعین فی ملکنا وبین مملکة القمار
ومملکة المهراج عشرة ایام
الی عشرین یوماً عرضاً فی البحر ثم
قال الوزیر لیس ینبغی للملک ان
نقف علی هذا احد ولا یعید الملک
فیه قولاً فغضب ولم یسمع من
الناصح فاذاع ذلک لقواده ومن
کان یحضرته من وجوه اصحابه
فتنقله الالسن حتی شاع واتصل
بالمهراج وکان جزلاً محنکاً قد
بلغ فی السن مبلغاً متوسطاً فدعا
وزیره واخبره بما اتصل به وقال
له انه لیس ینبغی مع ما قد شاع
من امر هذا الجاهل وتمنیه ما
تمناه لحداثة سنه وغرته ثم
انتشار ذلک من قوله ان یمسک
عنه فان ذلک مما یقدح فی
الملک ویضع منه وامره بستر

کیونکہ ہمارے اور اُن لوگوں کے درمیان
پرانے اور نئے کسی زمانہ میں بھی کوئی دشمنی کی
بات نہیں تھی، اور نہ انھوں نے ہمارے
ساتھ کوئی بُرائی کی، وہ لوگ تو دور دراز کے
جزیروں میں ہم سے بہت دور رہتے ہیں،
انھوں نے ہمارے ملک کو کبھی طمع کی نظر سے
نہیں دیکھا قمار کی حکومت اور مہراج کی
سلطنت میں سمندر کی راہ سے دس سے لیکر
بیس دن کا فاصلہ ہے، حضور کو چاہیئے کہ
اس ارادہ سے کسی شخص کو مطلع نہ ہونے
دیں، اور نہ دوبارہ تذکرہ فرمائیں، یہ
سُن کر راجہ بہت برہم ہوا اور اپنے ناصح
مشفق کی ایک بات نہ سُنی، اور اپنے
فوجی افسروں، اور معزز درباریوں میں یہ
بات پھیلادی، یہاں تک کہ عام زبانوں
پر اس کا چرچا ہونے لگا، اور رفتہ رفتہ
یہ خبر مہراج تک پہونچ گئی، وہ بڑا
صائب الرائے، تجربہ کار، اور پختہ عمر کا
تھا، اس نے اپنے وزیر کو بلاکر یہ خبر سنائی

ما جرى بينهما وانّ يعد له الف
مركب من اوسط المراكب بآلتها
وينتدب لكل مركب منها من
جملة السلاح وبرهة الرجال
ما يستقل به واظهر انه يريد
التفرج والتنزه في جزائر مملكته
وكتب الى الملوك الذين في
هذه الجزائر وهم في طاعته
وجملته بما عزم عليه من
زيارتهم والتنزه في جزائرهم
حتى شاع ذالك،

(ص ۱۷۲، ۱۷۳)

اور کہا کہ اب جب کہ اس جاہل کی بات
اور اس کی آرزو، اس کی ناتجربہ کاری
اور سادہ لوحی کی وجہ سے اس قدر عام
ہو چکی ہے، تو اس کی طرف سے خاموشی
اختیار کر لینا سلطنت میں کمزوری کا سبب
ہوگا، اور وزیر کو یہ گفتگو راز میں رکھنے
کا حکم دیا، اور ہدایت کی کہ اوسط درجہ
کی ایک ہزار کشتیاں ضروری آلات کے
ساتھ فراہم کی جائیں اور ہر کشتی اسلحہ
اور بقدر ضرورت بہادروں سے لیس کی جائے اور
ظاہر یہ کیا جائے کہ راجہ اپنی سلطنت کے
جزیروں میں سیر و تفریح کے لئے جا رہا
ہے، اور اپنے ماتحت اور تابع فرمان جزیروں
کے حاکموں کو بھی ان کی ملاقات اور سیر
تفریح کے لئے سفر کے ارادہ سے مطلع کر دیا
اور اس کا شہرہ عام ہو گیا

وتاهب ملك كل جزيرة بما يصلح
....
....

اور ہر جزیرہ کے حاکم مہراج کی پذیرائی کیلئے اس کے
شایان شان سامان کے ساتھ تیار
ہو گیا جب یہ سارے انتظامات مکمل ہو گئے

للمهراج فلمّا استمت اموره وانتظمت
شئونه دخل المراكب وعبر بها
وبالجيش الى مملكة القمار فلم
يشعر ملك القمار حتى هجم على
الوادى المفضى الى دار ملك القمار
وطرح رجاله واخذ قواده على
سبيل غرة واحتوى على دار
مملكته وصار اهل مملكته بين يديه
فامر بالنداء بالامان وقعد على
السرير الذى كان يجلس عليه
ملك القمار وقد اخذه اسيرا
فاحضره واحضر وزيره وقال
للملك ما حملك على تمنى ما ليس فى
وسعك ولا لك فيه حظ لو نلته
ولا اوجبه سبب يسهل السبيل
اليه فلم يجد جوابا فقال له المهراج
اما انك لو تمنيت شيئا معينه[1] فانا
فاعله بك وراجع الى بلادى

ع بغیتک من النظر الی الارامی فی عظمت ابن ملک الاحة امی و ملکها وانفادوتی شئی منها واستعلقہ ذاتک کذا لنکلہ انتی

تو فوجیں لے کر سمندر کو عبور کر کے دفعتہً
قمار کی حکومت میں پہونچ گیا، اور راجہ
قمار کو اس وقت اس کی اطلاع ہوئی
جب وہ اس وادی پر حملہ کر چکا تھا جو
راجہ کے محل کی طرف جاتی ہے، چنانچہ
اس نے اس کے پہرہ داروں کو ہٹا کر اسکے
فوجی افسروں کو گرفتار کر لیا، اور پایۂ تخت
پر قابض اور راجہ قمار کے اہل ملک مہراج
کے سامنے حاضر ہو گئے لیکن اس نے امن
عام کی منادی کرا دی، اور اسی تخت پر
بیٹھ کر جس پر کبھی راجہ قمار بیٹھا کرتا تھا اگر
اب قیدی تھا، اس کو اور اس کے وزیر
کو طلب کیا، اور راجہ سے کہا تم نے ایسی
تمناکیوں کی جو تمہارے امکان سے باہر
تھی، اور اگر وہ تمہیں حاصل بھی ہو گئی
ہوتی تو بھی اس میں تمہارا کوئی حصہ نہ
ہوتا، اور نہ اس سے تمہارے راستہ میں
کوئی سہولت پیدا ہوتی، راجہ کے پاس

---

[1] کذا فی الاصل،

من غيران اهل ين ى الى شئ من
بلادك ماد قا وجل لتكون عظة
لمن بعدك ولا يتجاوز كل قدرا
ما قسم له وان يستغنم العافية
من وجدها ثم ضرب عنقه
واقبل على وزيره فقال جزيت
خيرا من وزير فقد صح عندى
انك اشرت على صاحبك بالراى
لو قبل منك فانظر من يصلح للملك
بعد هذا الجاهل فاقمه مقامه
وانصرف من ساعته راجعا الى
بلاده من غيران يمد هو واحد
من اصحابه يدا الى شئ من
بلاد القمار فلما رجع الى مملكته
قعد على سرير ملكه واشرف
على غديره المعروف لغدير
لبن الذهب والطشت بين
يديه وفيه راس ملك القمار
واحضر وجوه اهل مملكته فحدثهم

اس کا کوئی جواب نہ تھا، پھر مہراج نے
کہا تم نے میرا سر اپنے سامنے
طشت میں دیکھنے کی جو تمنا کی تھی، اگر
اس کے ساتھ اس کی بھی خواہش کی
ہوتی کہ میرے ملک پر قبضہ کر لو یا اس
میں کچھ فساد پیدا کرو تو میں بھی تمہارے
ساتھ ایسا ہی کرکے اپنے ملک واپس
چلا جاؤں گا، اور تیرے ملک کی چھوٹی
یا بڑی کسی چیز میں بھی ہاتھ نہ لگاؤں گا
تاکہ تمہارے بعد آنے والے کو اس سے
عبرت حاصل ہو، اور کوئی شخص اپنے
مقدر سے آگے بڑھنے کی کوشش نہ کرے
اور جس کو عافیت نصیب ہے، اس کو
غنیمت سمجھے اس کے بعد اس کی گردن
اڑا دی، اور اس کے وزیر کی طرف متوجہ
ہو کر اس سے کہا تجھے جزائے خیر عطا ہو
مجھے صحیح طریقہ سے معلوم ہوا ہے کہ تم نے
اپنے مالک کو نیک مشورہ دیا تھا، کاش
وہ اسے قبول کر لیتا اب تم غور کرکے جو

تمہاری بھی اس نے قدر نہ کی اور تمہاری قدر و منزلت کو بالکل کھو دیا کہ سر پر پیش آیا

بخبره والسبب الذی حمله علی
ما اقدم علیه ان عامل اهل
مملکته وجزوه خیرا ثوامر بالرد الی
فنصل وطیب وجیله فی ظرف
وردّه الی الملک القائم ببلده
القمار نکتب الیه ان الذی
حملنا علی فعلنا بصاحبک بغیه
علینا وتادیبا لامثاله وقد
بلغنا فیه ما اردناه ورأینا
ردّه الیک اذ لا درک
لنا فی حبسه ولا فخر لما ظفرنا
به منه واتصل الخبر ملوک الهند

شخص حکومت کے لئے موزوں نظر آئے
اس کو اُس کی جگہ مقرر کرو، یہ ہدایت
دے کر وہ فوراً اپنے ملک واپس چلا
آیا، اور اُس نے اور نہ اُس کے کسی ساتھی
نے قمار کی سلطنت کی کسی چیز میں کوئی
دست اندازی کی اور جب اپنے ملک
واپس آکر تختِ حکومت پر بیٹھا، اور اپنے
تالاب کی طرف جو غدیر لبن الذہب[1]
(سونے کی اینٹوں کا تالاب) کے نام
سے مشہور تھا، رُخ کیا، اور اس کے سامنے
وہ طشت بھی موجود تھا جس میں قمار
کے راجہ کا سر تھا، اس وقت اُس نے

---

[1] مسعودی نے غدیر لبن الذہب کی تشریح یہ کی ہے کہ مہراج کا محل ایک چھوٹے سے تالاب کے کنارے تھا، وہ تالاب ایک بڑے خلیج سے ملا ہوا تھا، خلیج میں مد وجزر کی وجہ سے تالاب میں بھی مد وجزر آتا رہتا تھا، روزانہ صبح کو بادشاہ کا وکیل اور خزانچی اس کے سامنے اسی تالاب میں سونے کی ایک اینٹ پھینکا کرتا، اینٹ کا صحیح وزن نہیں معلوم مگر وہ چند منوں کی ہوتی تھی، سیلاب کے زمانہ میں وہ اینٹیں ڈوبی رہتی تھیں مگر جزر کے وقت نظر آنے لگتی تھیں، اور سورج کی روشنی میں جب چمکنے لگتی تھیں تو بڑا دلفریب منظر ہوتا تھا، راجہ اپنی تفریح کے اوقات میں اسی کی طرف رُخ کرکے بیٹھ جاتا تھا، اس بادشاہ کی زندگی بھر روزانہ ایسے ہی ہوتا رہا، اور کسی کو ایک اینٹ بھی اس میں سے نکالنے کی اجازت نہ تھی، اس کے انتقال

اپنی مملکت کے سربرآوردہ لوگوں کو طلب
کرکے راجہ کا واقعہ اور اپنے اس اقدام
کے اسباب بیان کئے، یہ واقعات سن کر
لوگوں نے اس کے لئے خدا سے خیر کی دعا
کی پھر مہراج نے راجہ قمار کا سر دھلوا کر
اس میں خوشبو لگوائی اور اس کو ایک
برتن میں رکھ کر اس کے جانشین راجہ قمار
کے پاس بھیج دیا اور اس کو لکھا کہ تمہارے
راجہ کی مخالفت و بغاوت نے ہم کو اس
اقدام کو مجبور کیا تاکہ اس قسم کے دوسرے
لوگوں کو اس سے تنبیہ ہو جائے اس
سے ہمارا جو مقصد تھا، وہ حاصل ہو گیا۔
اس لئے اس کا سر تمہارے پاس واپس
کر دینا مناسب معلوم ہوا کیونکہ اس کو
اپنے پاس رکھنے سے نہ ہماری کوئی غرض

واقتصر فيما ظهر المهراج في
اعينهم وصارت ملوك القمار
من بعد ذلك كلما اصبحت
قامت وحولت وجوهها نحو
بلاد الزابج وسجدت وكبرت
للمهراج تعظيما له ......

(ص ١٤٥)

(بقیہ حاشیہ ص ۲۵۲) کے بعد قائم مقام راجہ نے تمام اینٹیں نکلوا کر شمار کیں، اور پھر اسے شاہی خاندان
والوں، خادموں، اور دربانوں میں تقسیم کر دیا، اور جو کچھ باقی بچا اسے فقیروں اور محتاجوں میں
تقسیم کر دیا،

(دیکھو مروج الذہب مسعودی ج ۱ ص ۱۵۸)

پوری ہوتی ہے، اور نہ ہمیں اس کامیابی
پر کسی طرح کا فخر ہے، اس واقعہ کی
خبر جب ہندوستان اور چین کے راجاؤں
کو ہوئی، تو ان کی نظروں میں مہراج
کی عظمت بہت بڑھ گئی، اس واقعہ کے
بعد سے قمار کے راجہ روزانہ صبح اٹھ کر
اپنا رُخ جاوہ کی طرف سجدہ کرنے اور
مہراج کی تعظیم بجا لانے لگے،

واعظم ملوک الهند فی وقتنا
هذا البلهری صاحب مدینة المانکیر
واکثر ملوک الهند تتوجه فی
صلاتها نحوه وتصلی لرسله
اذا وردوا علیهم ویلی مملکة
البلهری ممالک کثیرة للهند
(ص ١٧٧)

ہمارے زمانہ میں ہندوستان کا سب
سے بڑا راجہ بلہرا ہے، جو سلطنت مانکیر
(مانگیر) کا مالک ہے، اور اکثر ہندوستانی
راجہ اپنی عبادت میں اس کی جانب
رُخ کرتے ہیں، اور اس کے ایلچی جب
اُن کے درباروں میں پہونچتے ہیں تو
وہ کورنش بجا لاتے ہیں، بلہرا کی سلطنت
سے ملی ہوئی ہندوستان کی بہت سی
حکومتیں ہیں،

ومنهم ملوک فی الجبال لا بحر لهم
مثل الراسی صاحب القشمیر وملک

ان میں بعض ایسے پہاڑی علاقوں
کے راجہ ہیں، جن کے ملک میں کوئی سمندر

والطافن وغير ذلك من ملوك
الهند وفيهم من المملكة بروهمي
واما البلهري فبين دار مملكته
وبين البحر مسيرة ثمانين فرسخا
سندية والفرسخ ثمانية اميال
وله جيوش وفيلة لا تحصى ك
كثرتها واكثر جيوشه رجالة
لأن دار مملكته بين الجبال و
منا ويه من ملوك الهند ممن
لا بحر له بؤورة صاحب مدينة القنوج
وهذا الاسم سمة لكل ملك يلي هذه
المملكة وله جيوش مرتبة على
الشمال والجنوب والصبا والدبور
لأنه من كل وجه من هذه الوجوه
يلقاه ملك محارب له وسنذكر
جملة من اخبار ملوك السند
.... وغيرهم من
ملوك الارض فيما يرد من هذا

نہیں مثلاً کشمیر کا حکمراں، رائی[1] کوٹن
کا راجہ اور ان کے علاوہ دوسرے
ہندوستانی راجہ ان میں بعض ایسے
راجہ بھی ہیں جن کے ملک میں خشکی و
تری دونوں قسم کے علاقے ہیں، بلہرا
کی راجدھانی اور سمندر کے درمیان
سندھی فرسخ سے ۸۰ فرسخ کا فاصلہ
ہے اور فرسخ ۸ میل کا ہوتا ہے راجہ
بلہرا کے پاس بے شمار فوجیں اور ہاتھی
ہیں، مگر زیادہ تر فوجیں پیادہ ہیں
اس لئے کہ یہ سلطنت پہاڑوں سے
گھری ہوتی ہے، اس سے فاصلہ پر
ان راجاؤں میں جن کے ملک میں
سمندر نہیں ہے، قنوج کے راجہ بورہ
کی حکومت ہے، بورورہ اس علاقہ کے
ہر راجہ کا لقب ہوتا ہے، راجہ بھوج
راجا کی فوجیں ہر وقت شمال، جنوب
پورب اور پچھم ہر طرف، مرتب اور تیار

---

[1] رائی نام ہے،

الکتاب عند ذکرنا البحار وما
فیھا وما حولھا من العجائب و
الامم ومراتب الملوک وغیر
ذلک وان کنا قد اسلفنا ذلک
فیما مر من کتبنا وباللہ التوفیق
ولاحول ولاقوۃ الا باللہ،
(ص ۸،)

رہتی تھیں کیونکہ ان تمام سمتوں میں اس
سے جنگ کرنے والے راجہ رہتے ہیں آگے
چل کر جہاں ہم اس کتاب میں سمندروں
اُن کے اندرونی اور گردوپیش کے عجائبات
اور قوموں اور بادشاہوں کے درجات
ومراتب کا تذکرہ کریں گے، وہاں سندھ
اور روئے زمین کے دوسرے بادشاہوں
کا بھی تذکرہ کریں گے، اگرچہ اس سے
پہلے بھی ہم اپنی بعض کتابوں میں اُن
کا ذکر کر چکے ہیں، خدائے تعالیٰ کے
ہاتھ میں توفیق ہے،

الاقلیم الثانی السند والھند
والسودان لھم من البروج الجدی
ومن السبعۃ زحل، (ص ۱۸۱)
ومھران السند وجنجس و

ہفت اقالیم میں اقلیم دوم سندھ،
ہندوستان اور سوڈان پر مشتمل ہے ان
ملکوں کا برج جدی اور سیارہ[1] زحل ہے،
دریائے سندھ اور گنگا (بھی بڑے

---

[1] برج کی تشریح پہلے گذر چکی ہے، سیارہ اس جرم فلکی کو کہتے ہیں جو سورج کے گرد گردش کرے، زمانہ گذشتہ میں سات سیارے خیال کئے جاتے تھے، شمس و قمر، عطارد، زحل، مریخ، زہرہ اور مشتری جدی جیسا کہ اصل ترجمہ ہی سے ظاہر ہے، ایک برج کا نام ہے، اور زحل بھی جیسا کہ ترجمہ سے ظاہر ہے ایک سیارہ کا نام جو سورج کے گرد پھرتا ہے،

هو نهر عظيم بارض الهند،

(ص ۲۰۲)

وقد ذكر الجاحظ ان نهر
مهران السند من نيل مصر
واستدل على ذلك بوجود
التماسيح فيه فلست ادري
كيف وقع له هذا الدليل و
ذكر ذلك في كتابه المترجم
بكتاب الامصار و عجائب
البلدان وهو كتاب في نهاية
الحسن وان كان الرجل لم
يسلك البحار ولا اكثر الاسفار
ولا تقرى المسالك والامصار
ولم يعلم ان مهران السند
يخرج من اعين مشهورة من
اعالي بلاد السند من ارض
قنوج من مملكة بؤورة وارض
قشمير والقندهار والطافن
حتى ينتهي الى بلاد المولتان

دریا ہے، اور گنگا ہندوستان کا بہت بڑا
دریا ہے،

جاحظ کا بیان ہے کہ دریائے سندھ
مصر کے دریائے نیل کی شاخ ہے اور
اس کی دلیل یہ دی ہے کہ اس میں بھی
مگرمچھ ہوتے ہیں، مگر میری سمجھ میں نہیں
آتا کہ یہ دلیل کس طرح اس کی نگاہ
میں جچی، جاحظ کا یہ بیان اس کی کتاب
الامصار و عجائب البلدان میں موجود
ہے، یہ بڑی عمدہ کتاب ہے، حالانکہ
جاحظ نے کبھی سمندروں کا سفر نہیں
کیا، نہ زیادہ سیر و سیاحت کی، اور نہ
ملکوں اور شہروں میں قیام کیا، اس لئے
وہ یہ نہیں جانتا کہ دریائے سندھ، سندھ
کے بالائی علاقوں یعنی بھوج راج کی
سلطنت قنوج، کشمیر، قندھار، دکھن
وغیرہ کے مشہور چشموں سے نکلا ہے اور
ملتان تک چلا گیا ہے، یہاں اس کا
نام مہران پڑ گیا ہے، اور ملتان

ومن هنالك نسمى مهران
والمولتان فرج الذهب وصاحب
مملكة بلد المولتان رجل من
قريش من ولد اسامة بن لوى
بن غالب والقوافل الى خراسان
تتصل من عنده وكان صاحب
مملكة منصورة رجل من قريش
من ولد هبار بن الاسود الملك
فى هولاء وملك صاحب المولتان
متوارث قديما من صدر
الاسلام ثم ينتهى نهر المهران
الى بلاد المنصورة ويصب الى
نحو بلاد الديبل فى بحر الهند
التمساح كثيرة فى اجوان هذا
البحر وهى الخلجانات كخليج
صندابور من مملكة باغرة من
ارض الهند وخلجان الزانج

سونے کی سرحد کہلاتا ہے[1]، ملتان کی
سلطنت کا حکمراں قبیلۂ قریش کی ایک
شاخ اسامہ بن لوی بن غالب کے خاندان
سے تعلق رکھتا ہے، اور خراسان جانے
والے قافلے اس کے یہاں سے گذرتے
ہیں، منصورہ کا حاکم بھی قبیلۂ قریش
کی ایک شاخ ہبار بن اسود کی نسل سے
ہے، منصورہ اور ملتان دونوں علاقوں
کے حاکم قدیم زمانہ سے جب اسلام یہاں
شروع شروع آیا تھا، موروثی طور
پر اُن کے حاکم ہوتے چلے آئے ہیں، ملتان
کے بعد دریائے سندھ منصورہ سے گذرتا
ہوا دیبل کے قریب سمندر میں گرتا ہے،
اور گھڑیال تو اس سمندر کی تمام خلیجوں
مثلاً باغزہ کی سلطنت میں صندابور اور
مہراج کی سلطنت میں جاوہ اور زانج
وغیرہ سب خلیجوں میں پائے جاتے ہیں

[1] اس کا سبب اکثر مورخین اور سیاحوں نے بیان کیا ہے، بلاذری کی فتوح البلدان میں بھی وہ گذر چکا ہے، (ض)

من مملكة المهراج وكذلك في
خلجانات الاغباب هي اغباب تلي جزيرة
سرنديب والاغلب من التماسيح
كونها في الماء العذب وما ذكر
من خلجانات الهند فالاغلب من
امورها انها تكون عذبة
نصب مياه الامطار اليها
وكذلك نهر جنجس نهر الهند
مبدأه من جبال في اقاصي
ارض الهند مما يلي بلاد
الصين من نحو بلاد الطغزغز من
الترك ومقدار جريانه الى
ان يصب في البحر الحبشي مما يلي
ساحل الهند اربع مائة فرسخ

(ص ۲۱۳)

اغباب (سیلون، جزیرہ لنکا کے قریب
واقع ہے، گھڑیال زیادہ تر میٹھے اور
شیریں پانی میں رہتا ہے، اس لئے
قرین قیاس یہ ہے کہ جن ہندوستانی
خلیجوں کا ذکر کیا گیا ہے، ان سب کا
پانی شیریں ہوتا ہے، کیونکہ بارش
کا پانی ان میں گرتا اور شامل ہوتا ہے
اسی طرح دریائے گنگا ہندوستان
کے آخری سرے کے پہاڑوں[1] سے جو
چین کے قریب ترکی قبیلہ تغزغز کی
سمت میں نکلا ہے، اس کے مخرج
سے لے کر اس کے مدخل تک جہاں
وہ بحر ہند میں گرتا ہے ۴۰۰ سو فرسخ
کی مسافت ہے،

(ص ۲۱۴)

وقدروا البحر الهندي وهو الحبشي
وانه يمد طوله من المغرب الى
المشرق من اقصى الحبش الى

بحر ہند (جو بحر حبشی کہلاتا ہے) کے
متعلق لوگوں نے اندازہ لگایا ہے کہ
مغرب سے مشرق تک اقصائے حبش

---

[1] یعنی سلسلۂ کوہ ہمالیہ

(قصى الهند والصين ثمانية[1]	سے انتہائے ہند وچین تک آٹھ ہزار
الاف ميل وعرضه الفان و	میل لمبا اور ۲ ہزار سات سو میل چوڑا
سبع مائة وعرضه	ہے لیکن بعض مقامات پر اس کی چوڑائی
	ایک ہزار نو سو میل ہے مختلف مقامات
في موضع اٰخرالف وتسعمائة	پر اس کے عرض میں فرق ہے یعنی اس کا
ميل وقد تيفاوت في قلة العرض	عرض کہیں کم اور کہیں زیادہ ہے،
في موضع دون موضع ويكثر وقد	اس کے طول وعرض کے متعلق اس کے
قيل في طوله وعرضه غير ما	علاوہ اور بہت سی باتیں بھی کہی گئی
ذكرنا من الكثرة اعرضنا عن	ہیں، مگر اس فن کے ماہرین کے نزدیک
عن ذكره لعدم قيام الدلائل	ان کی صحت کی کوئی دلیل نہیں ہے
على صحته عند اهل هذه الصناعة	اس لئے ہم نے ان کا کوئی ذکر نہیں
وليس في المعمور اعظم من	کیا، اور دنیا میں اس سے بڑا کوئی
هذا البحر......	سمندر نہیں،
ثم تليه مكران ثم ساحل	مکران کے بعد سمندر کے کنارے پر
السند وفيه مصب مهران	مکران اور پھر ساحل سندھ پڑتا ہے،
وهو نهر السند على حسب ما	اور جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے، یہیں
ذكرنا وهنالك مدينة الديبل	دریائے سندھ آکر گرتا ہے، اور یہیں

---

[1] یہ بیان اس زمانہ کے علم کے اعتبار سے ہے مسعودی نے اس کے بعد اس سمندر کے متعلق بعض عجیب عجیب باتیں اور اس کی بڑی بڑی مچھلیوں کا ذکر کیا ہے، لیکن اسے قلم انداز کر دینا ہی مناسب معلوم ہوا (ض)

ومنه يتصل ساحل [illegible] الى	دیبل کا شہر ہے جس سے ہندستان کا ساحل
بلاد [illegible]	ملا ہوا ہے جو بحر ہند کے علاقہ تک چلا
البحر [illegible]	گیا ہے، اور بحر ہند کی طرف بحرین تک
[illegible]	[illegible] ہیں اور یہی ساحل آبادی [illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	فارس، کرمان اور [illegible] وغیرہ کے ساحل
[illegible]	کے مقابل میں بحرین [illegible]
قطر [illegible]	[illegible]
عمان وارض المهرة الى راس	جس میں شحر واحقاف واقع ہیں
راس الجمجمة من ارض الشحر	ہیں اور اس میں بہت سارے جزائر
والاحقاف وفيه جزائر كثيرة	ہیں......
......	
وفيها مغاص اللؤلؤ وهو	ان جزیروں کے سمندر کی گہرائی میں
اللؤلؤ المعروف بالخارکی.	موتی ہوتے ہیں، جو خارکی موتی کے نام
(ص ۲۲۹)	سے مشہور ہیں۔

ؔ مسعودی نے ایک جگہ لکھا ہے کہ راس جمجمہ یمن سے ملے ہوئے ایک پہاڑ کا نام ہے۔ (ض)

ؔ یہ دراصل بعض قبیلوں کے نام تھے، جو اسی کی نسبت سے ان مقامات کے نام ہو گئے ہیں۔

(ض)

ؔ جزیرہ خارک کی طرف یہ موتی منسوب ہیں، یہ جزیرہ نہایت آباد و شاداب، یہاں باغوں کی

فيه بحر الصين والهند وفارس	یہ سمندر چین، ہندوستان، فارس
وعمان والبصرة والبحرين واليمن	عمان، بصرہ، بحرین، یمن، حبشہ، حجاز
والحبشة والحجاز والقلزم و	قلزم، حبش، سندھ جتنے جزیروں اور
والزنج والسند ومن في جزائره	جن بے شمار قوموں کو گھیرے ہوئے ہے
ومن قد احاط به من الامم	ان کی تعداد خدا ہی کو معلوم ہے، یہ
الكثيرة التي لا يعلم وصفهم	سمندر ایک ہی ہے لیکن مختلف خطوں
وعددهم الا من خلقهم و	کے لحاظ سے اس کے جدا جدا نام ہیں
لكل قطعة منه اسم يفرده	ان سب کا پانی ایک اور ایک دوسرے
والماء واحد متصل غير منفصل	سے ملا ہوا ہے۔
وفي هذا البحر مغاصات اللؤلؤ	سمندر کی گہرائی میں چھوٹے بڑے
واللؤلؤ منه العقيق والمادينج	چمکدار موتی، عقیق، مادینج (جو بازی
وهو نوع من البراني[1]	کی قسم ہے ؟) طرح طرح کے یاقوت،
وانواع الياقوت والماس و	الماس، سنبا ذج وغیرہ کو غوطہ لگا کر
وسنباذج وفيه معادن ذهب	نکالنے کی جگہیں پائی جاتی ہیں، سونے
وفضة نحو بلاد كله وسريركاو	چاندی کی کانیں کلہ اور لنکا کے علاقوں میں

(بقیہ حاشیہ ص ۲۶۱)

کثرت اور اس کے سمندر میں غوطہ لگا کر موتی نکالنے کی جگہیں ہیں، اس کا رقبہ ۱۲ میل ہے،

(دیکھو نہایۃ الارب فی فنون الادب للنویری ج ۱ ص ۲۴۵)

[1] وفي نسخة والباديج [2] وفي نسخة من البجادي؛

حد له معادن [illegible] بها
[illegible] ومعادن [illegible]
انواع الطيب [illegible] والعنبر
وانواع الادوية والعقاقير [illegible]
والخشب [illegible] والصندل [illegible]
والقنا والخيزران ......
[illegible] ووصفنا من قطعة [illegible]
[illegible] كل واحد منها بحر يعرف
بحر فارس وبحر اليمن وبحر
القلزم وبحر الحبش وبحر الزنج
وبحر السند وبحر الهند وبحر
كله وبحر الزابج وبحر الصين
مختلفة ....
ولكل من يركب هذا البحر
من الناس رياح يعرفونها في
اوقات تكون منها مهابها في
علم ذلك بالعادات وطول تجارب
يتوارثون علم ذلك قولا وعملا

کی ترنت ہیں اور اس کے گرد کراں [illegible]
قریب [illegible] کی اور کان ہیں تانبے کی کان
ہیں اور [illegible] بھی قسم کی
خوشبو اور عنبر [illegible] قسم قسم کی دوائیں
[illegible] لکڑیاں ساگون [illegible] دارچینی
[illegible] نیزے اور بید وغیرہ بانس [illegible]
ہیں ...... ان تمام خطوں کی [illegible]
جو [illegible] کا ہم نے ذکر کیا ہے اور جن کے
سمندر مختلف ناموں سے موسوم ہیں
جیسے بحر فارس، بحر یمن، بحر قلزم، بحر
حبش، بحر سندھ، بحر ہند، بحر کلہ، بحر
زابج اور بحر چین وغیرہ ایک دوسرے
سے مختلف ہیں،
اور جو لوگ اس سمندر کا سفر کرتے
ہیں وہ اس کی مختلف ہواؤں اور
ان کے چلنے کے اوقات سے واقف ہوتے
ہیں اور اس کا علم طویل تجربوں سے
حاصل ہوا، پھر لوگ موروثی طور پر قولاً

له وفي نسخة بالرداتجي،

ولهم فيها دلائل وعلامات	وعملاً اس سے واقف ہوگئے، اس کے
يعملون بها في ابان هيجانه و	متعلق اُن کے پاس دلیلیں اور علامتیں
احوال ركوده وثورانه و	ہیں، جن کے مطابق سمندر کے ہیجان اور
هذا فيما سمينا من البحر الحبشي	اس کے سکون کے وقت عمل کرتے ہیں
	یہ اس سمندر کا حال ہے، جسے ہم بحر حبش
(ص ۲۴۴)	کہتے ہیں،
ورائيت ببلاد كنباية من	میں نے ہندوستان کے شہر کھمبایت
ارض الهند وهي المدينة التي	میں دیکھا اور یہی وہ شہر ہے جس کی طرف
يضاف اليها النعال الكنبايتة	کھمباتی جوتے منسوب ہیں، جو یہاں
الصرارة وفيها نعل وما يليها	اور اس کے قریب سندان اور سوپارہ
من المدن مثل مدينة سندان	وغیرہ شہروں میں بنتے ہیں، میں کھمبایت
وسوفارة وكان دخولي لها	۳۰۳ھ میں گیا تھا، اس زمانہ میں وہاں
سنة ثلث وثلثماية والملك يومئذ	کا راجہ بانیا[1] تھا، جو برہمنی مذہب کا پابند
بانيا وكان برهمانيا من قبل البلهري	تھا، اور مانگیر کے راجہ ولبھ رائے کا
صاحب المانكير	ماتحت تھا،
وكان لبانيا هذا اعناية	اس بانیا کو مناظرہ سے بڑی دلچسپی
بالمناظرة ومع من يرد اليه	تھی، اور جو مسلمان یا دوسرے مذہب

[1] بنیا۔ یا راجہ کا نام

من المسلمين وغيرهم من
اهل الملل وهذه المدينة على
خور من اخوار البحر وهذا الخليج
اعرض من النيل اودجلة او
الفرات عليه المدن والضياع و
العمائر والجنان ونخل النارجيل
والطواويس والببغا وغير ذلك
من انواع طير الهند بين تلك
الجنان والمياه وبين مدينة
كنباية وبين البحر الذي يخرج
منه هذا الخليج يومان او اقل
من ذلك ولحق قوم من ولد
عامور بتخوم الهند فاثرت
فيهم تلك البقاع فصارت
الوانهم بخلاف الوان الترك
ولحقوا بالوان الهند ولهم
حضر وبوادي،

(ص ۲۸۹)

کے لوگ اس کے ملک میں آتے، وہ
ان سے بحث ومناظرہ کرتا تھا، کھمبائت
خلیج سمندر کے کنارے آباد ہے، یہ خلیج نیل
سے زیادہ چوڑی اور دجلہ وفرات کے
مانند ہے، اس کے کنارے شہر، قصبات،
آبادیاں، باغات، ناریل کے درخت،
پرندوں میں مور، طوطے اور دوسری
قسم قسم کی ہندوستانی چڑیاں ہیں، وہ
انھیں باغوں اور چشموں میں رہتی ہیں،
کھمبائت اور سمندر میں جہاں خلیج کا مخرج
ہے، درمیانی فاصلہ ۲ دن یا اس سے
کم ہی ہے، عامور[1] کی اولاد میں سے ایک
جماعت ہندوستان کے حدود میں آکر
آباد ہو گئی تھی، اس لئے اس مقام کی
آب وہوا کا اس پر اثر پڑا، جس کی وجہ
سے اس کا رنگ ترکوں کے رنگ سے
بدل کر ہندوستان کے رنگ میں مل گیا
اور اب ان لوگوں کے شہر اور بستیاں

---

[1] عامور ایک ترک کا نام ہے،

وقد کانوا قبل ذلک فی الآراء والنحل وعبادة التماثیل علی ما علیه عوام الهند وخواصهم فتغیرت احوالهم (ص ۲۹۹)

(چین کے لوگوں کا پہلے زمانہ میں) فکر و مذہب اور بت پرستی کے لحاظ سے وہی حال تھا، جو ہندوستان کے عوام اور خواص کا ہے، مگر پھر ان کا حال بدل گیا،

والبدء ملک الفیلة وهو ملک الهند ونجده عندنا ملک الحکمة لان اصلها منهم، (ص ۳۱۵)

ترکوں کے بعد ہاتھیوں کے بادشاہ[1] یعنی ہندوستان کے راجہ کا نمبر ہے جو ہمارے نزدیک حکمت و دانش والا راجہ ہے، کیونکہ حکمت کا سرچشمہ اور خزانہ انہی کے پاس تھا،

ان بحر الصین والهند وفارس والیمن متصلة میاهها غیر منفصلة علی ما ذکرنا الا ان

بحر چین، بحر ہند، بحر فارس اور بحر یمن کا پانی باہم ملا ہوا ہے، لیکن ایک دوسرے سے الگ نہیں، البتہ ہواؤں کے چلنے اور اُن کے سکون کے اعتبار سے اُن کے تلاطم اور سکون کی حالتیں البتہ مختلف ہوتی ہیں، مثلاً بحر فارس

---

[1] یہ ایک عرب سے چینی بادشاہ نے کہا تھا جب وہ ان ممالک کی سیاحت کے لئے آیا تھا، اور چینی بادشاہ اس سے نبی اکرمؐ اور عربوں کے دوسری قوموں پر غلبہ پانے کے وجوہ دریافت کر رہا تھا، اسی سلسلہ میں اُس نے ایک سوال یہ کیا تھا کہ تمہارے نزدیک دنیا کے بادشاہوں کا کیا درجہ و مقام ہے، تو اس نے کہا مجھے

هيجانها وركودها تختلف لاختلاف
مهاب رياحها وابان ثورانها
وغير ذلك فبحر فارس تكثر امواجه
ويصعب ركوبه عند لين بحر
الهند واستقامة الركوب فيه
وقلة امواجه ويلين بحر فارس
ويقل امواجه ويسهل ركوبه
عند ارتجاج بحر الهند واضطراب
امواجه وظلمته وصعوبته عند
ركوبه .... وبحر الهند لا
يزال كذلك الى ان تعود الشمس
الى السنبلة فيركب حينئذ واهدأ
مايكون عند كون الشمس في
القوس ..... (ص ٣٢٠)
وليس يكاد يقطع من عمان
بحر الهند في تيرماه الامركب

میں جب تلاطم ہوتا ہے، اور اس میں
سفر کرنا دشوار ہوتا ہے، تو بحر ہند میں
سکون اور سفر کرنا آسان ہوتا ہے اور
اسی کے برعکس بحر فارس میں سکون،
عدم تلاطم اور جہازوں پر سوار ہونا اس
وقت آسان ہوتا ہے جب بحر ہند میں
طغیانی، تلاطم اور جہازوں پر سوار ہونا
مشکل ہوتا ہے، بحر ہند کے ہیجان و تلاطم کی
یہ کیفیت برابر رہتی ہے، یہاں تک کہ
سورج برج سنبلہ میں چلا جاتا ہے،
اس وقت اس میں سفر کرنا آسان ہوتا
ہے، جب سورج برج قوس میں داخل
ہوجاتا ہے، تو اس میں بہت زیادہ
سکون پیدا ہوجاتا ہے،
اور تیرماہ[1] کے مہینہ میں عمان سے
بحر ہند صرف وہی جہاز اور کشتیاں

(بقیہ حاشیہ ص ۲۶۶) اس کی خبر نہیں، چینی بادشاہ نے کہا ہمارے نزدیک دنیا میں سب سے بڑا عربوں کا
بادشاہ ہے، پھر ہم خود ہیں ہمارے بعد ترک اور چوتھے نمبر پر ہندوستان کا راجہ اور پانچویں نمبر پر روم کا بادشاہ
ہے، [1] یعنی جون،

من الفی جزیرة وفی قول المحقق
الف وتسعمایة جزیرة کلها عامرة
بالناس وملکة هذه الجزائر کلها
امرأة وبذلک جرت عادتهم
من قدیم الزمان لا یملکهم
رجل والعنبر یوجد فی هذه الجزائر
یقذفه البحر ویوجد فی بحرها
کاکبر مایکون من قطع الصخر و
اخبرنی غیر واحد من نواخذة
السیرافیین والعمانیین بعمان
وسیراف وغیرهما من التجار
ممن کان یختلف الی هذه الجزائر
ان العنبر ینبت فی قعر هذا البحر
ویکون کتکون انواع الفطر من
الابیض والاسود والکماة ونحوها
فاذا خبث البحر واشتد قذف
من قعره الصخور والاحجار
وقطع العنبر واهل هذه الجزائر
جمیعها متفقو الکلمة لایحصیهم

جو دونوں سمندروں کے درمیان
حد فاصل اور نشان امتیاز ہیں
اور کہا جاتا ہے کہ ان جزیروں کی تعداد
دو ہزار اور صحیح قول یہ ہے کہ ایک ہزار
نوسو ہیں جو سب کے سب آباد ہیں،
ان سب میں ایک عورت حکمران ہے اور
یہ رسم اس ملک میں قدیم زمانہ سے چلی
آرہی ہے کہ ان کا کوئی مرد حاکم نہیں
ہوتا، اور ان جزیروں میں عنبر کی فراوانی
ہے جس کو سمندر کنارے پھینک دیتا ہے اور
اس سمندر میں پتھر کی بڑی بڑی چٹانوں
کی طرح پایا جاتا ہے مجھ سے عمان اور سیراف
میں وہاں کے ناخداؤں، اور وہاں
جانے والے تاجروں نے بتایا کہ اس
سمندر کی گہرائی میں عنبر اگتا ہے اور
سپید سیاہ وکمیت تانبے کی مختلف قسموں
کی طرح اس کی پیدائش بھی ہوتی ہے
اور جب سمندر میں سخت طغیانی اور
تلاطم آتا ہے، تو وہ اپنی گہرائیوں سے

العدد لكثرتهم ولا تحصى جيوش
هذه المملكة عليهم وبين الجزيرة
والجزيرة نحو الميل والفرسخ و
الفرسخين والثلثة ونخلهم نخل
النارجيل لا يفقد من النخل الا
التمر وقد زعم اناس ممن عني
بتوليدات الحيوان وتخليط الاشجار
ان النارجيل هو المقل وانما
اثرت فيه تربة الهند حين
غرس فيها فصار نارجيل و
انما هو المقل،

(ص ۳۳۶)

چٹانیں، پتھر اور عنبر کے ٹکڑے کنارے
کی طرف پھینک دیتا ہے، ان سب جزیروں
کے باشندے آپس میں متحد و متفق ہیں، ان
کی تعداد حد شمار سے باہر ہے، اور اس
حکومت کی فوجیں بھی بے شمار ہیں، ایک
جزیرے سے دوسرے جزیرہ کا فاصلہ ایک
میل یا ایک یا دو یا تین فرسخ ہوتا ہے،
یہاں کے خاص درخت ناریل ہیں صرف
کھجور کے درخت نہیں ہوتے، تولید
حیوانات اور تلقیح نباتات کے فن
کا ذوق رکھنے والے بیان کرتے ہیں کہ
ناریل دراصل مقل ہے، لیکن اُسے
جب ہندوستان میں بویا گیا، تو وہاں
کی خاک کے اثر سے ناریل ہو گیا، ورنہ
دراصل وہ مقل ہی ہے،[1]

واکثر ما ذکرنا من الجزائر غذاؤھم

جن جزیروں کا ہم نے ذکر کیا

---

[1] ہر جگہ کی آب و ہوا کے اثرات وہاں کے باشندوں، جانوروں اور نباتات وغیرہ پر پڑتے ہیں اس کے متعلق مسعودی نے ایک مستقل کتاب کتاب القضایا والتجارب" لکھی ہے،

(ض)

الناس جیل ویحمل من هذه الجزائر
خشب البقم والخیزران والذهب
وفیلتها کثیرة وفیها من یاکل
لحوم الناس،

ان میں سے اکثر و بیشتر جزیروں کے
باشندوں کی خوراک ناریل ہے، اور یہاں
سے بکم کی لکڑی، بید اور سونا باہر بھیجا
جاتا ہے، ہاتھی بہت ہوتے ہیں، اور
بعض جزیروں کے لوگ آدمیوں کا
گوشت کھاتے ہیں،

(ص ۳۳۰)

وفیه مملکة المهراج ملك
الجزائر وملکه لا یضبط کثرة ولا
تحصی جنوده ولا یستطیع احد من
الناس ان یطوف فی اسرع
ما یکون من المراکب بجزائره
فی سنتین وقد حاز هذا الملك انواع
الافاویه والطیب ولیس لاحد
من الملوك ماله ومایتجهز به
من بلاده ویحمل من ارضه الکافور
والعود والقرنفل والصندل
والجوزبوا والبسباسة والقاقلة
والکبابة وغیر ذلك مما لم
نذکره،

یہیں جزیروں کے راجہ مہراج
کی سلطنت ہے، اور سلطنت نہایت
وسیع اور راجہ کی فوجیں بے شمار ہیں،
اور کوئی شخص دو سال سے کم عرصہ میں
کشتیوں کے ذریعہ اس کے ملک اور
جزیروں کا گشت نہیں کر سکتا، اس کا
ملک قسم قسم کے عطریات اور خوشبوؤں سے
بھرا ہوا ہے، کسی راجہ کے اس کے جیسا
ساز وسامان نہیں ہے، یہاں سے کافور
عود، لونگ، صندل، جائے پھل، جاوتری
قاقلہ، بڑی الائچی اور کباب چینی وغیرہ
جن کا ذکر ہم نے نہیں کیا تھا، باہر بھیجی
جاتی ہیں،

وجزائره تتصل ببحر لا تدرك
غايته ولا يعرف منتهاه وهو
مما يلي بحر الصين وفي اطراف
جزائره جبال كثيرة الناس
بيض الوجوه مخرموا الاذان تقطع
الرأس مطرقة ... تظهر من
جبالهم النار بالليل والنهار
فنهارها احمر وبالليل تسود
وتلحق بعنان السماء بعلوها و
ذهابها في الجو تقذف باشد
ما يكون من صوت الرعود والصواعق
وربما يظهر منها صوت عجيب
ينذر بموت ملكهم وربما يكون
اخفض من ذلك فينذر بموت
بعض رؤسائهم قد عرف بما ينذر
من ذلك بطول العادات والتجارب
على قديم الزمان وان ذلك
غير مختلف وهذه احد اطم
الارض الكبار ويليها الجزيرة

یہ جزیرے ایک ایسے سمندر سے متصل
ہیں، جس کی گہرائی اور انتہا کا پتہ نہیں
جو بحر چین کے قریب ہیں، ان جزیروں
کے اطراف میں پہاڑ اور انسانوں کی
کثیر آبادی ہے، جن کا رنگ گورا، کان
چھدے اور چہرے ڈھال کی طرح چپٹے
ہوتے ہیں، یہاں کے پہاڑوں سے رات
و دن آگ نکلتی رہتی ہے، وہ دن میں
سرخ اور رات کو سیاہ نظر آتی ہے
اور فضا میں اوپر اتنی دور تک جاتی ہے
کہ آسمان سے باتیں کرتی ہے، بجلی کی
کڑک سے زیادہ اس کے دھماکوں
کی آواز ہوتی ہے، اور بعض اوقات
ایسی خوفناک اور عجیب آواز ہوتی ہے
جس کی وجہ سے لوگوں کو اپنے راجہ کی موت
کا خطرہ لاحق ہوجاتا ہے، اور بعض اوقات
ہلکی آواز ہوتی ہے، تو لوگوں کو کسی
سردار یا بڑے آدمی کی موت کا ڈر
پیدا ہوجاتا ہے، جو مدتوں کا تجربہ ہے

التی یسمع منها علی دوام الاوقات اصوات الطبول والسریانات و العیدان وسائر انواع الملاهی المطربة المستلذة ویسمع ایقاع الرقص والتصفیق ومن یسمع ذلک یمیز بین صوت کل نوع من الملاهی المطربة وغدٌ والبحریون ممن اجتاز بتلک البلاد یزعمون ان الدجال بتلک الجزیرة وفی مملکة المهراج جزیرة سریرة یکون مسافتها فی البحر نحو من اربعمائة فرسخ وعمائر متصلة وله جزائر الزانج والرامی وغیر ذلک لما لایوتی ذکرہ من جزائرہ وملکه وھو صاحب البحر

اور کبھی اس کے خلاف نہیں ہوتا، یہ ایک بہت بڑا ٹیلہ ہے، اس کے قریب وہ جزیرہ ہے، جہاں ہر وقت طبل، بانسری، ساز مضراب اور دوسرے طرب انگیز اور حلاوت بخش آلات موسیقی کی صدائیں سنائی دیتی ہیں، اور ناچنے اور تالیوں کی آوازیں بھی سنائی دیتی ہیں، اور جو لوگ انھیں سنتے ہیں وہ آلات طرب اور دوسری قسم کی آوازوں کا فرق جانتے ہیں، اس علاقہ سے گذرنے والے ناخداؤں اور سمندری سیاحوں کا خیال ہے، کہ یہیں دجال رہتا ہے، مہراج کی سلطنت میں ایک جزیرہ سریرہ[1] بھی ہے، اس کی بحری مسافت تقریباً ۴۰۰ فرسخ ہے، اور آبادی مسلسل ہے زانج[2]

---

[1] صاحب نہایۃ الارب نے شریرہ اصل میں، اور نوٹ میں لکھا ہے، کہ ابو الفدار نے اسے سریرہ بتایا ہے یہ بحر صینی (چین) کا جزیرہ ہے، اور اس کا رقبہ ۲ ہزار لمبا اور ایک ہزار چوڑا ہے، اس میں بہت سارے شہر ہیں، اس سب بڑا شہر سریرہ ہی ہے جس کے نام سے یہ جزیرہ منسوب ہے، یہاں سے کافور کی برآمد ہوتی ہے،

[2] جزیرہ زانج (یا زانج) کا رقبہ . . . فرسنگ ہے، یہیں مہراج رہتا ہے،

السادس دھو بحر الصنف

(ص ۱۴۳، ۲۴۴)

اور رامنی[۵۱] کے جزیرے بھی اس کے ماتحت ہیں، اس کے علاوہ بہت سارے جزیرے ہیں جن کا ذکر نہیں، اور یہ چھٹا سمندر یعنی صنف والا ہے،

....

وبلاد الهند متصل ببلاد خراسان والسند مما یلی المنصورة والمولتان والقوافل متصلة من السند الی خراسان وکذلک الی الهند الی ان تتصل هذه البلاد ببلاد زابلستان ای بلاد زابلستان وهی بلاد واسعة تعرف مملكة فیروز بن کبک ثم یتلوه ملک الهند وهو ملک

(ص ۲۴۴)

ہندوستان خراسان اور منصورہ اور ملتان کے قریب سندھ سے ملا ہوا ہے، اُن کے درمیان قافلے برابر آتے جاتے رہتے ہیں اور اسی طرح ہندوستان برابر جاتے رہتے ہیں یہاں تک کہ یہ علاقے زابلستان[۵۲] سے مل جاتے ہیں، جو ایک وسیع ملک اور فیروز ابن کبک کی سلطنت کے نام سے مشہور ہے، بابل[۵۳] کے بعد ہندوستان کے راجہ کا

---

[۵۱] جزائر رامی تقریباً ایک ہزار آباد جزیروں کا مجموعہ ہے، ہر ایک جزیرہ کا بادشاہ ہوتا ہے اور ان میں سونے کی کانیں اور کافور کے درخت ہیں،

[۵۲] افغانستان،

[۵۳] مصنف نے بابل کی عظمت وشوکت کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے، کہ قدیم زمانہ میں اس کی اہمیت کے سب قائل تھے، اور وہاں کے بادشاہوں کا عام طور سے لوگ احترام کرتے تھے، اور بابل کے بعد عزت واحترام میں ہندوستان کا درجہ تھا،

الحكمة وملك الفيلة لان عند
الملوك الاكاسرة ان الحكمة
من الهند بدؤها، ثم يتلوه ملك
الهند في المرتبة ملك الصين،
(ص ۳۵)

نمبر ہے اور وہ حکمت و دانائی اور ہاتھیوں
والا راجہ ہے کیونکہ شاہان کسریٰ کے
نزدیک ہندوستان سے حکمت و تدبیر
کی ابتدا ہوئی تھی، پھر ہندوستان
کے راجہ کے بعد چین کے راجہ کا درجہ ہے۔

واصول الطيب خمسة اصناف
المسك والكافور والعود والعنبر
والزعفران كلها تحمل من
ارض الهند وما اتصل بها
الا الزعفران والعنبر ويوجد
بارض الزنج والشحر والاندلس
(ص ۳۷)

خوشبوؤں کی پانچ قسمیں، مشک
کافور، عود، عنبر اور زعفران ہیں
اور یہ سب کی سب (اندلس میں)
ہندوستان اور اس کے قرب و جوار
کے علاقوں سے آتی ہیں، صرف زعفران
اور عنبر حبشہ، شحر اور اندلس میں
بھی ہوتے ہیں۔

ملك الهند البلهرى، ملك
قنوج من ملوك السند بؤدرة
هذا اسم كل ملك يلي القنوج
وهنا مدينة يقال لها بؤورة
باسم ملوكهم وقد صارت
اليوم في حيز الاسلام وهي
من اعمال الملتان ومن هذه

ہندوستان کا راجہ بلہرا ہے
ہے، قنوج کا راجہ جو سندھ کے راجاؤں
میں سے ہے، (بؤورہ) (بھوج رائے)
کہلاتا ہے، اور یہ لقب قنوج کے ہر
راجہ کا ہوتا تھا، اور یہاں راجاؤں
کے نام کا ایک شہر بؤورہ بھی آباد تھا
جو اس وقت اسلامی سلطنت کے ماتحت

المدينة يخرج احد الانهار
التي اذا اجتمعت كانت نهر
مهران السند الذي زعم
الجاحظ انه من النيل وزعم غيره
ويؤيد ان هذا الذي هو ملك
القنوج هو ضد البلهري ملك
الهند وملك قندهار من
ملوك السند وجبالها يدعى
جج وهذا اسمه الاعم ومن
بلاده يخرج النهر المعروف
برائد وهو احد الانهار الخمسة
التي مهران السند منها و
القندهار يعرف ببلاد
الرهبوط ونهر من الخمسة
يخرج من بلاد السند وجبالها
يعرف ببهاطل ويجتاز ببلاد
الرهبوط وهي بلاد القندهار
(ص ٣٧٢)

ه انه من جیحون خراسان

اور ملتان میں شامل ہے، اسی شہر سے
پانچ دریاؤں میں سے ایک دریا نکلا ہے
جو سب آگے چل کر جب دریائے سندھ
میں مل جاتے ہیں، تو اس کا نام مہران
سندھ پڑ جاتا ہے، جس کے متعلق جاحظ کا
خیال یہ ہے کہ وہ نیل کی شاخ ہے، اور
بعض دوسرے لوگوں نے اسے خراسان
کے دریائے جیحون کی شاخ قرار دیا ہے،
قنوج کا یہ راجہ بھوج رائے ہندوستان
کے راجہ ولبھ رائے کے برعکس ہے، اور
قندھار کا راجہ بھی سندھ کے راجاؤں
میں شمار ہوتا ہے یہاں کے پہاڑوں
کو جج کہتے ہیں، اور یہ عام نام ہے اسی
ملک سے دریائے رائد نکلا ہے، جو دریائے
سندھ کے پانچ معاون دریاؤں میں
سے ہے، اور قندھار، رہبوط (راجپوتان)
کا ملک کہلاتا ہے، پانچ معاون دریاؤں
میں سے ایک جو ملک سندھ اور اس کے

ملہ یعنی دریائے راوی،

پہاڑوں سے جو ہجا کل کے نام سے مشہور
ہیں نکلتا ہے اور راجپوتوں کے شہر بینی
قندھار سے گذرتا ہے،

والنهر الرابع يخرج من بلاد	چوتھا معاون دریا کابل اور وہاں
كابل وجبالها وهي تخوم السند	کے پہاڑوں سے جو سندھ کی سرحد ہے
مما يلي بست وغزنين وذي عون	اور بست، غزنین، ذرغون، رخج، اور
فالرخج وبلد الداور مما يلي	سجستان کے قریب علاقہ داور وغیرہ
بلاد سجستان ونهر من الخمسة	سے ملا ہوا ہے اور پانچوں دریاؤں
يخرج من بلاد كشمير هذا من	میں سے ایک دریا ملک سندھ کے علاقہ
ممالك السند وجباله مملكة عظيمة	کشمیر اور اس کے پہاڑوں سے نکلتا
يحتوى ملكها من مدن وضياع	ہے اور کشمیر ایک وسیع سلطنت ہے جو
على نحو من ستين الفا الى سبعين	تقریباً ساٹھ ستر ہزار بستیوں اور شہروں
الفا لا سبيل لاحد من الناس	پر مشتمل ہے، اس ملک میں جانے کا صرف
للبلدة الا من وجه واحد ويغلق	ایک ہی راستہ ہے، باقی پورا ملک دروازے
على جميع ما ذكرنا من ملكه باب	سے بند اور اونچے اونچے اور محفوظ پہاڑوں
واحد لان ذلك في جبال شامخة	کے اندر ہے جن کی بلندی پر پرندوں
ذات منعة لا سبيل للرجال الا	کے علاوہ نہ انسان پہونچ سکتے ہیں اور

۱ سجستان اور غزنین کے درمیان ایک گرم اور یاقوت کے خیال میں کابل کا علاقہ ہے ۲ رخج بھی کابل کا علاقہ ہے،
۳ داور کے اطراف کے لوگ اسے زمنداو کہتے ہیں، یہ بست اور رخج کے قریب ایک ریاست ہے جس سے متعلق بے شمار گاؤں اور شہر ہیں،

تسع مایة الف فیحارب بجیش
الشمال صاحب الموا ثان ومن
معه فی ذلک الثغر من المسلمین
ویحارب بجیشه الجنوب البلهری
ملک المانکیر وبالجیوش الباقیة
من یلقاه من کل وجه من الملوک
ویقال ان ملکه یحیط فی مقدار
ماذکرنا من المسافة من المدن
والقری والضیاع مما یدرکه
الاحصاء والعدد الف الف و
ثمانمایة الف قریة بین اشجار
وانهار وجبال ومروج وهو
قلیل الفیلة من بین الملوک
واسمه لحربه الفافیل حربیة
تقاتل وذلک ان الفیل اذا
کان فارسها ممارسا شجاعا
وان کان راکبه فارسا وفی
خرطومه الفیل القرطل وهو نوع
من السیوف وخرطومه مغشی

ساتھیوں سے لڑتا ہے، اور جنوبی
فوجوں سے مانگیر کے راجہ ولبھ رائے
سے جنگ کرتا ہے، اور بقیہ لشکروں
سے دوسری سمت کے حملہ آوروں
کا مقابلہ کرتا ہے، بیان کیا جاتا ہے
کہ اس کی حدود سلطنت کے شہروں،
قصبوں اور آبادیوں کی تعداد جو
شمار میں آسکی ہیں، کا رقبہ آٹھ دس
لاکھ ہے جن میں باغات، نہریں، پہاڑ
اور چراگاہیں ہیں، اس راجہ کے پاس
ہاتھی عام بادشاہوں کے مقابلہ
میں بہت کم ہیں، اس کے ہاتھیوں کے
ذریعہ لڑائی کا قاعدہ یہ ہے کہ دو
جنگی ہاتھی لڑتے ہیں، اگر ہاتھی مشاق
تجربہ کار اور بہادر ہوتے اور اس کا
سوار بھی شہسوار ہوتا اور ہاتھی کی
سونڈ میں کٹار ہوتی ہے، جو تلواروں
ہی کی قسم ہے، اور سونڈ زرہ اور لوہے
سے ڈھکی اور جسم برگستواں سے ڈھکا

الف قرية مما يقع عليها الاحصا
والعدد وفيه على ما ذكرنا الصنم
المعروف بالمولتان يقصده
السند والهند من اقصى بلادهم
بالنذور من الاموال والجواهر
والعود وانواع الطيب ويحج اليه
الالوف من الناس واكثر اموال
صاحب امولتان مما يحمل الى
هذا الصنم من الاعواد الستة
من العود القماری الخالص الذی
يبلغ منه المن مائتی دينار و
اذا ختم بالخاتم صار فيه كما
يؤثر فی الشمع وغير ذلك من
العجائب الذی يحمل اليه واذا
نزلت الملوك من الكفار على
الملتان وعجز المسلمون عن
حربهم ددهو يكسر هذا
الصنم وتعويره نترحل الجيوش
عنهم عند ذلك وكان دخولی

متعلق ایک لاکھ ۲۰ گاؤں ہیں جو شمار
میں آسکے ہیں، اور جیسا کہ ہم نے بیان
کیا ہے، یہیں وہ مشہور بت خانہ ہے
جس کی یاترا کے لئے دور دراز سے سندھی
اور ہندوستانی نذر و نیاز کا مال جواہر
عود اور قسم قسم کی خوشبودار چیزیں لیکر
آتے اور ہزاروں اشخاص اُس
کی یاترا کرتے تھے، ملتان والوں کی
آمدنی زیادہ تر اس لکڑی سے ہوتی جو
اس بتخانہ کے بخور کے لئے جاتی ہے،"
جس کی ایک من کی قیمت دو ہزار دینار
ہوتی ہے یہ اس قدر نرم ہوتی ہے کہ اگر
اس پر مہر لگائی جائے تو موم کی طرح نقش
بن جاتا ہے، اس کے علاوہ اور بہت سی
عجیب عجیب چیزیں اس بت کے چڑھاوے
میں آتی ہیں، جب کوئی ہندو راجہ ملتان
پر چڑھائی کرتا اور مسلمان اُس کا مقابلہ
نہ کر پاتے تھے، تو اس بت خانہ کو توڑ
ڈالنے کی دھمکی دیتے اس دھمکی پر ہندو

الی بلاد الملتان بعد الثلثمائة
والملک بها ابو اللباب المنبه
بن اسد القرشی الاسامی ثم
لکن ذلک کان دخولی الی بلاد
المنصورة فی هذا الوقت ثم
والملک علیها ابو المنذر عمر
بن عبد الله ثم رأیت بها
وزیره ریاحا وابنیه محمدا و
علیا ورأیت بها رجلا من
العرب سیدا من ساداتها
وملکا من ملوکها وهو المعروف
بحمزة وبها خلق من ولد علی
بن ابی طالب رضی الله عنه
ثم من ولد عمر بن علی وولد
محمد بن علی،

(ص ٣٧٦ و ٣٧٧)

کی فوجیں واپس چلی جاتیں، ملتان جانا
سنہ ۳۰۰ھ کے بعد ہوا تھا، اس وقت وہاں
ابو اللباب منذر بن اسد قرشی اسامی
حکمران تھا، اور اسی زمانہ میں منصورہ
بھی جانا ہوا تھا، اس کا حکمران ابوالمنذر
عمر بن عبداللہ ہے میں نے وہاں اس کے
وزیر رباح اور دونوں بیٹے محمد اور علی
کو دیکھا، عرب کے سادات اور ملوک
میں سے بھی ایک شخص کو دیکھا جو حمزہ کے
نام سے مشہور تھا، وہاں علی بن ابی طالب
کی اولاد کی بڑی تعداد آباد ہے جو عمر بن علی اور
محمد بن علی کی نسل سے ہے،

وبین ملوک المنصورة وآل ابی
الشوارب القاضی قرابة وصلة فی نسب
وذلک ان ملوک المنصورة الذین

منصورہ کے حکمرانوں اور قاضی
ابو الشوارب کے گھرانے میں تعلقات
رشتہ داری اور قرابت تھی، ہمارے نا

وللفيلة اخبار عجيبة للرهبة
منها والعالة منها مالا يحارب
فتجر العجل وتحمل عليها الاثقال
وتستعمل في دراس الارز و
غيره من الاقوات كدرس
البقر في البيدر وسنذكر
فيما يرد من هذا الكتاب في
اخبار الزنج الفيلة وكونها
في بلادها اذ ليس في سائر
الممالك اكثر منها في بلاد
الزنج وهي وحشية هنالك
كلها فيمن ذكر جمل من اخبار
ملوك السند والهند،
(ص ٣٠٠ و ٣٠١)

ولغة السند خلاف
لغة الهند والسند مما يلي الاسلام
ثم الهند ولغة المانكير وهي
دار مملكة البلهرى كيرية منافه
الى الصنع وهي كره وانشد ساحله

ہاتھیوں کی کئی قسمیں ہیں، بعض جنگی
ہوتے ہیں، اور لڑائی کے کام میں آتے
ہیں، بعض کھیتی اور باربرداری کے
کام میں آتے ہیں، اور گاڑی کھینچتے
ہیں، اور ان پر بوجھ لادا جاتا ہے،
اور بیلوں کی طرح دھان اور دوسرے
غلہ دانے کے کام میں آتے ہیں، آگے
چل کر جب ہم حبشیوں کے حالات
بیان کریں گے، تو ہاتھیوں کا مزید
ذکر کریں گے، کیونکہ وہاں سے زیادہ
کسی ملک میں ہاتھی نہیں پائے جاتے
مگر وہ سب وحشی اور جنگلی ہوتے ہیں
(سدھائے نہیں ہوتے) یہ سندھ اور
ہند کے بادشاہوں کا مختصر تذکرہ تھا
سندھ کی زبان ہندوستان سے
مختلف ہے، اور سندھ اسلامی ممالک
سے قریب تر ہے، اس کے بعد ہندوستان
پڑتا ہے، مانکیر یعنی ولبھ راے کی
سلطنت کے پایۂ تخت کی بولی کھڑی ہے

مثل سیمور و سوبارة وتانه
وغير ذلك من مدن الساحل
لاردية وبلد هم مضافة
الى البحر الذي هم عليه وهو
لاروي وقد تقدم ذكره
فيما سلف من هذا الكتاب
(ص ۳۸۱)

ولبعض الساحل انهار
عظيمة تجري من الجنوب
بالضد من انهار العالم
وليس في انهار العالم ما يجري
من الجنوب الى الشمال الا نيل
مصر ومهران السند وليسير
من الانهار وما عدا ذلك
من انهار العالم تجري من
الشمال الى الجنوب وقد ذكرنا
وجه العلة في ذلك وما قاله
الناس في هذا المعنى في كتابنا

یہی اس کے اطراف و جوانب کی زبان
ہے، مگر ثقیل ہے، ساحل یعنی چیمور،
سوپارہ اور تھانہ وغیرہ ساحلی شہروں
کی زبان لاڑی ہے، ان کا شہر جیسا کہ
اس کتاب میں پہلے ذکر ہوا ہے بحر
لاروی کی جانب جس کے کنارے وہ
لوگ آباد ہیں، منسوب ہے،

اس ساحل کے بعض بڑے دریا دوسرے
دریاؤں کے برعکس جنوب سے بہتے ہیں
دنیا میں صرف دریائے نیل اور سندھ ہی
جنوب سے شمال کی طرف بہتے ہیں، ان
کے علاوہ تمام دریا شمال سے جنوب کو
بہتے ہیں، ہم اپنی کتاب اخبار الزمان
میں اس کے اسباب اور اس سے متعلق
لوگوں کے اقوال اور نشیبی اور بالائی
زمینوں کا حال تحریر کر چکے ہیں۔

[1] یعنی بھروچ قدیم گجراتی،

اخبار الزمان وذکر ما انخفض
من الارض وما ارتفع ،

(ص ۳۸۱ - و ۳۸۲)

ولیس فی ملوک السند والھند	سندھ اور ہندوستان کے راجاؤں
من یعز المسلمین فی ملکہ مثل	میں راجہ بلھرا کی طرح مسلمانوں کو اور
البلھری فالاسلام فی ملکہ عزیز	کسی کی حکومت میں عزت حاصل نہیں
مصون ولھم مساجد مبنیۃ	ہے اسلام اس راجہ کی سلطنت میں محفوظ
وجوامع معمورۃ للصلوات	اور معزز ہے، اس کے ملک میں مسلمانوں
الخمس ویملک الملک منھم	کی نماز پنجگانہ کی مسجدیں اور جامع مسجد
الاربعین سنۃ والخمسین	ہیں، جو آباد ہیں، یہاں کے راجہ چالیس
فصاعدا واھل مملکتہ یزعمون	چالیس اور پچاس پچاس سال بلکہ اس
انہ انما طالت اعمار ملوکھم	سے بھی زیادہ مدت تک راج کرتے ہیں
لسنۃ العدل واکرام المسلمین	اس سلطنت کے باشندوں کا خیال
وھو ملک یرزق الجنود من	ہے کہ اُن کی عمریں عدل وانصاف
بیت مالہ کفعل المسلمین	اور مسلمانوں کی عزت و توقیر کرنے کی
بجنودھم ولھم دراھم	وجہ سے لمبی ہوتی ہیں، اس راجہ کے
طاھریۃ[1] وزن الدرھم	یہاں فوجوں کو شاہی خزانہ سے مسلمانوں
منھا وزن درھم ونصف	کے بیت المال کی طرح تنخواہ ملتی ہے،

---

[1] وفی نسخۃ طاطریہ وھو الصواب ، (ض)

سکته، بلاد تاریخ مملکتهم
(ص ۳۸۲ و ۳۸۳)

یہاں طاطریہ سکوں کا رواج ہے،
اس کے ایک درہم کا وزن ۱½ درہم
کے برابر ہوتا ہے، یہ سکے ابتدا سے
سلطنت سے رائج ہیں،

وفیلة الحربیة لا تحصی کثرة و تدعی
بلاده ایضاً بلاد الکمکر[1] و یحاربهم
ملک الجزر من احدی جهات
مملکته وهو ملک کثیر الخیول و
الابل والجنود و یزعم انه لیس
فی ملوک العالم اجل منه الا
صاحب اقلیم بابل وهو الاقلیم
الرابع وذلک ان هذا الملک
ذو نخوة وصولة علی سائر
الملوک وهو مع ذلک مبغض
للمسلمین وهو کثیر الفیلة
...... فی ارضه معادن الذهب
والفضة و مبایعاتهم بها،
(ص ۳۸۳)

اور جنگی ہاتھیوں کی تعداد تو بیشمار
ہے، اس کے ملک کا نام ککم بھی ہے، گجرات
کا راجہ اس سلطنت کی ایک سمت سے
اہل ککم سے لڑائی کرتا ہے، اس کے
پاس گھوڑوں، اونٹوں اور فوجوں
کی بڑی تعداد ہے، اس کا خیال ہے
کہ اقلیم چہارم کے ملک بابل کے بادشاہ
کے سوا دنیا کا اور کوئی بادشاہ بھی
اس سے بڑا نہیں ہے، یہ راجہ بڑی نخوت
اور شوکت و دبدبہ کا ہے، اور مسلمانوں
کا سخت دشمن ہے، اس کے پاس ہاتھی
بہت زیادہ ہیں، ....
....
.... اس ملک میں سونے

---

[1] فی النسخة الاخری "بلاد السکاکر" و لعلها "بلاد الکمکم"

چاندی کی کانیں ہیں، اور لین دین
اور خرید و فروخت بھی اسی سے ہوتی ہے

ثم يلي هذا الملك ملك
الطافن موادع لمن حوله من
الملوك مكرم للمسلمين ولجيت
جيوشه كجيوش من ذكرنا من
الملوك وليس في نساء الهند
احسن من نساءهم ولا اكثر
منهاجا لادبيا ضاوهن موصوفات
الخلوات مذكورات
في كتب الباه واهل البحر يتنافسون
في شرائهم يعرفن بالطافنيات
(ص ۲۸۳ - ۲۸۴)

اس راجہ کے قریب ہی دکھن کا
راجہ ہے جو قرب و جوار کے راجاؤں
سے مصالحانہ رویہ رکھتا ہے اور مسلمانوں
کے ساتھ عزت و احترام سے پیش آتا
ہے، اس کے پاس عام بادشاہوں کی
طرح فوجیں بھی زیادہ نہیں ہیں،
ہندوستان میں کہیں یہاں سے زیادہ
خوبصورت حسین اور گوری عورتیں نہیں ہوتیں
وہ لطف خلوت کے لئے مشہور ہیں،
اور علم الباہ کی کتابوں میں ان کا تذکرہ
ہے، سمندر کا سفر کرنے والوں میں
ان کی خریداری کے لئے بڑا مقابلہ ہوتا ہے
ان عورتوں کو طافنیات (دکھن کی
عورتیں) کہا جاتا ہے،

ثم يلي هذا الملك مملكة رهمي
هذه سمة لملوكهم لا اعلام
من اسمائهم ويقاتله الجرز

اس کے بعد رہمی (دواقع برما)
کی سلطنت پڑتی ہے، یہ اس ملک
کے راجاؤں کا لقب ہے جو اُن کے

وملکه متاخم لملک ...
وهي يحارب البلهرا ايضاً من
احد جهات مملكته وهذا كثير
جيوشا منه وفيلة وخيولاً من
البلهري ومن ملك الجزر و
من ملك الطافن واذا خرج في
حروبه فرسمه ان يكون في
خمسين الف فيل ولا يكون خروجه
الا في الشتاء لقلة صبر الفيل
على العطش وقلة لبثها
والمكثر من الناس يغلو في
القول في كثرة جنوده فيزعمون
ان عدد القصارين والغسالين
في عسكره من عشرة آلاف الى
الخمسة عشر الفاً،

(ص ۳۸۴)

وحرب من ذكرنا من الملوك

ناموں سے زیادہ مشہور اور عام ہے اس
راجہ سے بھی راجہ گجرات جنگ کرتا ہے
دونوں سلطنتوں کی سرحدیں ملی ہوئی
ہیں اور رہتی دلہرا سے بھی اپنی
ایک سرحد کی سمت سے لڑتا ہے اس
کی فوجیں ہاتھی اور گھوڑے دلہرا سے
گجرات اور دکھن کے راجاؤں سے زیادہ
ہیں - اس کا دستور ہے کہ وہ جنگ میں
۵۰ ہزار ہاتھی لے کر نکلتا ہے، اور وہ
صرف موسم سرما ہی میں لڑتا ہے کیونکہ
ہاتھی پیاس کی شدت کی تاب نہیں
لا سکتے، اور تھوڑی ہی دیر کے بعد بھاگ
کھڑے ہوتے ہیں، اور مبالغہ کرنے
والے اس کی فوجوں کی کثرت کو بہت
زیادہ مبالغہ سے بیان کرتے ہیں اور
کہتے ہیں کہ اس کی فوج میں کپڑا دھونے
والے دھوبیوں کی تعداد دس پندرہ
ہزار کے درمیان ہے،

جن راجاؤں کی لڑائیوں کا ہم نے

كرادين كل كردوس
عشرون الف اربعة وجوه كل
وجه من الكرادين خمسة آلاف
ومملكة رهمى تعاملهم بالودع و
هو مال البلد وفى بلده العود
والذهب والفضة والثياب
ليست لغيره دقة ورقة و
من بلده يحمل الشعر الموصوف
بالضمر[1] الذى يتخذ منه المذاب
بنصب العاج والفضة الذى
يقوم به الخدم على رؤس
الملوك فى مجالسها،
(ص ۳۸۵)

ذکر کیا ہے، وہ دستوں کی صورت میں
ہوتی ہیں ہر دستہ میں ۲۰ ہزار فوجیں
ہوتی ہیں، اور ہر سمت میں اُن کے چار
حصے ہوتے ہیں، اور ہر حصہ کی تعداد
۵ ہزار ہوتی ہے، رہمی کی سلطنت میں
کوڑیوں سے لین دین ہوتا ہے یہی اس
سلطنت کا سکہ ہے، اس شہر میں عود،
سونا، چاندی، اور نہایت باریک کپڑے
ہوتے ہیں، اس سے زیادہ ملائم اور
باریک کپڑے اور کہیں نہیں ہوتے اسی
ملک سے وہ خاص مال باہر جاتا ہے جو
ضمر کہلاتا ہے، جس کو ہاتھی کے دانت
اور چاندی میں لگا کر چونری بنائی جاتی
ہے، جس کو خادم مجلسوں اور درباروں
میں راجاؤں کے سروں کی جانب لئے
کھڑے رہتے ہیں،

وفى بلده الحيوان المعروف
بالنشان المعلم وهو الذى

اسی ملک میں وہ مشہور جانور بھی
ہوتا ہے جسے عوام گینڈا کہتے ہیں اس کی

---

[1] وفى نسخة بالضمر الذى تتخذ"

يسميه عوام الناس بالكركدن له
في مقدم جبهته قرن واحد
وهو دون الفيل في الخلقة و
أكبر من الجاموس إلى السواد
وهو يجتر كما تجتر البقر وغيرها
مما يجتر من الحيوان والفيلة
تهرب منه وليس في أنواع
الحيوان والله أعلم أشد منه
وذلك أن أكثر عظامه صمّ
لا مفصل في قوائمه لا يبرك و
لا ينام وإنما يكون بين الشجر
والأحجار يستند إليه عند نومه
والهند تأكل من لحمه وكذلك
من في بلادهم من المسلمين
لأنه نوع من البقر والجواميس
من أرض الهند والسند،
(ص ٣٨٥ و ٣٨٦)

پیشانی پر آگے ایک سینگ ہوتا ہے،
یہ جانور ہاتھی سے چھوٹا مگر بھینسوں
سے بڑا اور سیاہ ہوتا ہے، بیلوں اور
دوسرے جگالی کرنے والے جانوروں
کی طرح جگالی کرتا ہے، ہاتھی اسے
دیکھ کر بھاگتا ہے، اس سے زیادہ
طاقتور کوئی جانور نہیں ہوتا، واللہ
اعلم کیونکہ اس کی اکثر ہڈیاں بڑی
مضبوط اور ٹھوس ہوتی ہیں اس کی ٹانگوں
میں کوئی جوڑ نہیں ہوتا، اس لئے وہ نہ
ان کو موڑ کر بیٹھ سکتا ہے اور نہ سو سکتا ہے،
بلکہ سوتے وقت درختوں اور جھاڑیوں
کی ٹیک لگا لیتا ہے، ہندوستانی
بلکہ اس ملک کے مسلمان بھی اس کا گوشت
کھاتے ہیں، کیونکہ وہ گایوں اور بھینسوں
کی قسم کا ایک جانور ہے، (اس لئے
حلال ہے)

وهذا النوع من الحيوان
وهو السنان يكون في أكثر غابات

یہ جانور عموماً ہندوستان کی اکثر
جھاڑیوں اور جنگلات میں ہوتا ہے

الهند الا انه في مملكة رهمي اكثر
وقرونه اصفى واحسن وذلك
ان قرنه ابيض في وسطه صورة
سوداء وفي ذلك البياض اما
صورة انسان او صورة
طاؤس بتخطيطه وشكله
او صورة سمكة او صورته
في نفسه او صورة نوع من
الحيوان مما يوجد في تلك الديار
فيشترى هذه القرون ويتخذ
منه المناطق بالسيور على صورة
الحلية من الذهب والفضة
فتلبسه ملوك الصين وخواصها
ويتنافس في لبسها ويتبالغ في
اثمانها فيبلغ ثمن المنطقة الفي
دينار الى اربعة الاف فيها
معالق الذهب وذلك في نهاية
الحسن والاتقان وربما يرصع
بانواع من الجواهر وقضبان الذهب

مگر رہمی کی سلطنت میں زیادہ ہوتا ہے
اور وہاں کے گینڈوں کی سینگیں زیادہ
چکنی چکیلی اور خوبصورت ہوتی ہیں
سینگ کا رنگ سفید ہوتا ہے اس
کے بیچ میں ایک سیاہ تصویر معلوم
ہوتی ہے، جو آدمی یا مور یا مچھلی یا
خود گینڈے یا کسی اور جانور کی شکل کی
ہوتی ہے، جو ان علاقوں میں پائے
جاتے ہیں، لوگ ان سینگوں کو خرید
کر سونے چاندی کے زیورات کی طرح
اس کے پٹکے بناتے ہیں، جن کو چین کے
بادشاہ اور عمائد استعمال کرتے ہیں
اور ان میں باہم مقابلہ ہوتا ہے، اور ایک
دوسرے سے بڑھ چڑھ کر قیمتیں لگاتے
ہیں، حتی کہ بعض اوقات ایک پٹکے کی
قیمت دو ہزار سے چار ہزار تک پہونچ
جاتی ہے، یہ بڑا خوبصورت اور مضبوط
ہوتا ہے، اور کبھی کبھی اس کو سونے اور
جواہرات سے ..... مرصع بھی کرتے ہیں

ووجود تلك الصور منقشة بسواد
في بياض وربما يوجد في قرونها
بياض في سواد وليس في كل بلد
يوجد في قرن الانسان ما ذكرنا
من الصور، (ص ۲۰۳، ۲۰۴)

وقد زعم الجاحظ ان الكركدن
يمكث في بطن امه سبع سنين و
انه يخرج راسه من فرج امه
فيرعى ثم يدخل راسه في
بطنها قال هذا القول اورده
في كتاب الحيوان على طريقة
الحكاية والتعجب فبعثني
هذا الوصف على مسئلة من
توجه تلك الديار من اهل
سيراف وعمان ومن رأيت
بارض الهند من التجار فكل
يتعجب من قولي اذا اخبرته
بما عندي من هذا وسألته

ان سینگوں میں جو قدرتی تصویر ہوتی ہے
اس کی سپیدی میں سیاہ تحریر سی معلوم
ہوتی ہے، اور یہ خصوصیت یعنی سینگوں
میں تصویر ہندی کے علاوہ کسی اور جگہ کے
گینڈوں میں نہیں پائی جاتی،

جاحظ کا خیال ہے کہ گینڈا اپنی ماں
کے پیٹ میں سات سال تک رہتا ہے
اور پیٹ سے سر نکال کر چرتا بھی ہے اور
پھر پیٹ کے اندر چلا جاتا ہے، یہ اس نے
کتاب الحیوان[1] میں بطور حکایت اور تعجب
کے بیان کیا ہے یہ ایک عجیب و غریب
بات تھی، اس لئے میں نے سیراف عمان
کے لوگوں سے جو ان ملکوں میں جاتے ہیں
اور ہندوستان میں جن تاجروں کو میں
نے دیکھا تھا اس کے متعلق پوچھا تو وہ
لوگ بہت متعجب ہوئے، اور بتایا کہ
گینڈا گایوں اور بھینسوں کی طرح
بچہ دیتا ہے، معلوم نہیں جاحظ کو یہ

---

[1] جاحظ کی مشہور اور اہم کتاب کا نام ہے،

عنه و يخبرونى ان حمله وفصاله
كالبقر والجواميس ولست ادرى
كيف وقعت هذه الحكاية للجاحظ
امن كتاب نقلها ام مخبر اخبره
عنها بها ، (ص ٣٠٠، ٣٠١)

حکایت کہاں سے معلوم ہوگئی، ان سے
کسی نے اسے بیان کیا ہے، یا کسی کتاب
سے انھوں نے نقل کیا ہے،

ولرهمی فی ملکه بر و بحر و یلی
ملکه ملک لا بحر له یقال له ملک
الکامن واهل مملکته بیض مخزموا
الاذان لهم فیلة وابل وخیول
وحسن وجمال للرجال والنسا
(ص ٣٠٠)

رہمی کی سلطنت میں خشکی وتری دونوں
قسم کے علاقے ہیں، مگر اس سے قریب رہمی
ایک ایک بڑی جس کو کامن کہا جاتا ہے
اس میں کوئی سمندر نہیں، مگر اس کے
باشندے گورے اور اس کے کان چھدے
ہوتے ہیں، اُن کے یہاں ہاتھی، اونٹ
اور گھوڑے وغیرہ ہوتے ہیں اور مرد
عورت دونوں خوبصورت ہوتے ہیں،

ولمن ذکرنا من الهند و
والصین وغیرهم من الامم
اخلاق وشیم فی الماکل و
المشرب والمناکح والملابس
والعلاج والادویة بالکی بالنار
وغیره وقد ذکر عن جماعة

ہندوستان، چین وغیرہ جن قوموں
کا ہم نے تذکرہ کیا ہے، اُن کے کھانے
پینے اور شادی بیاہ، لباس، علاج
اور کے "یعنی داغ کے ذریعہ دوا کے
خاص طریقے اور اصول ہیں، اُن کے
بادشاہوں کی ایک جماعت کے متعلق

من ملوكهم انهم لا يرون حبس
الريح في اجوافهم لانه داء
يردى ولا يحتشمون من اظهارها
في سائر احوالهم وكذلك فعل
حكمائهم ويرون حبسهم داء
يؤذي وارسالها شفاء ينجي
وان ذلك العلاج الاكبر
وان فيه راحة لصاحب
القولنج المحصور دواء للسقيم
المطحول فيس يحبسون ضرطة
ولا يحصرون فسوة ولا يرون
ذلك عيبا،

(ص ٣٩٠ - ٣٩١)

بیان کیا جاتا ہے کہ وہ لوگ پیٹ میں
ریاح روکنے کو مناسب نہیں سمجھتے کیونکہ
اس سے سخت امراض کے پیدا ہونے کا
خطرہ رہتا ہے، اس لئے وہ کسی حالت
میں بھی صدور ریاح میں شرم و جھجک
نہیں محسوس کرتے، اور یہی ان کے حکما
اور پنڈتوں کا طریقہ ہے اور ان کا
خیال ہے کہ ریاح کو روکنا مضر ہے
اس کو خارج کر دینے میں شفاء اور
نجات ہے، اور یہی سب سے بڑی دوا ہے
اور قولنج تلی اور پھیپھڑے کے مریضوں
کو اس سے آرام ملتا ہے، اس لئے وہ
ریاح کو روکنا پسند نہیں کرتے اور
اس کا خارج کرنا عیب نہیں سمجھتے

والهند المتقدمون في
صنعة الطب ولهم فيه
اللطافة والحذق وذكر
هذا المخبر عن الهند ان
السعال عندهم اقبح من

اور ہندوستان کے لوگ فن طب
میں بہت آگے بڑھے ہوئے ہیں، اور اس
فن میں ان کو بڑی مہارت اور کمال
حاصل ہے، اسی راوی کا بیان ہے کہ کھانسی
کی آواز ان کے یہاں ریاح کی آواز سے

الضراط... واستشهد هذا الخبر
في صحة ما حكاه عن الهند
باستفاضة القول في ذلك في
كثير من الناس عنهم حتى ذكر
ذلك عنهم حتى في السير و
الاخبار والنوادر والاشعار
فمن ذلك ما ذكره ابان

زیادہ معیوب سمجھی جاتی ہے۔ راوی نے
اس حکایت کی صحت کی دلیل یہ بیان
کی ہے کہ یہ واقعات اکثر لوگوں میں مشہور
و معروف ہیں یہاں تک کہ سیر واقعات
نوادرات اور اشعار وغیرہ تک میں انکا
ذکر ہے۔ چنانچہ ابان بن عبد الحمید نے اپنے
ایک قصیدہ میں بھی ان کا ذکر کیا ہے

جلد دوم

يحرقون موتاهم ويحرقون معهم
والآلة والحلية واذا مات الرجل
احرقت معه امرأته وهي في
الحياة وان ماتت المرأة لم
يحرق الرجل وان مات منهم
عزب زوج بعد وفاته والنساء
يرغبن في تحريق انفسهن لدخولهن
عند انفسهما الجنة وهذا
فعل من افعال الهند على حسب
ما ذكرنا آنفا الا ان الهند ليس
من شانها ان تحرق المرأة مع
زوجها الا ان ترى المرأة ذلك
(ص ۹ و ۱۰)

رعقالیا اور بیوی اپنے مردوں کے ساتھ
پوشیدہ آلات اور زیورات کو بھی جلا
دیتے ہیں، اور جب کوئی آدمی مرتا ہے تو
اس کے ساتھ اس کی زندہ بیوی بھی
جلا ڈالی جاتی تھی، لیکن عورت کے مرنے
پر شوہر نہیں جلایا جاتا تھا، اور اگر کنوارا
مر جاتا تھا، تو مرنے کے بعد اس کی شادی
کر دی جاتی تھی، اور عورتیں خود شوق
ورغبت سے اپنے کو جلا دینے کے لئے
تیار رہتی تھیں، کیونکہ وہ سمجھتی تھیں کہ اپنے
شوہروں کے ساتھ جلنے کے باعث
وہ جنت میں داخل ہو جائیں گی، اور جیسا کہ
ابھی بیان کیا گیا یہی طریقہ ہندوؤں
میں بھی تھا، مگر اُن کے یہاں شوہروں
کے ساتھ ستی ہو جانے کی رسم ضروری
نہیں تھی، لیکن اگر خود عورت چاہتی
تو ستی ہو جاتی تھی

فلمّا استقامت له الاحوال
وانتظم له الملك بلغ بعض
ملوك الهند ما القوم عليه من
القوة والشدة والعمارة و
انهم جاوروا الممالك وقد
كان هذا الملك الهندي
غلب على ما حوله من ممالك
الهند وانقادت الى سلطانه
ودخلت في احكامه وقيل ان
ملكه كان مما يلي بلاد السند و
الهند فسار نحو بلاد بسط و
غزنين ولعس وبلاد الداور
على النهر المعروف بالهرمند
وهو نهر بلاد سجستان ينتهي
جريانه على اربع فراسخ منها
وهذا النهر عليه ضياع اهل
سجستان وجناتهم ونخلهم و

[illegible]

دسریانی بادشاہ اہرمون کے حالات
اور سلطنت کے انتظامات جب درست
ہو گئے، تو ایک ہندوستانی راجہ کو
اس کی قوت، شوکت، عظمت، آبادی
اور دوسرے ملکوں پر اس کے حملہ کی
اطلاع ملی، یہ بھی اپنے آس پاس کے
تھا، اس کے آس پاس کے تمام ہندوستانی
علاقے اس کے زیر اقتدار اور تابع فرمان
تھے، بیان کیا جاتا ہے کہ اس کا ملک
سندھ اور ہندوستان کے قریب تھا
اس نے بسط[1]، غزنین لعس اور دریائے
ہرمند[2] کے ساحلی علاقے داور کا رخ
کیا، ہرمند ملک سجستان کا دریا ہے
جو اس سے ۴ فرسخ کے فاصلہ پر ختم ہو جاتا
ہے، اس دریا کے کنارے موجودہ زمانہ
یعنی ۳۳۲ھ میں سجستان کے باشندوں
کی آبادیاں، اُن کے باغات، نخلستان

---

[1] یہ غالباً بست ہے جس پر پہلے نوٹ تحریر کیا جا چکا ہے،

[2] یعنی دریائے ہلمند جس پر نوٹ گذر چکا ہے، (ض)

متنزهاتهم فی هذا الوقت وهو
سنة اثنین وثلثین وثلثمائة و
یعرف بنهر لسبط یجری فیه السفن
من هنالك الی سجستان فیها
الاقوات وغیر ذلك وهو بلد
الریاح والرمال والبلد الموفق
بان الریح تدیر فیه الارحی و
یخرج الماء من الآبار فتسقی
الجنان ..... (ص ۸۰، ۸۹)
وقد تنوزع فی مبدأ هذا
النهر المعروف بالمهران سند
فمن الناس من رأی انه
من عیون جبال السند والهند
ومنهم من رأی ان مبدأه
من مبداء نهر الکنك وهو
نهر الهند ویمر بکثیر من جبال
السند وهو نهر حاد الانصباب
والجریان علیه تعذب اکثر اهل
الهند انفسها بالحدید تغرقها

اور سیر گاہیں ہیں، اس کو بسا کا دریا
بھی کہا جاتا ہے، اس میں غلہ سے بھری
ہوئی کشتیاں یہاں سے خراسان تک
کو بھی جاتی ہیں، یہ ریگستانی ملک ہے،
اور یہاں تیز ہوائیں چلتی رہتی ہیں اور
اُن کے زور سے پن چکیاں چلتی ہیں، ان
کے ذریعہ کنووں سے پانی نکلتا ہے جس
سے باغوں کی آبپاشی ہوتی ہے،....

دریائے مہران سندھ کے منبع کے بارہ میں
اختلاف ہے، بعض لوگوں کا خیال
ہے، کہ وہ ہندوستان اور سندھ کے
پہاڑی چشموں سے نکلا ہے، اور بعض
لوگوں کے نزدیک اس کا اور دریائے
گنگا کا مخرج ایک ہی ہے، اور گنگا
ہندوستان کا دریا ہے، جو سندھ کے
اکثر پہاڑی علاقوں سے گذرتا ہے، اور
نہایت تیزی سے بہتا ہے، اکثر ہندو
اس کے کنارے لوہے سے اپنے جسم

يزهد اي في هذا العالم ورغبة
في التنقل عنه وذلك انهم
يقصدون موضعا في اعالي
هذا النهر المعروف بالكنك
وهنالك جبال عالية واشجار
عادية ورجال جلوس حدائد
وسيوف منصوبة على تلك
الاشجار وقطع من الخشب
فيأتيهم الهند من الممالك
النائية والبلدان القاصية
فيسمعون كلام اولئك الرجال
المرتبين على هذا النهر وما يقولون
من تزهيدهم في هذا العالم
والترغيب في سواه فيطرحون
انفسهم من اعالي تلك الجبال
العالية على تلك الاشجار العادية
والحدائد المنصوبة فيتقطعون
قطعا ويصيرون الى هذا النهر
اجزاء وما ذكرناه فمعلوم

کو تکلیفیں پہنچاتے ہیں اور اس دنیا سے
علٰحدگی اور اس سے نکل جانے کے شوق
ورغبت کی بناء پر اس دریا میں اپنے
آپ کو غرق کر دیتے ہیں، اس مقصد
کے حصول کے لئے وہ اس دریا کے بالائی
حصہ میں جاتے ہیں، جو گنگا[1] کہلاتا ہے،
یہاں اونچے اونچے پہاڑ اور خاردار
جھاڑیاں ہیں، اور کچھ لوگ بیٹھے ہوتے
ہیں، اور لوہا، تلواریں اور لکڑی کے
ٹکڑے درختوں پر نصب رہتے ہیں،
ہندو دور دراز مقامات اور علاقوں
سے یہاں آتے ہیں، اور دریا کے کنارے
مامور متعین لوگوں کی باتیں، ترک دنیا
کا اپدیش دوسری دنیا کی ترغیب کا وعظ
سنتے ہیں اور اسکے حصول کے لئے ان
پہاڑوں کے اونچے حصوں پر چڑھ کر ان
خاردار جھاڑیوں، اور گڑے ہوئے
لوہوں پر کود پڑتے ہیں، اور ان کا
جسم پاش پاش ہو کر دریا میں بہہ جاتا ہے،

---

[1] اس سے مراد گنگوتری ہے،

عنهم مما يفعلون على هذا النهر

(ص ٨٠ و ٨١)

وهناك شجر من احدى عجائب
العالم ونوادره والغرائب من
نباته يظهر في الارض اغصانا
متشبكة من احسن ما يكون من
الشجر والورق فيعلو في الجو
كابعد ما يكون من طول النخل
ثم يحنو جميع ذلك منعكسا فيغوص
في الارض منه شيئا شيئا و
يهوي في قعرها سفلا على
المقدار الذي ارتفع في
الهواء صعدا حتى يغيب
عن الابصار ثم يظهر اغصانا
بادية على حسب ما وصفنا
عنه في الاول فيذهب
صعدا ثم ينعطف منعكسا
لا فرق بين المقدار الذي
يذهب في الهواء ويتسع في

اور ان کا یہ فعل قابلِ تحسین سمجھا جاتا ہے

یہاں ایک عجیب و غریب اور دنیا
کا نادر درخت ہوتا ہے جس کی شاخ اور
پتیاں ایک مکمل برگ و بار والے درخت
کی طرح زمین کے اندر بھی ہوتی ہیں
اور فضا میں شاہ کھجور کے اونچے درخت کی طرح
لمبا ہوتا ہے، وہاں سے پھر نیچے کی طرف
الٹے مڑ جاتا ہے، اور تھوڑا تھوڑا زمین کے
اندر داخل ہونے لگتا ہے اور جتنا فضا
میں اونچا ہوتا ہے اتنی ہی گہرائی میں
نیچے بھی چلا جاتا ہے، یہاں تک کہ
نظروں سے چھپ جاتا ہے، پھر جس طرح
ہم نے بیان کیا ہے اس کی شاخیں نمودار
ہوتی ہیں، اور شاخیں بھی
تنے کی طرح اوپر جا کر نیچے کی طرف
مڑ جاتی ہیں، اس درخت کا جس قدر حصہ
زمین کے اوپر فضا میں ہوتا ہے، اور
جتنا زمین کے نیچے چھپا ہوتا ہے دونوں

من الحجاز واليمن في هذا الوقت
مضغه......
(ص ۸۳-۸۴)

چبایا جاتا ہے، پان اس ملک کی پیداوار
ہے، اس کی پتیاں نازبو کی پتیوں سے
چھوٹی ہوتی ہیں، اس کو بھگائے ہوئے
چونے اور سپاری کے ساتھ کھاتے ہیں
اور آج کل حجاز اور یمن وغیرہ میں
بھی اس کے کھانے کا بڑا رواج ہے

وهذا إذا ما مضغ على ما
ذكرنا الورق والنورة شد
اللثة وقوى عمود الأسنان
وطيب النكهة وأزال الرطوبة
المؤذية وشهى الطعام و
بعث على الباه وحمر الأسنان
كأحمر ما يكون من حب الرمان
وأحدث في النفس طربا و
ارتياحية وقوى البدن و
ثارت من النكهة رائحة طيبة
حمرة والهند تستقبح خواصها
وعوامها من أسنانه بيض
وتجنبت من لا يمضغ ما وصفنا

جس طریقہ سے ہم نے بیان کیا
ہے، اس طریقہ سے پان اور چونا کھانے
سے مسوڑھے سخت اور دانتوں کی جڑیں
مضبوط ہوتی ہیں، منہ خوشبودار ہوتا
ہے، خراب قسم کی ایذا پہنچانے والی
رطوبتیں زائل ہوتی ہیں، بھوک کھلتی
ہے، قوت باہ میں اضافہ ہوتا ہے
دانتوں میں انار کے دانوں کی طرح
سرخی آجاتی ہے، طبیعت میں سرور و
نشاط پیدا ہوتا ہے، بدن میں توانائی
آتی ہے، منہ سے خوشبو پھوٹتی ہے،
ہندوستان کے عوام اور خواص اس
شخص کو ناپسند کرتے ہیں جس کے دانت

فاذا طاف المعذب لنفسه
بالنار فی الاسواق وانتهی
الی تلک النار وهو غیر مکترث
لا یتغیر فی مشیته ولا یحسب
فی خطوته فمنهم من اذا اشرف
علی النار وقد صارت کالتل
العظیم تناول بیده خنجراً
ویدعی الجری عندهم فیضعه
فی لبته،

(ض ۸۴-۸۵)

سفید ہوتے ہیں، اور وہ پان نہیں کھاتا
جب آگ سے اپنے کو تکلیف پہنچانے والا
شخص بازاروں میں گشت کرتے ہوئے
آگ کے پاس پہنچا تو اسے اس کی
ذرا بھی پرواہ نہیں ہوتی، نہ اس کی چال
میں کسی قسم کا فرق آتا ہے، اور نہ
قدم اٹھانے میں کسی خوف کا اظہار
ہوتا ہے، ان میں سے بعض ایسے ہوتے
ہیں، کہ جب وہ آگ کے کنارے پر
پہونچتے ہیں جو ایک بڑے ٹیلہ کی شکل
اختیار کر چکی ہوتی ہے تو وہ ہاتھ
میں خنجر لے کر اپنے سینہ میں بھونک
لیتا ہے، اور ایسے لوگ بڑے جری اور
بہادر کہلاتے ہیں،

ولقد حضرت فی بلاد صیمور
من بلاد الهند من ارض لار من
مملکة البلهری وذلک فی سنة
اربع وثلثمائة والملک یومئذ
علی صیمور المعروف بجانجه و

میں ۳۰۴ھ میں ہندوستان کے
شہر صیمور میں جو راجہ بلہرا کے مملکت
لار کا علاقہ ہے، موجود تھا، اور اس
زمانہ میں جو راجہ تھا اس کا نام جانج
تھا، اور اس وقت تقریباً دس ہزار

اور اس کی زندگی کی وجہ سے جیتے ہیں،

والهند اخبار عجيبة تجزع
من سماعها النفوس وانواع من
الآلام والمقاتل تاله عند
ذكرها الابدان وتقشعر منها
الابشار وقد اتينا على كثير
من جميع اخبارهم في كتابنا اخبار
الزمان فلنرجع الآن الى خبر
الهند ومصيره الى بلاد سجستان
وقصده لملكة السريانيين و
نعدل عما احدثنا من اخبار
الهند وكان هذا الملك من
ملوك الهند يقال له زنبيل و
كل ملك يملك هذا البلد من
ارض الهند يسمى بهذا الاسم
الى وقتنا هذا وهو سنة
اثنتين وثلثين وثلثماية فكانت
بين ملك الهند والسريانيين
حروب عظام نحو من سنة

غرض ہندوؤں کے ایسے عجیب واقعات
ہیں جن کو سن کر دل لرز جاتا ہے، وہ
اپنے کو ایسی ایسی اذیتیں دیتے ہیں
کہ ان کے ذکر سے جسم کو تکلیف محسوس
ہوتی ہے، اور رونگٹے کھڑے ہو جاتے
ہیں، اس قسم کے بہت سے واقعات ہم
اپنی کتاب اخبار الزمان میں نقل کر چکے
ہیں، اس لئے یہاں اُن کو قلم انداز کرکے
ہندوستان کے راجہ کا واقعہ اس کے سجستان
جانے اور سریانیوں کی سلطنت کا قصد
کرنے کا ذکر کرتے ہیں، اس ہندوستانی
راجہ کا نام زنبیل تھا، اور جو راجہ بھی
اس علاقہ میں راج کرتا ہے، اسے تک
یعنی سنہ ۳۲۰ھ میں بھی اسی نام سے
موسوم کیا جاتا ہے، اس راجہ اور
سریانیوں کے درمیان بڑی سخت
جنگیں تقریباً ایک سال تک جاری رہیں
بالآخر سریانی بادشاہ مارا گیا،

فقتل ملک السریانیین، احتوی
الهند علی السقع وملکه وجمیع
ما فیه فسار الیه بعض ملوک
عرب فاتا علیه وملک العراق
ورد ملک السریانیین فملکوا
علی انفسهم رجلا منهم
یقال له تستر وکان ولد
المقتول وکان ملکه الی ان
هلک ثمانی سنین، (ص ۲۰ و ۳)
وقد قیل ان کیقاوس بنا
مدینة قشمیر بارض الهند
وان سیاوخش بنی فی حیاة
ابیه کیقاوس مدینة المهرجان
من ارض السند المقدم ذکرها
فیما سلف من هذا الکتاب،

(ص ۱۳۱ و ۱۳۲)

ہندو راجہ اس کی سلطنت، اس کے ملک
اور اس ملک کی ساری چیزوں پر قابض
ہوگیا، مگر اس کے بعد ہی کسی عرب بادشاہ
نے اس پر اور عراق پر حملہ کر کے سریانیوں
کی سلطنت اس سے چھین کر اُن کو واپس
دلادی، اس کے بعد سریانیوں نے
اپنی قوم کے ایک شخص تستر نامی کو بادشاہ
بنایا، جو مقتول راجہ کا لڑکا تھا، اور
اس کی حکومت آٹھ برس تک رہی،
بیان کیا جاتا ہے کہ کیکاؤس نے
ہندوستان کے شہر کشمیر کی بنیاد ڈالی
تھی، اور اس کے بیٹے سیاوخش نے اس
کی زندگی ہی میں سندھ کے شہر مہرجان
کو آباد کیا تھا،

وقد کان بهرام قبل ذلک
دخل الی ارض الهند متنکرا
ولاخبارهم متعرفا وتحمل

اور بہرام اس سے (عراق آنے سے)
پہلے ہندوستان میں اجنبی بن کر آیا تھا
تاکہ یہاں کے حالات اور واقعات سے

بشبرمه ملك من ملوك الهند نابني
بين يديه في حرب من حروبه
وامكنه من عدوه فزوجه ابنته
على انه بعض اساورة فارس
(ص ١٩١)

واقفیت حاصل کرے چنانچہ وہ راجہ شبرمہ
سے ملا اور اس کے ساتھ کسی لڑائی میں بڑے
کارنامے دکھائے، اور اس کے دشمن پر
قابو حاصل کرلیا، راجہ نے (خوش ہوکر)
اپنی لڑکی اس سے بیاہ دی، حالانکہ وہ
ایک ایرانی نژاد قائد تھا،

وهادنته ملوك الهند والسند
والشمال والجنوب وسائر الممالك
وحملت اليه الهدايا ووفدت
عليه الوفود خوفا من صولته و
وكثرة جنوده وعظم مملكته و
لما ظهر من فتكه بالممالك و
قتله الملوك وانقياده الى
العدل، (ص ٢٠٠)

(نوشیروان عادل) سے ہندوستان،
سندھ، شمال اور جنوب کے بہت سے ملکوں
کے بادشاہوں نے صلح کرلی، اور اس
کے دبدبہ، اس کی فوجوں کی کثرت، اس
کی سلطنت کی وسعت و عظمت اور
دوسرے ملکوں پر اس کے غلبہ، ان کے
حکمرانوں کے قتل اور عدل پروری
وغیرہ کے خوف سے اس کے پاس ہدایا
و تحائف اور وفود بھیجے تھے،

وكتب اليه ملك الهند من
ملوك الهند وعظيم اراكنة
المشرق وصاحب قصر الذهب
وابواب الياقوت والدر الى

اس (نوشیرواں) کے یہاں ہندوستان
کے راجہ نے اس طرح خط لکھا کہ مشرق
سلطنت کے بڑے تاجدار، سونے کے
محل، موتیوں اور یاقوت کے دروازوں والے

الی اخیه ملک فارس صاحب التاج
والرایة کسری انوشروان و
اهدی الیه الف من عود ا
هند یا یذوب فی النار کالشمع
ویختم علیه کما یختم علی الشمع
فتتبین به الکتابة وجاما من
الیاقوت الاحمر فتحه شبر مملو
من الدر وعشرة امناء کافو
کالفستق واکبر من ذلک وجاریة
طولها سبعة اذرع تضرب
اشفار عینیها خدها وکان بین
اجفانها لمعان البرق من بیاض
مقلتها مع صفاء لونها ودقة
تخطیطها واتقان تشکیلها مقرونة
الحاجبین لها ضفائر تجرها وفرشا
من جلود الحیات الین من الحریر
واحسن من الوشی وکان کتابه
فی لحاء الشجر المعروف بالکاذی
مکتوب بالذهب الاحمر وهذا

ہندوستانی راجہ کی طرف سے اس کے بھائی
تاج وعلم والے شہنشاہ فارس، کسریٰ
نوشیرواں کے نام۔ اور اس نے نوشیرواں
کے پاس ایک ہزار من عود ہندی بھیجی، جو
موم کی طرح آگ سے پگھل جاتی تھی، اور
موم ہی کی طرح اس پر بھی مہر کرنے سے
تحریر نمایاں ہو جاتی تھی، اور سرخ یاقوت
کا ایک پیالہ جس کا دہانہ ایک بالشت کا
تھا، اور وہ موتیوں سے بھرا ہوا تھا، اور
پستہ کے دانوں کے برابر یا اس سے بڑی
کافور دس من اور سات ہاتھ کشیدہ
قامت ایک حسین وجمیل لونڈی جس کی
پلکوں کے بال گالوں پر لٹکتے تھے، اور
دیدہ کی سپیدی میں بجلی کی چمک تھی، اس کا
رنگ نہایت صاف تھا، جسم کی ساخت
اور بناوٹ موزوں ومتناسب ابرو پیوستہ
اور چوٹی اتنی لمبی تھی کہ زمین پر گھسٹتی تھی
اس لونڈی کے علاوہ سانپوں کی کھال
کا ایک فرش بھیجا، جو مخمل سے بھی زیادہ

الشجر یکون بارض الهند والصین
وهو نوع من النبات عجیب ذو لون
حسن وریح طیبة لحاؤه ارق
من الورق الصینی یتکاتب فیه
ملوک الصین والهند،
(ص ۲۰۱ و ۲۰۲)

نرم اور نقش و نگار سے زیادہ خوبصورت
تھا، یہ خط کاذی نام ایک درخت کی چھال
پر سرخ سونے سے لکھا ہوا تھا، اور یہ درخت
چین اور ہندوستان میں ہوتا ہے،"
نہایت عجیب قسم کی نبات ہے، اس کا
رنگ نہایت عمدہ، خوشبو پاکیزہ، اور
چھال پتوں سے بھی زیادہ نرم ہوتی ہے،
اسی پر ہندوستان اور چین کے بادشاہ
آپس میں خط و کتابت کرتے تھے،

وکان ینقل الیه من الهند
کتاب کلیلة ودمنة والشطرنج
والخضاب الاسود المعروف
بالهندی وهو الخضاب الذی
یلمع سواده فیما یغیض من اصول
الشعر بصبغه سوادا ولا یتصل
منه شیٔ ویحکی ان هشام بن
عبد الملک کان یخضب بهذا
الخضاب (ص ۲۰۳)

نوشیروان کے دربار میں ہندوستان
کی مشہور کتاب کلیلہ و دمنہ کا ترجمہ کیا
گیا، شطرنج اور سیاہ خضاب لیجایا
گیا، جو ہندی کہلاتا تھا، اس خضاب
کے استعمال سے بالوں کی جڑیں تک سیاہ
ہوجاتی تھیں، اور سیاہی کی چمک زائل
نہیں ہوتی تھی، بیان کیا جاتا ہے کہ
ہشام بن عبد الملک بھی یہ خضاب لگایا
کرتا تھا،

وملوک الهند تبالغ فی اثمان

ہندوستان کے راجہ اونچے قد

ماعظم من الفيلة وارتفع من
الأرض وقد يكون من الوحشية
في ارض الزنج من الفيلة ماهو
اعلا سمكا لما وصفنا باذرع كثيرة
على حسب ما يحمل من قرونها المسماة
بالانياب ما وزن الناب منها
خمسون ومائة من الى المائتين
والمن رطلان بالبغدادي
وعلى قدر عظم الناب عظم
جسم الفيل وقد كان ابرويز
خرج في بعض الاعياد قد صفت
له الجيش والعدد والسلاح
وفيما صف له الف فيل وقد
احدقت به خمسون الف فارس
دون الرجالة فلما بصرت به
الفيلة سجدت له فما رفعت
رؤسها وبسطها خراطيمها
حتى جذبت بالمحاجز وراطنها
الفيالون بالهندية فلما بصر

کے ہاتھیوں کو زیادہ سے زیادہ قیمت
دے کر خریدتے تھے، اور وحشی (بے سدھے)
ہاتھی حبشہ میں اس سے بھی کئی گز زیادہ اونچے
ہوتے ہیں، جیسا کہ اُن کی سینگوں سے
جنھیں دانت کہا جاتا ہے، معلوم ہوتا
ہے، ان دانتوں کا وزن ڈیڑھ سو
سے دو سو من تک ہوتا ہے، ایک من
سے دو بغدادی رطل مراد ہیں، ہاتھی
کے دانت جتنے بڑے ہوتے ہیں، اسی
حساب سے ان کا جسم بھی بڑا ہوتا ہے
ایک مرتبہ جب بادشاہ پرویز کسی تقریب
کے لئے نکلا تو اس کے لئے فوجیں صف آرا
اور اسلحہ وساز وسامان سے آراستہ کی گئیں
اُن میں ایک ہزار ہاتھیوں کی صف
بھی تھی، اور پیدل فوجوں کے علاوہ
پچاس ہزار سوار اس کے گرد تھے،
جب ہاتھیوں نے اسے دیکھا تو سربسجود
ہو گئے، اور اس وقت تک نہ سر اٹھایا
اور نہ سونڈ پھیلایا جب تک کہ مہاوتوں نے

بذلک ابرویز تاسف علی مامضی
به اهل الهند من فضیلة الفیلة
وقال لیت ان الفیل لم یکن
هندیا وکان فارسیا انظروا
الیها والی سائر الدواب فضلوها
بقدر ما ترون من معرفتها و
ادبها وقد افتخرت الهند
بالفیلة وعظم احبا مهاش
معرفتها وحسن طاعتها و
قبول الریاضات فهمها المرادات
وفرزها بین الملوک وغیرهم
وان غیرها من الدواب لا
تفهم شیئا ولا تفصل بین
شیئین وسنورد فیما یرد من
هذا الکتاب جملا من الفصول
فی اخبار الفیلة وقالته الهند
وغیرهم فی ذلک تفضیلهم
علی سائر الدواب ۔

(ص ۲۳۲)

آنکس نہ مارا اور ہندوستانی زبان میں،
سر اٹھانے کے لئے) کہہ دیا یہ منظر دیکھکر
پرویز کو افسوس ہوا، اور ہندوستان
والوں کی اس برتری پر رشک آیا اور
اس نے کہا کاش یہ ہاتھی ہندوستان
کے بجائے ایران میں ہوتے، اور لوگوں
کو حکم دیا کہ ہاتھی اور دوسرے جانوروں
کا خیال رکھو، اور ان کی سمجھ اور تمیز
کے مطابق اُن کی قدر کرو ہندوستانی
ہاتھی اس کی جسامت سمجھ بوجھ اطاعت
شعاری محنت و مشقت، مقصد و منشا
کو سمجھ لینے، بادشاہ اور غیر بادشاہ
میں فرق و امتیاز کر لینے کی صلاحیتوں
پر فخر کرتے ہیں، ہاتھی کے علاوہ دوسرے
جانور نہ کوئی بات سمجھ سکتے ہیں، اور نہ
دو چیزوں میں ایک کو ترجیح دے سکتے
ہیں آگے چل کر ہم اس کتاب کی بعض
فصلوں میں ہاتھیوں کے واقعات
اُن کے بارہ میں ہندوستانی و غیر ہندوستانی

لوگوں کے اقوال اور دوسرے تمام جانوروں
پر اس کو فضیلت دینے کا حال بیان کریں گے

وسار الاسکندر بعد ان
هلك ملك فارس واحتوى على
ملكها وتزوج بابنة ملكها نحو
السند والهند فوطئ ملوكها
وحملت اليه الهدايا والخراج
وحاربه فور وكان اعظم
ملوك الهند فكان له مع
الاسكندر حروب وقتله
الاسكندر مبارزة،
(ص ٢٤٩، ٢٥٠)

فلما مات الاسكندر طافت
به الحكماء ممن كان معه من
حكماء اليونانيين والفرس
الهند وغيرهم من علماء الامم
وكان يجمعهم ويستريح الى
كلامهم ولا يصدر الامور
الا عن رائهم وجعل بعد ان

بادشاہ فارس کی موت کے بعد سکندر
نے اس کی سلطنت پر قبضہ کر لیا اور اس
کی لڑکی سے شادی کر کے سندھ اور
ہندوستان کی طرف بڑھا، اور وہاں
کے راجاؤں کو پامال کر کے ان سے ہدایا
اور خراج وصول کیا، ہندوستان کے سب
سے بڑے راجہ فور نے اس سے جنگ کی
اور دونوں میں کئی معرکے ہوئے، آخر
میں سکندر نے اسے دعوت مبارزت
دے کر قتل کر دیا،

جب سکندر کا انتقال ہوا تو یونان
فارس، ہندوستان اور دوسری قوموں
اور ملکوں کے جو فلاسفہ اور حکما اس کے
ساتھ رہتے تھے، اور جن کی ہم نشینی اور
باتوں سے وہ لطف اندوز ہوتا تھا
اور جن کی رائے اور مشورہ کے بغیر کوئی
حکم صادر نہیں کرتا تھا، وہ سب سکندر

مات فی تابوت من الذهب
مرصع بالجواهر بعد ان طلی جسمه
بالاطلية الماسكة لاجزائه
فقال عظيم الحكماء والمقدم
فيهم ليتكلم كل واحد منكم بكلام
يكون للخاصة معزيا وللعامة
واعظا وقام فوضع يده على التابوت
فقال اصبح آسر الاسراء اسيراء

(ص ۲۵۱-۲۵۲)

کی نعش کے اردگرد جمع ہوگئے نعش جواہرات
سے مرصع سونے کے ایک تابوت میں جسم
کو محفوظ رکھنے والے مسالہ لگا کر رکھی گئی تھی
سب سے بڑے دانشمند حکیم نے کہا ہر شخص
کو اس موقع پر ایسی بات کہنی چاہیے جو
خواص کے لئے تعزیت و تسلی اور عوام کے
لئے پند و موعظت کا باعث ہو، یہ کہہ کر
وہ کھڑا ہوگیا، اور تابوت پر ہاتھ رکھ کر
کہا کہ قیدیوں کو قید کرنے والا آج خود
قیدی ہے،

قال الثامن عشر وكان من
حكماء الهند يا من كان غضبه
الموت هلا غضبت على الموت
.... (ص ۲۵۵)

اٹھارہویں حکیم نے جو ہندوستان کے
مشہور حکماء میں تھا، کہا کہ اے وہ شخص
جس کے غیظ و غضب کا نام موت تھا،
آج اپنی موت پر تجھے کیوں نہ غصہ آیا

. . . .

قال الرابع والعشرون وكان
من نساك الهند وحكمائها
ان دنيا يكون هذا آخرها
فالزهد اولى ان يكون فی

چوبیسویں حکیم نے جو ہندوستان کے
زاہدوں اور فلسفیوں میں تھا، کہا
کہ دنیائے دنی کا آخری نتیجہ یہ ہے
اس لئے دنیا سے علٰحدگی ابتدا ہی

اذ لیها ۔ (ص ۲۵۶):

وتياتى ذلك منها العظيم خلقها
للطواويس بارض الهند
شان عجيب والذى يحمل منها
الى ارض الاسلام وتفرخ
عن ارض الهند فتبيض وتفرخ
تكون صغيرة الاجسام كدرة
الالوان لا تعطى انوارا الا بعضا
بادراكها وانما تشبه بالهندية
بالشبه اليسير ... (ص ۳۲۸)
وكذلك شجر النارنج والاترج
المدور جلب من ارض الهند
بعد الثلثمائة فزرع بعمان ثم
نقل الى البصرة والعراق و
الشام حتى كثر فى دور الناس
بطرسوس وغيرها من الثغر
الشامى والطاكية وساحل
الشام وفلسطين ومصر و
ماكان يعهد ولا يعرف فقدت

میں ہنر ہے ۔

موروں کی خلقت عظیم جسم بڑا اور
پروں میں وسعت ہے، اور ہندوستان
میں عجیب عجیب قسم کے مور ہوتے ہیں اور
وہاں سے جو مور اسلامی سلطنت میں لائے
جاتے ہیں، تو وہ اگرچہ ہندوستان سے باہر بھی
انڈے اور بچے دیتے ہیں، مگر چھوٹے اور
گندے رنگوں کے ہوتے ہیں اُن سے نگاہیں
پُر نور نہیں ہوتیں، اور ہندوستان کے موروں
سے اُن کی بہت معمولی اور تھوڑی سی مشابہت
اسی طرح نارنگی (سنگترے) اور
بڑے گول لیموں بھی تیسری صدی کے بعد
ہندوستان سے لائے گئے، اور پہلے عمان،
پھر بصرہ، عراق اور شام وغیرہ میں اس کی
کاشت کی گئی، یہاں تک کہ سرحد
شام میں طرطوس، انطاکیہ، ساحل شام،
فلسطین، اور بعض دوسرے مقامات میں
وہ گھر گھر پھیل گئے، مگر ان میں وہ
لطیف شرابی خوشبوئیں اور دلکش

منه الروائح الخمرة الطيبة
واللون الحسن الذي يوجد
فيه بأرض الهند لدن ه‍
ذلك الهواء والتربة والماء
وخاصية البلد،

(ص ۲۳۶)

اور حسین رنگ نہیں پایا جاتا۔ جو
ہندوستان کی تازگی میں ہوتا ہے۔
کیونکہ یہاں کی ہوا، مٹی، پانی اور
بعض ملکی خاصیتیں ہندوستان سے
مختص ہیں،

جلد سوم

والهند تتخذ الفيلة	اہل ہند ہاتھی پالتے ہیں[1] اور یہ پالتو
وتتناتج في ارضها وليس	ہاتھی بچے بھی دیتے ہیں لیکن ہندوستان
فيها وحشية وانما هي حربية	میں جنگلی ہاتھیوں کے بجائے سدھائے
ومستعملة كاستعمال البقرة	ہاتھی ہوتے ہیں، جو لڑائی میں اور اونٹ
والابل واكثرها تاوي المروج	اور گائے بیلوں کی طرح کھیتی باڑی
والغياض كالجواميس في	اور باربرداری وغیرہ کے کام میں استعمال
ارض الاسلام والفيلة تهرب	کئے جاتے ہیں، اور اسلامی ملکوں میں
من الموضع الذي يكون فيه	جس طرح بھینسیں چراگاہوں اور
الكركدن على حسب ما قدمنا	جنگلوں میں چرنے کے لیے جاتی ہیں
فلا ترعى في موضع تشم فيه	ہندوستان میں اکثر اسی طرح ہاتھی
رائحته ويعمر الفيل بارض	بھی چرنے کے لئے جاتے ہیں لیکن جہاں
الزنج نحوا من اربعمائة سنة	گینڈے ہوتے ہیں، وہاں سے بہت
كذلك تذكر الزنج لا نها تعن	دور رہتے اور ان سے بھاگتے ہیں
في ديارها الفيل العظيم فيها	بلکہ جہاں ان کو گینڈے کی بو بھی محسوس
لا يتاتى لهم قتله ومنها الاسود	ہوتی وہ نہیں چرسکتے، حبش کے ہاتھی دوں

[1] ہاتھی ہندوستان کا خاص جانور ہے گذشتہ زمانہ میں وہ یہاں بڑے اہتمام سے پالا جاتا تھا،

ولا بيض ولا بلق ولا غبرد
فى ارض الهند منها ما يعمر المائة
سنة والمائتين ويضع حمله
فى كل سبع سنين ....

(ص - ۱۱)

کی عمر تقریباً ۴۰۰ برس ہوتی ہے، یہ خود
حبشہ والوں کا بیان ہے، کیونکہ وہاں
ان بڑے بڑے ہاتھیوں کو جو قتل نہیں
ہو سکے ہیں، عام طور سے لوگ جانتے ہیں"
بعض ہاتھی سیاہ، بعض سفید، بعض سیاہ
وسفید دونوں رنگ کے، یعنی چتکبرے
اور بعض خاکی رنگ کے ہوتے ہیں،"
ہندوستان میں بعض ہاتھیوں کی عمر
۱۰۰ سال اور بعض کی دو سو سال ہوتی
ہے، اور سات سال کے بعد اس کے
بچہ ہوتا ہے،

والفيل يهرب من السنانير
وهى القطاط ولا تقف بها البتة
اذا ابصرتها وقد ذكر عن ملوك
الفرس انها كانت توقى الفيلة
المقاتلة بالرجالة حولها ومراعات
حيل الاعداء عند الحرب الجلية

اور ہاتھی بلّوں سے بھی بھاگتا ہے
اس کو جہاں دیکھ لیتا ہے وہاں نہیں
ٹھہر سکتا، شہنشاہان فارس کے متعلق
بیان کیا جاتا ہے کہ وہ جنگ میں ان
ہاتھیوں سے جن کے گرد میدان جنگ
میں پیادہ اور سوار کھڑے ہوتے ہیں

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۲۳) اگرچہ اس کے متعلق معلومات پہلے تحریر ہو چکے ہیں، لیکن مصنف نے یہاں بڑی تفصیل اور جامعیت سے اسے بیان کیا ہے، اس لئے اسے ذکر کیا جا رہا ہے، (ض)

السنانير عليها وكن لك افعال
ملوك السند والهند الى هذه
الغاية؛ (ص ۱۳ و ۱۴)

ومن ذكر ابن الجاذري نفرت
منها الفيلة وقد كان رجل
بالمولتان من ارض السند يدعى
هرون بن موسى مولى للازد
وكان شاعرا شجاعا ذا رياسة
في قومه ومنعة بارض السند مما
يلي بلاد المولتان وكان في
حصن له فالتقى مع بعض ملوك
الهند وقد قدمت الهند امامها
الفيلة فبرز هرون بن موسى
امام الصف وقصد
لعظيم من الفيلة وقد خبأ تحت
ثوبه سنورا فلما دنى في حملته من
الفيل خلى القط عليه فولى الفيل
منهزما لما ابصر ذلك لهم فكان ذلك
اسباب هزيمة الجيش وقتل الملك
وغلب المسلمون عليهم .....

بلوں ہی کو چھوڑ کر اپنی مدافعت کرتے ہیں
اور سندھی اور ہندی راجاؤں کا بھی
یہی طریقہ ہے؛

کہا جاتا ہے کہ سوروں سے بھی ہاتھی
بدکتے ہیں، ملک سندھ کے علاقہ ملتان
میں ہارون بن موسیٰ نامی قبیلہ ازد کا
آزاد کردہ ایک غلام تھا، جو بہادر،
شاعر اور ذی حثیت آدمی تھا، اور اپنے
ایک محفوظ قلعہ میں رہتا تھا، اتفاقاً
کسی ہندو راجہ سے اس کی جنگ ہو لی،
ہندوستانی فوجوں کے آگے ہاتھی تھے،
اس لئے ہارون جب اس صف کے سامنے
آیا، وہ اپنے کپڑوں میں ایک بلی چھپائے
ہوئے تھا، جب حملہ کے وقت ہاتھی کے
قریب گیا تو بلی اس کے قریب چھوڑ
دی، اسے دیکھ کر ہاتھی بھاگ کھڑا
ہوا جس کی وجہ سے پوری فوج شکست
کھا گئی، راجہ قتل کر دیا گیا، اور مسلمانوں
کو فتح حاصل ہوئی،

العندبيل هو طائر صغير يكون
بأرض الهند والسند تذكره
الشعراء في أشعارها تمثلا بصغره
والزندبيل هو العظيم من الفيلة
والمقدم فيها وقد قيل
ان الزندبيل هو اسم لما اشتد
في الحرب من اناث الفيلة ...

.....

(ص ۱۷)

والفيلة لا تنتج ولا تتوالد الا
بأرض الزنج والهند ولا تعظم
انيابها بأرض الهند والسند على
حسب ما تعظم بأرض الزنج و
الزنج تتخذ من جلود الفيلة
الدرق وكذلك الهند ولا يجئ
ذلك في المنعة شيء من الدرق
الصيني والتبتي والبجاوي .....

عندبیل ایک چھوٹی چڑیا کا نام ہے
جو ہندوستان اور سندھ میں ہوتی ہے
اور شعرا اپنے کلام میں چھوٹائی کی
مثال میں اس کو پیش کرتے ہیں، اور
زندبیل بڑے اور جنگ میں آگے رہنے
والے ہاتھی کو کہتے ہیں، یہ بھی کہا جاتا
ہے کہ زندبیل ہتنیوں کو کہتے ہیں کیونکہ
وہ جنگ میں صبر و برداشت کا زیادہ
ثبوت دیتی ہیں،
حبش اور ہندوستان کے علاوہ[1] اور
کہیں کے ہاتھی بچہ نہیں دیتے، حبش کی
طرح ہندوستان اور سندھ میں اُن کے
دانت بڑے بڑے نہیں ہوتے، حبشی
اور ہندوستانی ہاتھیوں کی کھال
کی ڈھالیں بناتے ہیں، مگر مضبوطی
اور حفاظت کے اعتبار سے چین، تبت
اور بجاوا کی ڈھالوں سے ان کا کوئی

---

[1] اس سے مراد مطلق ہاتھی نہیں، بلکہ پالتو ہاتھی ہیں، یعنی صرف ان دو مقاموں کے ہاتھی سدھائے
اور آبادی میں رہنے کے بعد جفت ہوتے ہیں۔

وخرطومه انفه وبه يوصل
الطعام والشراب الى جوفه وهو
شي بين الغضروف واللحم والعصب
وبه يقاتل ويضرب وبه يصيح و
وليس صوت الفيل على مقدار
جسمه وكبر خلقه،

(ص ۱۰)

والهند تزعم ان الفيل لولا ان
لسانه مقلوب ثم لقن الكلام
لتكلم والهند تشرف الفيل و
تفضله على سائر الحيوان لما
اجتمع فيه من الخصال المحمودة
من علو سمكه وعظم صورته
وبديع منظره وتضاؤل صوته
وطول خرطومه وسعة اذنه
وكبر غرموله مع خفة وطئه
وطول عمره وثقل جسمه و
قلة اكتراثه لما وضع على ظهره
وانه مع كبر هذا الجسم وعظم

ہاتھیوں کی سونڈ ہی انکی ناک ہے اسی
کے ذریعہ وہ کھانا پانی پیٹ میں لیجاتا
ہے، اور سونڈ گوشت نرم ہڈی اور پٹھے
کے درمیانی قسم کی ایک چیز ہے، اسی سے
ہاتھی جنگ کرتا ہے، اور لڑتا بھڑتا اور
چیختا چلاتا ہے۔ لیکن اس کی آواز اس
کے دیو ہیکل جسم کے مقابلہ میں بہت کم ہے
اہل ہند کا خیال ہے کہ اگر ہاتھی
کی زبان الٹی نہ ہوتی، اور اس کو بول
چال سکھائی جاتی، تو وہ ضرور بولنے لگتا
وہ اسے بڑی قدر و عظمت کی نگاہ
سے دیکھتے ہیں اور دوسرے جانوروں
سے اس کو برتر خیال کرتے ہیں، کیونکہ
اس میں بہت سی عمدہ چیزیں جمع ہو گئی
ہیں، مثلاً قد کی لمبائی، صورت و ہیئت
کی بڑائی، منظر کی ندرت، آواز کی پستی
سونڈ کی لمبائی، کانوں کی چوڑائی،
آلہ تناسل کی بڑائی، پیروں کی چاپ
کی آہستگی، عمر کی درازی، اس پر کتنا ہی

هذه الصورة يمر بالانسان
فلا يحس بوطئه ولا يشعر به
حتى يغشاه لحسن خطوه واستقامة
مشيه،

(ص ۲۱)

والنوع الثاني يدعى بالبحري و
معناهو في هذه التسمية هو
ان ملوك البحر من الهند والسند و
الزنج والصين ترغب في هذا
النوع من زمرد وتتباهى في
استعماله ولباسه في تيجانه و
واكلتها وخواتيمها واسورتها
فسمي البحري لما ذكرنا وهو ثاني
المر في الجودة (ص۴۴)
وقد يحمل من ارض الهند من
بلاد سندان ونحو كنبايت من
مملكة البلهري صاحب المانكير
المتقدم ذكره فيما سلف من هذا

بار ہوا اس کی پرواہ نہیں کرتا بھاری
بھرکم جسم کے باوجود جب وہ کسی آدمی
کے پاس سے گذرتا ہے تو قدم رکھنے کی
خوبی اور چال کی استقامت کی وجہ سے
جب تک وہ بالکل پاس نہ پہونچ جائے
آدمی کو اسکے قدم کی چاپ محسوس نہیں ہوتی

زمرد کی دوسری قسم کو سمندری کہتے
ہیں اسکی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ چین، حبش، سندھ
اور ہندوستان کے ساحلی اور بحری علاقوں
کے راجہ اس قسم کے زمرد کے بڑے شائق ہوتے
ہیں اور بڑے فخر سے اس کو اپنے لباس،
تاج، انگوٹھی اور کنگنوں میں استعمال
کرتے ہیں اسی لئے اسے بحری (سمندری)
کہتے ہیں، اور پہلی قسم "مر" کے بعد دوسری
سب سے عمدہ قسم یہی ہوتی ہے۔

ہندوستان میں دانگر کے راجہ بلہرا
کی سلطنت سے جس کا پہلے ذکر ہو چکا ہے
کھمبایت اور سندان وغیرہ کے علاقوں
سے ایک قسم کا زمرد باہر بھیجا جاتا ہے جو

اكتساب نوع من الزمرد يلحق به
وصفائه من الزبرجد الخضرة
والشعاع الا انه يجوز صفائه صلب
ماء صفائه وثقل ما ذكرنا ولا يفرق
بين هذا النوع المحمول من ارض
الهند وبين الانواع الاربعة
المتقدم ذكرها الا ذو دراية
او ماهر فيه وهذا النوع الهندي
يعرفه اصحاب الجواهر بالمكي
لانه يحمل من ارض الهند الى
بلاد عدن وغيرها من سواحل
اليمن ويؤتى به مكة فاشتهر
بهذا الاسم دون هذا النعت

(۴۰ب)

لان بحر الهند والصين في
قعره اللؤلؤ وفي جباله الجواهر و
معادن الذهب والفضة و
الرصاص القلعي وفي افواه
دوابه العاج ومن منابته
الابنوس والخيزران والقنا

اپنی چمک دمک اور تراش کے اعتبار سے
ان زمردوں کے مشابہ ہے جن کا ہم نے پہلے
بیان کیا ہے البتہ وہ ان سب سے زیادہ سخت
اور بھاری ہوتا ہے۔ اس زمرد میں ہندوستان
سے لایا جاتا ہے اور گذشتہ چاروں قسموں کے
زمردوں میں بڑے ہوشیار اور اس کے
ماہر ہی فرق کر سکتے ہیں، ہندی اس
قسم کو جوہری مکی کہتے ہیں، اس لئے کہ
ہندوستان سے عدن اور یمن کے ساحلی
وہ قرن سے ہوتا ہوا مکہ لایا جاتا ہے، اس لئے
اسی نام اور وصف سے مشہور ہے،

بحر ہند اور بحر چین کی گہرائیوں میں
موتی، ان کے پہاڑوں میں جواہرات،
سونے، چاندی، سیسہ اور تانبہ کی کانیں
ہاتھی دانت، نباتات میں آبنوس، بانس،
بید، نیزے کم، ساگوان، عود، کافور،
جائفل، لونگ، صندل، قسم قسم کے پھول

والبقم والسّاج والعود و
واشجار الكافور والجوز بوا
والقرنفل والصندل وانواع
الافاويه والطيب والعنبر و
وطيور ها الببغى البيض والخضر
واحدها ببغة ثم الطواويس
وانواعها فى صورها واختلافها
فى الصغر والكبر ومنها مايكون
كالنعامة كبرا وحشرات ارض
الهند الزباد كالسنانير بارض
الاسلام كثيرة منهم[۵۲] كالسنانير
واكثر ما يخرج من ضرعها الطيب
المعروف بلبن الزباد وهذا النوع
من الطيب عجيب،

(ص ۵۶ و ۵۷)

خوشبو دار چیزیں، عطر اور عنبر وغیرہ پرندوں
میں سفید اور ہرے طوطے رنگ برنگ کے
چھوٹے بڑے مور ہوتے ہیں جن میں سے
بعض شتر مرغ کے برابر ہوتے ہیں، اور
ہندوستان کے حشرات الارض میں مشک
بلاؤ[۵۱] ہوتا ہے، یہ اسلامی ملکوں کے
بلوں کی طرح وہاں بہت ہوتا ہے اور
انہی کی طرح پالا جاتا ہے اور زیادہ تر
اُس کے تھنوں سے یہ مشہور خوشبو جسے
بلاؤ کا دودھ (مشک بلاؤ) کہتے ہیں
اور یہ بڑے عجیب طرح کا ہوتا ہے۔

---

۵۱ زباد ایک قسم کی خوشبو کا نام ہے، جو جنگلی بلوں کے پیٹ سے نکلتا ہے، اور اسے مشک بلاؤ کہتے ہیں
۵۲ دوسرے نسخوں میں منہم کی جگہ "تنخذ" ہے اور اسی کے مطابق ترجمہ کیا گیا ہے،

جلد رابع

سکان کثیر من الهند والصین
وغیرهم من الطوائف یعتقدون
انه تعالی جسم وان الملائکة اجسام
لها تمام وان الله تعالی والملائکة
محتجب بالسماء فمن اجل ذلک
الی ان اتخذوا تماثیل واصناما
علی صورة الباری سبحانه و
علی صورة الملائکة مختلفة
الشکل والاشکال منها علی
صورة الانسان وعلی خلافها
من الصور یعبدونها ویقربوا
لها القرابین وینذروا لها
النذور بشبهها بحسب بالله
سبحانه وتقربها منه فاقاموا
علی ذلک برهة من الزمان و
وجملة من الاعصار حتی نبههم

اکثر ہندوستانی چینی اور دوسری قوموں
کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور فرشتوں
کے بھی جسم ہوتا ہے اور وہ آسمانوں میں
پوشیدہ ہیں اس لئے انھوں نے اللہ تعالیٰ
اور فرشتوں کے مختلف مجسمے و تماثیل
شکل و صورت کے انسانی اور غیر انسانی
شکل کے بت اور تصویریں بنائی ہیں
جنکی عبادت کرتے ہیں ان کے نام
پر قربانیاں کرتے اور نذریں چڑھاتے
ہیں کیونکہ یہ بعض اللہ تعالیٰ کے مشابہ ہیں
اس سے تقرب کا ذریعہ سمجھتے ہیں یہ
لوگ اس عقیدہ پر ایک عرصہ دراز تک قائم
رہے یہاں تک کہ بعض فلاسفر
حکیموں نے انھیں بتایا کہ محسوس اور مرئی
چیزوں میں افلاک و کواکب اللہ تعالیٰ
سے سب سے زیادہ قریب ہیں اور وہ

بعض حکمائهم علی ان الافلاک
والکواکب اقرب الاجسام المرئية
الی الله وانها حية ناطقة وان
الملائكة تختلف بين الله وبينها
وان كل ما يحدث فی هذا العالم
فانما هو علی قدر ما تجری به
الكواكب عن امر الله فعظموها و
قربوا لها القرابين لتنفعهم و
مكثوا علی ذلك دهرا فلما رأوا
الكواكب تختفی بالنهار وفی بعض
اوقات الليل لما يعرض فی الجو من
السواتر امرهم بعض من كان
فيهم من حكمائهم ان يجعلوا
لها اصناما بعدد الكواكب الكبار
المشهورة المتحيرة فكان
كل صنف منهم يعظم كوكبا منها
ويقرب له نوعا من القربان خلاف
ما للآخر علی انهم اذا عظموا ما صوروا
من الاصنام تحركت لهم الاجسام

ذی حیات ہیں، بولتے ہیں، اُن کے اور
اللہ تعالیٰ کے درمیان فرشتے آتے جاتے
ہیں، اور دنیا میں جو حادثات رونما ہوتے
ہیں، وہ سب خدا کے حکم سے ستاروں کی
حرکت کے مطابق واقع ہوتے ہیں، اس
عقیدہ کی بنا پر وہ ان کی عظمت کرتے
ہیں، اور اُن کے لئے قربانیاں دیتے
ہیں، تاکہ وہ انہیں فائدہ پہونچائیں،
اس عقیدہ پر بھی وہ ایک زمانہ تک
قائم رہے، مگر جب انھوں نے دیکھا
کہ فضائے آسمانی کے چھپانے والے
اسباب کی بنا پر یہ ستارے دن اور
رات کے بعض حصوں میں بھی چھپ
جاتے ہیں، تو بعض حکیموں نے تعلیم دی
کہ وہ بڑے اور محیر العقول ستاروں
کی تعداد کے مطابق بت بنالیں، اسی
بنا پر ہر قوم کسی نہ کسی ستارہ کی عبادت
وتعظیم کرتی ہے، اور اس کے لئے کوئی
نہ کوئی قربانی پیش کرتی ہے، جو دوسرے

العلوية منسوبة الى كواكب ...
وهو الكل منقوشة و ...
وسموا بكل الهياكل باسماء تلك
الكواكب،

(ص ٢٢-٢٣)

قوموں کی قربانی سے مختلف ہوتی ہے اور
وہ یہ کہتے ہیں کہ جب وہ اپنے بنائے ہوئے
ان قبوں کی خدمت کریں گے، تو ساتوں
آسمانوں کے سوا اجسام ان کی مراد کے
مطابق حرکت کریں گے، چنانچہ انھوں نے
ہر بت کے لئے ایک بتخانہ اور معبد الگ تعمیر
کیا اور ان کے نام ان ستاروں کے
نام پر رکھ لیا ہے

وقد ذهب قوم منهم الى
ان بيت الحرام هو بيت زحل
وانما طال عند هم بقاء هذا
البيت على مرور الدهور معظما
في سائر الاعصار لانه بيت
زحل تولاه لان زحل من شانه
البقاء والثبوت فما كان له فغير
زائل ولا داثر ولا عن التعظيم
حائل وذكروا امورا كثيرة
اعرضنا عن ذكرها لشناعتها
وصفها، (ص ٢٤)

ایک جماعت کا یہ خیال ہے کہ خانہ
کعبہ دراصل زحل کا گھر ہے اور ان کے
نزدیک اسی بنا پر اس کے وجود اس گھر
کے باقی رہنے، اور ہر زمانہ میں اس کے بزرگ
اور محترم ہونے کا یہی سبب ہے کہ وہ
زحل کا گھر ہے اور وہی اس کا نگران
ہے، کیونکہ زحل کی شان بقا و دوام ہے
اس لئے جو چیز اس سے متعلق ہوگی اسکو
زوال و فنا نہیں ہے اور اس کی تعظیم
میں کبھی فرق نہ آئے گا، ان لوگوں نے
بہت سی ایسی باتیں بیان کی ہیں جن کے

کروہ اور ناپسندیدہ ہونے کی وجہ سے،
ہم نے ان کو قلم انداز کر دیا ہے۔

ولما طال علیهم العهد عبدوا
الاصنام علی انها تقربهم الی الله
والغوا عبادة الکواکب فلم یزالوا علی
ذلک حتی ظهر بوذاسف بارض
الهند وکان هندیا وقد کان
بوذاسف خرج عن ارض الهند
الی السند ثم سار الی بلاد سجستان
وبلاد زابلستان وهی بلاد فیروز
بن کبک ثم دخل السند ثم الی
کرمان متنبیا[1] وزعم انه رسول
الله وانه واسطة بین الله وبین
خلقه واتی ارض فارس وذلک،
فی اول ملک طهمورث ملک
فارس وقیل فی ملک جمشید
اول من اظهر مذاهب الصابئة
علی حسب ما قدمنا آنفا فیها،

جب اس عقیدہ پر بھی ایک زمانہ گذر
گیا، تو انھوں نے اس لئے بتوں کی
پرستش شروع کر دی کہ وہ اللہ کی بارگاہ
میں تقرب کا ذریعہ ہیں، اور ستاروں کی
پرستش کو لغو قرار دیا، اس حالت پر وہ برابر
قائم رہے، یہاں تک کہ ہندوستان میں
بوذاسف (بدھ) پیدا ہوئے، جو ہندستانی
ہی تھے، انھوں نے ہندوستان سے چین اور
پھر سجستان اور پھر زابلستان (کابل) کا سفر
کیا، زابلستان فیروز بن کبک کی ولایت
میں ہے، پھر وہاں سے سندھ واپس آئے
اور کرمان جاکر نبوت کا دعوی کیا، اور بتایا
کہ وہ خدا کے رسول اور اس کے اور اس کی
مخلوق کے درمیان واسطہ ہیں، اس کے
بعد شہنشاہ ایران طہمورث کی حکومت کے
ابتدائی زمانہ میں فارس آئے، ایک قول ہے

---

[1] دوسرے نسخہ میں متنبئاً ہے،

ماسلف من هذا الكتاب،

(ص ۴۴)

وقد كان بوذاسف امر الناس
بالزهد فى هذا العالم والاشتغال
بما علا من العوالم اذ كان من
هناك بدو النفوس واليها تقع
الصدر من هذا العالم وجدد
بوذاسف عند الناس عبادة
الاصنام والسجود لها لشبه ذكرها
وقرب الى عقولهم عبادتها بضروب
من الحيل والخداع،

(ص ۴۵)

والبيت الثالث يدعى مندوسان
ببلاد الهند وهذا البيت تعظمه
الهند وله قرابين تقرب اليه و
فيه من احجار المغناطيس الجاذبة

کہ بادشاہ جم کے عہد میں آئے تھے، یہ پہلے
شخص ہیں جنھوں نے صابی مذہب کا اظہار
کیا، جیسا کہ ہم اس سے پہلے اس کتاب
میں اس کا ذکر کر چکے ہیں،

بوذاسف اس دنیا سے علیحدگی اور
عالم علوی کی جانب متوجہ ہونے کی تعلیم
دیتے تھے کیونکہ نفوس کی آفرینش وہیں
سے ہوئی ہے اور اس عالم سے نکل کر پھر
وہیں جائیں گے، انھوں نے مختلف شبہات
پیدا کرکے لوگوں کو از سر نو بتوں کی عبادت
اور ان کے سامنے سجدہ ریز ہونے کی دعوت
دی، اور مختلف تدبیروں اور حیلوں سے اس
کی عبادت کو ان کے ذہن نشین کرنے کی
کوشش کی،

ان لوگوں کے عقیدہ کے مطابق دنیا
کے سات معزز و محترم گھروں میں تیسرا گھر
مندوسان[1] نام کا ہندوستان میں ہے،
اسے ہندو بہت متبرک سمجھتے ہیں، اور

[1] معلوم نہیں اس سے کونسا بت خانہ مراد ہے،

والدافعة والمنفرة من اوصاف
لا يحسنا الاخبار عنها فمن اراد
ان يبحث عن ذكرها فليبحث فانه
بيت مشهور ببلاد الهند ،
(ص ۴۷)

ذكر بعض اهل الدراية والتغير
انه قرأ على باب النوبهار ببلخ كتابا
بالفارسية ترجمته قال بوذاسف
ابواب الملوك تحتاج الى ثلاث
خصال عقل وصبر ومال واذا تحته
بالعربية مكتوب كذب بوذاسف
الواجب على الحر اذا كانت معه
واحدة من هذه الثلاث الخصال
الا يلزم باب السلطان۔

اس کے سامنے قربانیاں پیش کرتے ہیں،
اس میں اشیاء کو کھینچنے اور دفع کرنے والے
مقناطیسی پتھر نصب ہیں جن کے اوصاف
کی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں ہے، جو
شخص اس کی تحقیقات کرنا چاہے تو یہ
گھر ہندوستان میں معروف و مشہور ہے،
اس کی تحقیق آسانی سے کرسکتا ہے،
بعض اہل دانش و محققین کا بیان ہے کہ
انھوں نے بلخ میں نوبہار کے دروازے
پر فارسی میں ایک کتبہ پڑھا ہے جس میں
لکھا ہے کہ بوذاسف کا مقولہ ہے کہ بادشاہوں
کے دروازے تین اوصاف کے محتاج ہیں،
عقل، صبر اور مال اور کسی نے اس کے نیچے
عربی میں لکھا ہے کہ بوذاسف کا یہ قول غلط ہے
کیونکہ جس میں ان تین باتوں میں سے ایک بات
بھی ہوگی، وہ بادشاہ کے دروازے پر

کتاب التنبیہ والاشراف[۱]

فحد الاقليم الاول البحر مما يلي
المشرق والثاني البحر مما يلي الحجاز و
الثالث الديبل من ساحل المنصورة
من ارض السند والرابع حد
الاقليم السابع مما يلي الصين
اطول ساعات نهاره ثلث
عشرة ساعة ......

(ص ۳۲)

ہندوستان کے حدود میں ایک طرف مشرق
سے ملا ہوا سمندر، دوسری طرف حجاز
کا سمندر، تیسری جانب ملک سندھ میں
علاقہ منصورہ کا ساحلی شہر دیبل اور چوتھی
سمت میں چین سے ملی ہوئی ساتویں اقلیم
کے حدود ہیں۔ اس ملک میں سب سے بڑا
دن ۱۳ گھنٹوں کا ہوتا ہے ......

....

فالاقليم الاول لزحل وهو
كيوان بالفارسية له من البروج
الجدي والدلو

(ص ۳۳)

(ہفت اقالیم) فلک کے سات ستاروں
کے ماتحت ہیں چنانچہ ہندوستان یعنی
اقلیم اول زحل کے ماتحت ہے، جسے
فارسی میں کیوان کہتے ہیں۔ اور اس
کے برج جدی اور دلو ہیں

واما الهند والصين ومن
و[illegible]هم من الامم ممن قال

ہندوستان، چین اور ان کی ہمسایہ
دوسری قومیں جو فلک کے قدیم ہونے

بقدم العالم وازليته فيابون
كون الطوفان عم جميع الارض
....
. . . .
..... وبنا عالى
الهند ومشارقها البيت
المعروف ببيت الذهب بلا
تاريخهم بعد ظهور البد
الاوّل فيهم وهو اثنا عشر
الف عام مضروبة فى ثلثة
وثلثين الف عام و
هو البيت الّذى دخله الاسكندر
بن فيلبس الملك حين قتل فور
ملكهم وكتب بخبره الى ارسطاطاليس
اما بعد كتبت الى تذكر الذى
اعجبك من بنيان بيت الذهب
بالهند وما ذكرت انك رائيت
فيه من العجائب والبنيان الشامخ
المزخرف بانواع الجوهر ماينوق

ہونے کی قائل ہیں، وہ طوفانِ نوح کو
عام نہیں مانتیں، اُن کے نزدیک طوفان
پوری دنیا میں نہیں آیا تھا، بلکہ صرف نوح
کے ملک وقوم کے لئے خاص تھا . . .
ہندوستان کے مشرقی اور پہاڑی
علاقوں میں بیت الذہب (سونے کا مکان)
نام کا ایک گھر ہے ہندوستانیوں کی تاریخ
کی ابتدا بدھ اول کی بعثت سے ہوتی ہے
جس کو ۱۲ ہزار سال × ۳۳ ہزار سال
(برابر ۳۹۶ ہزار سال) کا زمانہ گذرا،
اسی مکان میں سکندر، راجہ فور کو قتل کرنے
کے لئے داخل ہوا تھا، اور اس کے حالات
اور عجائبات کی اطلاع ارسطو کو لکھ بھیجی
تھی، ارسطو نے اس کا جواب اپنے ایک
خط میں جو رسائل بیت الذہب (سونے
کے مکان کے خطوط) کے نام سے مشہور
ہے، لکھا ہے، اس کے شروع میں تحریر
تھا کہ قوموں کے بادشاہوں کے بادشاہ
سکندر کے نام اس کے معمولی غلام ارسطو

۲ وماشاهد منه من العجائب فاجابه ارسطاطاليس بالرسالة المعروفة برسائل بيت الذهب التى اولها الى الاسكندر ملك ملوك الامم من عبده ارسطاطاليس

العين من الذهب الاحمر حتى
قد تحير عيون منظرة وسارقى
الا بصر ذكره وقد كتبت اليك
ايها الملك لتصونك لمعرفتك
بالامور السابقة العليا والآخر
السفلى ان يعجبك شئ صنعته
الايدى المنيعة بالحكمة فلا
القصيرة ومدة الزمان اليسيرة
ولكني ادعو لك ايها الملك ان
ترفع نظرك الى ما فوقك وتحتك
وعن يمينك وعن شمالك من
السماء والصخور والجبال و
البحور وما في ذلك من العجائب
الغامضة والصنائع الظاهرة
والبنيان الشامخ الذي لا يحكمه
الحديد ولا تشابه المجانيق ولا
يعمله الاحبار والمخلخلة الضعيفة
في المدة المنقطعة،

(ص ۲۰۱)

کی طرف سے، اما بعد۔ آپ نے اپنے خط
میں لکھا ہے کہ ہندوستان کے بیت الذہب
کی عمارت آپ کو بہت پسند آئی اور
آپ نے وہاں عجیب وغریب چیزیں،
بلند وبالا اور مختلف قسم کے جواہرات
سے مرصع ومزین جو عمارتیں دیکھیں ان کا
ذکر کیا ہے اور اس سرخ سونے کا بھی
ذکر کیا ہے جو نگاہوں کو خیرہ کر دیتا
ہے اور ساری دنیا میں جس کا چرچا
ہے لیکن میں عرض کروں گا، بادشاہ
سلامت آپ نے جن مذکورہ بالا علوی
اور ارضی چیزوں سے واقفیت حاصل
کی ہے اور جو آپ کو بڑی تعجب انگیز
اور دلفریب معلوم ہوتی ہیں یہ سب
انسانی دستکاری نے اپنی دانائی سے
بہت تھوڑی مدت میں بنا لی ہیں ان
کے بجائے میں آپ کے لئے یہ پسند کروں گا
کہ آپ اپنی نگاہ اوپر نیچے، دائیں،
بائیں اٹھا کر (قدرت کی کرشمہ سازیوں)

مطہر بن طاہر مقدسی

مطہر بن طاہر مقدسی بیت المقدس کے ایک فاضل سوب فلسفی گذرے ہیں علم کلام اور فن تاریخ میں بھی کمال رکھتے تھے، ان کی تصنیفات میں ایک یادگار تصنیف کتاب البدء والتاریخ ہے جو ۱۸۹۹ء میں پیرس سے ۶ جلدوں میں شائع ہوئی ہے، اس کی چوتھی جلد میں ہندوستان کے مذاہب کا بیان، سمندروں اور دریاؤں کے حالات اور بعض ملکی اور جغرافیائی خصوصیات بھی تحریر کی گئی ہیں افسوس کہ مطہر مقدسی کے مزید حالات نہ معلوم ہو سکے تاہم انکا زمانہ چوتھی صدی ہجری کا وسط ہے

البدء والتاریخ

جلد رابع

ذکر ادیان البراهمة — برہمنوں کے دین کا بیان

وقد ذکر قوم ان فی الهند تسع مائة ملة مختلفة وان الذی عرف منها تسعة وتسعون ضرباً یجمع ذلک اثنان واربعون مذهبا مدارها حتی اربعة اوجه ثم یرجع الی اسمین البراهمة، والسمنیة[1] فالسمنیة هی التی معطلة[2]،

کچھ لوگوں کا بیان ہے کہ ہندوستان میں نوسو فرقے ہیں، ان میں سے صرف ۹۹ کا حال معلوم ہے، جو ۴۲ مذاہب پر مشتمل ہیں جن کی چار شکلیں ہیں، اُن کی بھی اصل اور موٹی تقسیمیں دو ہیں، برہمنی اور سمنی، سمنی ہی تعطیل[2] کے قائل ہیں،

والبراهمة ثلاثة اصناف صنف منهم یقولون بالتوحید والثواب والعقاب ویبطلون الرسالة، وصنف یقولون بالثواب والعقاب

برہمنی مذہب والوں کی تین قسمیں ہیں ایک فرقہ توحید اور جزا و سزا کا قائل ہے مگر رسالت کا منکر ہے، دوسرا فرقہ تناسخ (آواگون) کے اصول پر جزا و سزا کا قائل

---

[1] سمنیہ عربوں میں بودھ مت والوں کا نام تھا [2] تعطیل یعنی یا تو خدا کے قائل نہیں، یا بے اختیار خدا کے قائل ہیں، (ض)

على التناسخ ويبطلون التوحيد
الرسالة هذا جملة دينهم (ص ۹۹)
فاما آدابهم واخلاقهم
ففيهم الحساب والنجوم والطب
واللهو والمعازف والرقص و
الخفة والشجاعة والشعبذة و
عمل النيرنجات وعلم الحروب
ويدعون صفاء الفكر ونفاذ
الوهم والاخذ بالعيون اظهار
التخيلات والرقى والاتيان
بالمطر والبرد وحبسه وتحويله
من مكان الى مكان ويدعون
حفظ الصحة ومنع الشيب و
الزيادة في القوة والذهن و
رجوع الموتى اليهم (ص ۱۰۰)
اما شرائعهم فمختلفة لاتساع
بلادهم وتفاوت اقطارهم
واختلاف الدين يوجب اختلاف
الشرائع فالذي بلغنا ان ايمانهم

مگر توحید اور رسالت کا قائل نہیں یہ اُن
کے مذہب کا مجمل حال ہے،
علم و فن اور ادب و اخلاق کے اعتبار
سے ان میں ریاضی، جوتش، طبابت، موسیقی
رقص، سرود، بہادری، شعبدہ بازی
کرتب اور نظر بندی کے اعمال اور جنگی
علوم کا چرچا ہے، وہ خیالات کی پاکیزگی
وہم کے موثر ہونے، نظر لگنے، جادو منتر جھاڑ
پھونک، بارش اور سردی لا دینے اسکے روک
دینے اور ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل
کر دینے کے مدعی ہیں، نیز تندرستی کی حفاظت
بڑھاپے کے انسداد، قوت و ذہانت بڑھا
دینے، مردوں کے دوبارہ اپنے پاس لوٹانے
(آواگون) کا بھی دعویٰ کرتے ہیں،

اُن کے شرائع و قوانین مختلف ہیں
اس لئے کہ ان کی مملکت وسیع اور ملک
بڑا ہے اور دین کے اختلاف میں قوانین
اور شریعت کا اختلاف ضروری ہے، اس

نہیں کرتے، اس کا قاعدہ یہ ہے کہ سراور
جسم کے سب بال منڈا دیئے جاتے ہیں،
پھر گائے کا پیشاب، گوبر، گھی، اور دودھ
جمع کرکے اسے چند دنوں تک پلایا جاتا ہے،
پھر گائے کے پاس لیجا کر سجدہ کرایا جاتا ہے،
وہ عزیزوں اور قرابت داروں میں قطعًا
شادی بیاہ نہیں کرتے، لواطت کی سزا
ان کے یہاں قتل ہے، برہمنوں کے نزدیک
شراب نوشی اور ذبیحہ حرام ہے، اُن کے
یہاں ہر فرقے کے معاشرتی طریقے جدا جدا
مختلف ہیں،

بتة وعقوبة اللواطة عندهم
القتل وشرب الخمر عند البراهمة
حرام وكذلك ذبيحة اهل ملتهم
ولكل قوم منهم ملة وشريعة
يتعاملون عليها ويتعايشون بها،

(ص ۱۱ و ۱۲)

موحد برہمنوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ
تعالیٰ نے کسی فرشتہ کو بشر کی صورت میں
اُن کے یہاں مبعوث کیا تھا جس کا نام
"ناشد" تھا، اس کے چار ہاتھ تھے، ایک
ہاتھ میں تلوار، دوسرے میں زرہ کا تھیلا،
تیسرے میں ایک ہتھیار جسے "شکرتہ"
کہا جاتا ہے، جو زرہ ہی کی طرح ہوتا ہے،
اور چوتھے میں ہاگ تھی، اور وہ لمبی گردن

زعمت الموحدة من البراهمة
ان الله عز وجل بعث اليهم ملكا
من الملائكة بالرسالة في
صورة بشر اسمه ناشد له اربع
ايد في احدى يديه سيف وفي
الاخرى شكة الدرع وفي الثالثة
سلاح يقال له شكرته على هيأة
خلقته وفي الرابعة وهق وهو

راكب على العنقاء وله اثنا عشر
رأسا رأس انسان ورأس
فرس ورأس اسد ورأس
ثور ورأس نسر ورأس فيل
ورأس خنزير حتى عدوها
قالوا امرنا بتعظيم النار التي
عظمها الله عز وجل بالسناء و
الرفعة والبسها الضياء والبهاء
النور وجعلها سببا لمنافع الدنيا
ونهانا عن القتل وشرب الخمر
اباح لنا الزنا وامر بعبادة البقر
وان نتخذ صنما على مثاله نعبده
وامرنا ان لا نجوز نهر كنك فانه
لا دين لمن جاوزه من البراهمة
وان الدين حسب لمن قبله
لذريته من بعده ولا يجوز
لمن لم يكن منهم الدخول في
دينه واسم هذه الفرقة
الناشدية (ص ۱۲-۱۳)

کی گھوڑی پر سوار تھا، اس کے ۱۲ سر تھے۔
ایک سر انسان کا، دوسرا گھوڑے کا،
تیسرا شیر کا، چوتھا بیل، پانچواں گدھ، چھٹا
ہاتھی، اور ساتواں سور کا تھا، اسی طرح
تمام سروں کو لوگوں نے شمار کیا ہے، وہ کہتے
ہیں کہ اس پیغمبر نے ان کو آگ کی پوجا اور
تعظیم کرنے کا حکم دیا ہے، اس لئے کہ اللہ
تعالیٰ نے آگ کو بلندی، روشنی، زیبائی
اور تابنائی عطا کرکے معزز بنا دیا ہے، اور
اس میں دنیا کے فائدے کے اسباب مہیا کئے
ہیں، اس پیغمبر نے ہمیں قتل اور شراب سے
روکا ہے اور زنا ہمارے لئے جائز قرار دیا ہے
اور گایوں کے بت بنا کر پوجا کرنے کی
تعلیم دی ہے، اور تاکید کی ہے کہ دریائے
گنگا کو پار نہ کریں، کیونکہ گنگا پار جانے والے
برہمن کا کوئی دھرم نہیں رہ جاتا، جو لوگ
پہلے سے اس مذہب کو مانتے ہیں، ان
میں اور اس کی اولاد میں یہ مذہب محدود
ہوگا، دوسرے لوگوں کو اس دھرم میں

شامل کرنا جائز نہیں، اس فرقہ کا نام
ناشدیہ ہے،

ومنهم البهابوذية زعموا ان
رسولهم ملك يقال له بهابوذ
اتاهم في صورة بشر وهو راكب
على ثور وعلى راسه اكليل
من عظام الموتى متقلد قلادة
من اقحاف الرؤس وفي احدى
يديه قحف وفي الاخرى مزراق
......

ان کے ایک فرقہ کا نام بہابھوذیہ ہے
اس کا عقیدہ ہے کہ اس کے پیغمبر بہابوذ
نامی فرشتہ تھے، اور انسان کے لباس
میں مبعوث ہوئے تھے، وہ ایک بیل پر
سوار رہتے تھے، اور ان کے سر پر مُردوں
کی ہڈیوں کا تاج، گلے میں کھوپڑیوں
کی مالا، ایک ہاتھ میں ایک کھوپڑی اور
دوسرے میں ایک چھوٹا نیزہ تھا......

فامرهم بعبادة الله عز وجل
وان يتخذوا على مثاله صنما يعبدونه
فيكون وسيلتهم اليه وان لا
يعافوا شيئا من الاشياء فان
الاشياء كلها من صنع الله
عز وجل ومنهم الكابالية يزعمون
ان رسولهم ملك يقال له شيب
اتاهم في صورة بشر على رأسه
قلنسوة من لبد مخيط عليها

اس پیغمبر نے ان کو اللہ تعالیٰ کی پرستش
اور اس کا بت بنا کر اس کی پوجا کرنے کی
تعلیم دی ہے تاکہ یہ بت دربار الٰہی میں
اُن کے لئے ذریعہ اور وسیلہ بن سکیں، اسی
پیغمبر نے یہ بھی بتایا ہے کہ ساری چیزیں خدا
کی بنائی ہوئی ہیں، اسی لئے کسی چیز سے
نفرت نہیں کرنی چاہئے، ان کا ایک اَور
فرقہ کا۱ یہ ہے جو سمجھتا ہے کہ اس کے
پیغمبر "شیب" بھی فرشتہ اور انسانی شکل

صنعاً من الجان من دون الناس
فانهم صوروا تمثالاً على شكل
ذكر الانسان ونعظمونه ويعبدونه
فان الذكر سبب النسل في العالم

(ص ۱۳-۱۴)

صورت میں آئے تھے، اُن کے سر پر اون
کی ٹوپی تھی جس میں انسانی کھوپڑی
کی چار ہڈیاں لگی ہوئی تھیں، انہوں
نے اس فرقہ کو انسان کے آلۂ تناسل کی
شکل کا ایک بت بنا کر اس کی تعظیم و عبادت
کا حکم دیا، کیونکہ دنیا میں نسل کا اصلی
ذریعہ یہی ہے،

ومنهم الدامانية والداونية
هؤلاء الذين يقرون مع التوحيد
بالرسالة فاما الذين يثبتون الخالق
وينفون الرسل فاصناف منهم
الرشتية وهم اصحاب الفكر
الذين يعطلون حواسهم بطول
فكرهم ويزعمون انهم اذا اخذوا
انفسهم بشدة البر والتخلي تجلت
لهم الملائكة ويلطفوا نفوسهم استفادوا
منهم وهؤلاء كانوا الا الباب و
والالحان وما مسته النار غير النبات

دامانیہ اور داونیہ بھی ایک فرقہ کا
نام ہے، یہ لوگ توحید کی طرح رسالت
کو بھی مانتے ہیں، باقی جو لوگ خدا کو مانتے
اور رسولوں کا انکار کرتے ہیں، اُن میں
سے بعض قسم کے لوگ رشتیہ[۵] کہلاتے ہیں
اور یہی وہ لوگ ہیں، جو طویل مراقبہ اور
دھیان کرکے اپنے ظاہری حواس کو
بے کار کر دیتے اور سمجھتے ہیں کہ وہ جس
قدر اپنے کو (دنیوی آلودگیوں اور مادیات
سے) الگ رکھیں گے، اسی قدر ان پر ملائکہ
کے انوار و الطاف اور تجلیات کا فیضان

۵ یعنی رشی،

والناس مغمضة عيونهم عامة
دهرهم لمحة افكارهم ويزعمون
انهم يدركون بها ما يريدون
من مطر ورياح وقتل ونزول
طير واجابة دعوة،

(ص ١٢، ١٥)

ہوگا (یعنی روحانیت سے قریب تر ہوں گے)
یہ لوگ دودھ، گوشت اور آگ سے پکی ہوئی
چیزیں نہیں کھاتے، اور صرف سبزی
(نباتات) اور پھل کھاتے ہیں اور ہمیشہ
گیان دھیان میں اپنی آنکھیں بند رکھتے
اور کہتے ہیں کہ اس سے وہ بارش، ہوا،
قتل، ٹونا وغیرہ سے متعلق جو کچھ چاہتے
ہیں، وہ پورا ہو جاتا ہے،

ومنهم المصفدة قوم يصفدون
اوساطهم الى خدودهم بالحديد
قالوا لئلا ينشق بطونهم من
غلبة الفكر وكثرة العلم ومنها
المهاكلية لهم صنم يقال له
مهاكال على ظهره جلد فيل يقطر
منه الدم واذناه مثقوبتان و
على راسه اكليل من عظام القحف
يحجون اليه ويقصدونه لطلب
حوائجهم ويزعمون انه
يقضيها لهم ومنهم التهكنيته

مصفدہ وہ فرقہ ہے جو لوہے میں
اپنی کمر اور پشت کو اس لئے جکڑ دیتا ہے
کہ علم و فکر کی زیادتی کی وجہ سے اس کا
پیٹ نہ پھٹ جائے، اُن کے ایک فرقہ
کا نام مہاکلیہ ہے، اور اس کے دیوتا
کا نام مہاکالی ہے، اس کی پشت پر
ہاتھی کی کھال ہوتی ہے جس سے خون
ٹپکتا رہتا ہے۔ اس کے دونوں کان
چھدے اور سر پر کھوپڑی کی ہڈیوں
کا تاج ہے، لوگ اس کی زیارت کرتے اور
یاترا کرتے ہیں، اور اپنی ضرورتیں پوری

قوم لهم صنم على صورة امرأة
يقال ان لها الف يد في كل يد ضرب
من السلاح ولهم عنده عيد
اذا دخلت الشمس الميزان
فيقربون قرابين من الجواميس
والابل والغنم ويقولون عبيد هو
واما هو ويقاتلون الناس قرباناً
له حتى ان الضعفى يتوارون في
تلك الايام مخافة ان يكون الصنم
يامر و يأذن بقتلهم،
(ص ١٥)

کرانے کے لیئے اس کے پاس آتے اور سمجھتے
ہیں کہ وہ مرادیں پوری کر دیتا ہے ان کا
ایک اور فرقہ مہکلیہ ہے جن کا دیوتا عورت
کی شکل کا ہے، اور کہا جاتا ہے کہ اس کے
ایک ہزار ہاتھ ہیں اور ہر ہاتھ میں کسی قسم
کا ایک ہتھیار ہے، اور اس کے استھان
پر ان کا ایک میلہ اس وقت ہوتا ہے جب
سورج میزان میں داخل ہوتا ہے، اس
موقع پر وہ لوگ بھینسوں، اونٹوں بھیڑ
بکریوں، یہاں تک کہ غلاموں، لونڈیوں
اور عام لوگوں کی بھی قربانیاں کر ڈالتے
ہیں، اسی لئے اس زمانہ میں کمزور و ناتواں
قسم کے لوگ اس اندیشہ سے چھپے چھپے پھرتے
ہیں کہ مبادا دیوتا اُن کے قتل کا پروانہ
نہ صادر کردے،

ومنهم الجلهكية يعبدون
الماء ويزعمون ان معه ملكا
وانه اصل كل نشو ونماء وحياة

ان کا ایک فرقہ جلہکیہ[1] بھی ہے جو
پانی کی پوجا کرتا ہے، اور سمجھتا ہے کہ
اس کے ساتھ فرشتہ ہوتا ہے، اور وہی

[1] جل بھگتیہ یعنی جل بھگت

وعمارة وطهارة ومنهم
الا انهم طرية يعبدون النار
وهي اعظم العناصر ولا يحرقون
موتاهم لئلا ينجس النار و
منهم قوم يعبدون الشمس
وقوم يعبدون القمر وقوم
يعبدون ملوكهم ولكل واحد
منهم مذهب ورأي ودعوى
ولا فائدة في ذكرها.

(ص ۱۵:۱۹)

يزعمون ان في ذلك نجاة لها
وخلاصًا الى حيوة الابد في الجنة
ومنهم من يحفر له اخدودًا
يجمع فيه الالوان والادهان
والطيب ويوقد عليه ثم يجيئ
حوله المعازف بالصنوج والطبول
ويقول طوبى لهذه النفس
التي تعلو الى الجنة مع الدخان

ہر چیز کی پیدائش، نشوونما، زندگی اور ہر بات
کی اصل و بنیاد ہے پاک۔ اور فرقہ اگنیہوتری[1]
آگ کی پوجا کرتا ہے، جو بہت بڑا عنصر ہے۔
یہ لوگ اپنے مردوں کو اس لئے نہیں جلاتے
کہ اس سے ناپاک ہو جائے گی، کچھ لوگ
سورج، کچھ چندرمے اور کچھ اپنے راجاؤں
کی پوجا کرتے ہیں۔ ان تمام فرقوں میں
سے ہر ایک کا جدا جدا مذہب، الگ الگ
دعوی اور رائیں ہیں۔ ان سب کو بیان
کرنے سے کوئی فائدہ نہیں۔

وہ لوگ سمجھتے ہیں کہ بدن کو جلا دینے
اور آگ میں جھونک دینے سے اسے نجات اور
رہائی مل جائے گی، اور ابدی و اخروی
زندگی میں وہ جنت میں داخل ہوگا،
چنانچہ بعض لوگ خندق اور گڑھے کھود
کر اس میں رنگ، تیل اور خوشبو ملا کر
آگ بھڑکاتے ہیں، پھر اس کے قریب
آتے ہیں، اور اردگرد جھنگ و طبل بجاتے

---

[1] یعنی اگنی ہوتری،

وهو يقول في نفسه ليكن هذا
القربان مقبولا ثم يسجد نحو
المشرق والمغرب والشمال
والجنوب ويرمي بنفسه في
النار فيحترق۔

(ص ١٦)

کہتے جاتے ہیں، بشارت اور کامیابی
ہو اس جان کے لئے جو دھوئیں کے ساتھ
جنت کا رخ کر رہی ہے اور وہ (آگ
میں جلنے والا) اپنے دل میں کہتا ہے:
قربانی مقبول ہونی چاہئے، پھر مشرق،
مغرب، شمال اور جنوب ہر طرف سجدہ
کرنے کے بعد اپنے کو آگ میں جھونک کر
جلا ڈالتا ہے؛

ومنهم من يجمع له اخثاء
البقر فيقف في وسطه الى نصاف
ساقيه وتشعل فيه النار ولا
يزال واقفا حتى تاتي النار اليه
ويحترق فيها ومنهم من يوضع
على رأسه اكليل من المقل
ويوقد حتى يسيل دماغه و
حدقتاه ومنهم من يحمي له الصخر
فلا يزال يضع على جوفه صخرة
بعد صخرة حتى تخرج امعاؤه
ومنهم من اخذ مدية ويقطع

بعض لوگوں کا طریقہ یہ ہے کہ گائے
کا گوبر جمع کرتے ہیں، اور اس کے بیچ
میں نصف پنڈلی داخل کرکے آگ جلا
دیتے ہیں، اور برابر اس میں کھڑے رہتے
ہیں، یہاں تک کہ آگ میں جل جاتے
ہیں، بعض لوگ اپنے سر پر گوگل کے گوند
کا تاج رکھ کر آگ بھڑکاتے ہیں، یہاں تک
کہ دماغ اور آنکھیں پگھل کر بہہ جاتی ہیں،
بعض لوگ بڑے بڑے پتھر گرم کرکے یکے
بعد دیگرے پیٹ پر ایک ایک پتھر رکھتے
جاتے ہیں، یہاں تک کہ آنتیں باہر

لہ مقل گوگل، اور اس کے گوند دونوں کو کہتے ہیں، ہندو خوشبو ... کے لئے اسے جلاتے ہیں۔ (ض)

وفرقة يزعمان البد هو الباری
تراءی للناس فی تلک الصورة۔
.... (ص ۱۹)

واما الهند فصرود وجوده
واولها قشمير وهی خمسة واربعون
مصرا ممصرة كل مصر تشتمل علی
حدود ومدن وكل مدينة لها
سواد وقری ومنها جبال وشعاب
ومفاوز وكل ذلک للملک خاصة
والناس حراثوه واكرته قالوا
فی الملک للخمارين ستون الف
جارية حانية وموظف عليهم
ان يكنسوا الميدان ويرشوه
اذا اراد الملک الضرب بالصوالجة
ودينهم البرهمية وزيهم تطويل
الشعر الغالب عليهم البياض

فرقے ہیں، ایک فرقہ کا عقیدہ ہے کہ بدھ
خدا کا فرستادہ تھا، دوسرا کہتا ہے کہ بدھ
ہی خدا تھا، اور اس لباس میں دنیا میں
ظاہر ہوا تھا،

ہندوستان[1] میں سردی اور گرمی دونوں
پڑتی ہیں، اس کی سرحد کشمیر سے شروع
ہوتی ہے، اور وہ ۴۵ بڑے مشہور شہروں
پر مشتمل ہو جن سے متعلق قصبات اور چھوٹے شہر اور
ان کے ماتحت بہت سے گاؤں اور بستیاں
ہیں، ان میں پہاڑ، گھاٹیاں، اور صحرا وغیرہ
ہیں، جو راجہ کے لئے مخصوص ہیں، اور عوام
صرف لگان پر کھیتی باڑی کرتے ہیں، لوگوں
کا بیان ہے کہ اس ملک میں شراب فروشوں
کے یہاں ساٹھ ہزار ساقی لڑکیاں رہتی
ہیں، جن کا کام یہ ہے کہ جب راجہ چوگان
کھیلنا چاہے تو وہ میدان میں جھاڑو دیں
اور پانی چھڑکیں، یہاں کے لوگ برہمنی

---

[1] مصنف نے اس سے پہلے بحر سندھ، گنگا، سندھ اور بعض دوسرے دریاؤں کا ذکر کیا تھا لیکن اس میں کوئی جدت اور اضافہ نظر نہیں آیا، اس لئے اسے قلم انداز کر دیا گیا، (ض)

عربی	اردو
لبرد هوائهم وفيهم علم النجوم	مذہب کے قائل اور لمبے لمبے بال رکھتے
والطب وشعبذة والسحر،	ہیں آب و ہوا کی ٹھنڈک کی وجہ سے ان کا
	رنگ گورا ہوتا ہے، نجوم، طب اور جادو
	وغیرہ کا ان میں رواج ہے،
ولهم الانهار والعيون و	دریا، چشمے، نہریں اور کنوئیں بھی ان
الشجر والآبار، وعندهم من	کے یہاں ہیں، اور قسم قسم کے مویشی، چڑیاں
اصناف الدواب والطيور و	رنگ برنگ کی غذائیں اور پھل وغیرہ
الالوان من الاطعمة والثمار	بہت ہوتے ہیں ہندوستان کے گرم
واما جزائر الهند فجزائر و	خطوں میں جزیرے اور ساحل ہیں، جو
سواحل حتى تتصل بارض الصين	چین سے ملے ہوئے ہیں؛
فمن مدنها الكبار قنوج	بڑے اور مشہور شہروں میں قنوج،
وقندهار وسرنديب وسندان	قندھار، سرندیپ اور سندان ہیں، ایک
الف وثلاثمائة وسبعون جزيرة	ہزار تین سو ستر آباد جزیرے ہیں جن
عامرة فيها المدن والقرى	میں ساحلوں کے علاوہ شہر اور گاؤں
غير السواحل۔	وغیرہ بھی ہیں،
والهند يمطرون في	ہندوستان میں بارش گرمیوں
الصيف ولا يمطرون في	میں ہوتی ہے، اور جاڑوں میں نہیں
الشتاء وعامة طعامهم الارز	ہوتی، عموماً لوگ چاول اور مکئی کھاتے
والذرة ومشاربهم من	ہیں، پانی ان گڑھوں کا پیتے ہیں جنھیں

يجتمع فيها ماء المطر يسمونها تلاج
وليس عندهم من الفواكه ما
لأهل كشمير والغالب عليهم السمرة
والصفرة ودينهم البرهمية و
السمنية وملكهم الأعظم يقال له
بلهرا تفسيره ملك الملوك وان
في الجزائر ملوكا لا يطيع بعضهم
بعضا۔

(ص ۴۳)

وفي كتاب المسالك: ان في جزيرة
من جزائر الهند قوماً عظام الأجسام
قدم واحدهم ذراع يأكلون
الناس، (ص ۹۶)

وہ تالاب کہتے ہیں ان میں بارش کا پانی اکٹھا
ہوتا ہے لیکن کشمیر سے زیادہ اچھے پھل یہاں
نہیں ہوتے، وہاں کے باشندوں کا رنگ
گندمی اور زرد ہوتا ہے، اُن کا مذہب برہمنی
یا سمنی ہے، ہندوستان کے سب سے بڑے
راجہ کو بلہرا کہتے ہیں جس کے معنی شہنشاہ
(مہاراجہ) ہیں، اور جزیروں کے راجہ ایک
دوسرے کی اطاعت نہیں کرتے (سب خود
مختار ہیں اور کسی کے ماتحت نہیں ہیں)
کتاب المسالک میں ہے کہ ہندوستان کے
کسی جزیرہ میں نہایت قد آور قوم رہتی ہے اس
قوم کے ایک ایک آدمی کا قدم (پیر) ایک
ہاتھ ہوتا ہے یہ لوگ مردم خور ہیں۔

اصطخری

اس کا نام ابراہیم بن محمد، کنیت ابو اسحٰق اور ایران کے شہر اصطخر کی نسبت سے اصطخری مشہور تھا، یہ بھی ایک جغرافیہ نویس اور سیاح تھا، اور ایشیا کے اکثر ملکوں کی اس نے سیر و سیاحت کی تھی، اور ہندستان بھی سنہ ۳۴۰ھ (مطابق ۹۵۱ء) میں آیا تھا، اور یہیں اس کی ملاقات اسکے ہمعصر سیاح ابن حوقل سے ہوئی تھی، جغرافیہ میں اس کی دو کتابیں ہیں، کتاب الاقالیم اور مسالک الممالک۔ پہلی کتاب ۱۸۳۹ء میں گوتھا میں جرمن عالم ڈاکٹر مولر (Muller) کے اہتمام میں شائع ہوئی ہے، اس میں دوسرے ملکوں اور شہروں کی طرح سندھ کا بھی نقشہ ہے، اور دوسری کتاب ۱۸۷۰ء میں لیڈن سے شائع ہوئی ہے، اور یہی ہمارے پیش نظر ہے، اس میں نقشے تو نہیں ہیں لیکن ملکوں کے مفصل حالات اور عرب و ایران کے بعد ماوراء النہر، کابلستان، سندھ اور ہندستان کا بھی ذکر ہے، اسکی پیدایش اور وفات کا سنہ تو نہیں معلوم ہو سکا لیکن وہ چوتھی صدی ہجری کے وسط میں موجود تھا،

مسالک الممالک

واما ارض الهند فان[1] طولها
من عمل مکران فی ارض المنصورة
والبدهة وسائر بلاد السند الی
ان تنتهی الی قنوج ثم تجوزه
الی ارض التبت نحو من اربعة
اشهر وعرضا من بحر فارس
علی ارض قنوج نحو من ثلاثة
اشهر ۔۔۔ (ص ۱۱)

ہندوستان کا رقبہ لمبائی میں مکران
کی عملداری سے لیکر منصورہ، بدھ
بشمول علاقہ سندھ قنوج اور پھر تبت
تک پھیلا ہوا ہے، جو تقریباً ۴ مہینے
کی مسافت ہے، اور چوڑائی میں
کا رقبہ بحر فارس سے قنوج تک چلا
گیا ہے، جو تقریباً تین مہینے کی
مسافت ہے،

واما بلاد السند وما یضافها
مما قد جمعناه فی صورة واحدة
فهی بلاد السند وشیئ من بلاد
الهند ۔۔۔۔۔۔۔۔

سندھ اور اس کے مضافات کے
شہر جنہیں ہم نے ایک ہی نقشہ میں اکٹھا
گیا ہے، وہ سندھ اور کچھ ہندوستان،
نیز مکران، طوران اور بدھ کے شہر ہیں،

---

[1] اصطخری بحر ہند کو بحر فارس کے نام سے ذکر کرتا ہے، اس کا بیان ہے کہ وہ ہندوستان کے مشرق میں ہے اس اعتبار سے یہاں قنوج سندھ مراد ہے، جو مغرب میں تھا،

(ض)

مکران وطوران والبلد هذه
وشرقی ذلک کله بحر فارس
وغربیه کرمان ومفازة سجستان
واعمال سجستان وشمالیه بلاد
هند وجنوبیه مفازة بین
مکران والقفص ومن ورائها
بحر فارس وانما صار بحر فارس
یحیط بشرقی هذه البلاد و
والجنوبی من وراء هذه
المفازة من اجل ان البحر
یمتد من صیمور علی الشرقی الی
نحو تیز مکران ثم ینعطف علی
هذه المفازة الی ان یتقوس
علی بلاد کرمان وفارس،

اس ملک کے مشرق میں بحر فارس،
مغرب میں کرمان، صحرائے سجستان
اور صوبہ سجستان، شمال میں ہندوستان
کے علاقے اور جنوب میں مکران اور
قفص کا درمیانی صحرا ہے، اس صحرا
کے پیچھے بحر فارس ہے جو ان شہروں
کے مشرق اور مذکورہ صحرا کے پیچھے
جنوبی حصوں کو اس لئے گھیرے ہوئے
ہے کہ وہ صیمور سے مشرق کی
طرف تیز مکران تک پھیلا ہوا ہے پھر
اس صحرا کی طرف مڑ کر کرمان اور فارس
کو قوس وقزح یا کمان کی طرح اپنے
گھیرے میں لے لیتا ہے،

واما مدن السند فانها
المنصورة واسمها بالسندیة
برهمناباذ والدیبل والبیرون
وقالری وانری وبلری والمسواهی
والبهرج وبانیه ومنحاتری و

سندھ کے مشہور شہروں میں منصورہ
(اور سندھی زبان میں اس کا برہمناباد
نام ہے) دیبل، بیرون، قالری
انری، بلری، مسواہی، بہرج، بانیہ،
منحابری (منہاپوری) سندوسان

سندوسان والروس واما مدن	اور دور ہیں ہندوستان کے شہر قامہل،
الہند فہی قامہل وکنبایۃ و	کھمبایت، سوپارہ، سندان، چیمور،
سوبارۃ وسندان وصیمور	ملتان، جندرور اور بسہد ہیں، ان
والملتان وجندرور وبسہد	علاقوں کے ان شہروں کے نام ہم کو
فہذہ کامن مدن ہذہ البلاد	معلوم ہیں،
التی عرفناھا ۔	
ومن کنبایۃ الی صیمور من	کھمبایت سے راجہ بلہرا کے شہر چیمور تک
بلد بلہرا بعض ملوک الہند و	سب ہندوؤں کے شہر ہیں، مگر ان میں
ھی بلاد کفر الا ان ہذہ المدن	کچھ مسلمانوں کی بھی آبادی ہے، اور راجہ
فیہا المسلمون ولا یلی علیہم	بلہرا کی طرف سے کوئی مسلمان ہی ان کے
من قبل بلہرا الا مسلم وبہا	معاملات کا نگران ہوتا ہے، ان شہروں
مساجد یجمع فیہا الجمعات ومدینۃ	میں مسجدیں اور جامع مسجدیں ہیں جن
بلہرا التی یقیم فیہا مانکیر ولہ مملکۃ	میں نماز جمعہ ادا کی جاتی ہے، بلہرا کی
عریضۃ ۔	راجدھانی کا نام مانکیر ہے جہاں وہ
	رہتا ہے، اس کی سلطنت بہت وسیع ہے،
والمنصورۃ مدینۃ مقدارھا	شہر منصورۃ ایک مربع میل لمبا چوڑا
فی الطول والعرض نحو من میل	ہے، دریائے سندھ کی ایک خلیج اسے
فی میل ویحیط بہا خلیج من نہر	(ہر طرف سے) گھیرے ہوئے ہے اسلئے
مہران وھی فی شبیہ بالجزیرۃ	وہ جزیرہ کی طرح ہوگیا ہے، یہاں کے

Arabic	Urdu
واهلها مسلمون وملكهم من	باشندے مسلمان اور ان کا امیر ایک قریشی
قريش يقال انه من ولد هبار	ہے کہا جاتا ہے کہ وہ ہبار بن اسود کی
بن الاسود تغلب عليها هو و	نسل سے ہے اس سے پہلے اس کے آباء
اجداده الا ان الخطبة بها	واجداد منصورہ پر قابض ہو گئے تھے لیکن
للخليفة وهي مدينة حارة بها	خطبہ خلیفہ (بغداد) ہی کے نام کا پڑھا
نخيل وليس لهم عنب ولا تفاح	جاتا ہے یہ ایک گرم علاقہ ہے یہاں
ولا كمثرى ولا جوز ولهم قصب	کھجور اور گنا تو ہوتا ہے مگر انگور سیب
سكر وبارضيهم ثمرة على قدر	امرود اور آخروٹ کی پیداوار نہیں
التفاح تسمى الليمونة حامض	یہاں سیب کے برابر ایک نہایت
شديد الحموضة ولهم فاكهة	کھٹا اور ترش پھل ہوتا ہے جسے لیموں
تشبه الخوخ يسمونها الانبج	کہا جاتا ہے ان کے یہاں شفتالو کی
تقارب طعم الخوخ واسعارهم	طرح ایک اور میوہ ہوتا ہے جس کو
رخيصة وفيها خصب نقودهم	آم کہتے ہیں اس کا مزا قریب قریب
القاهريات كل درهم نحو خمسة	شفتالو ہی جیسا ہوتا ہے یہاں چیزیں
دراهم ولهم درهم يقال	بہت سستی ہیں اس پورے علاقہ میں
له الطاطري في الدرهم وزن	شادابی اور خوشحالی ہے سکوں میں
درهم وثلثين ويتعاملون	قاہریات رائج ہیں ہر قاہری درہم
بالدنانير ايضا وزيهم زي	تقریباً ۵ (عراقی) درہموں کے برابر
اهل العراق الا ان زي ملوكهم	ہوتا ہے ان کے یہاں ایک اور قسم کا

يقارب زی ملوک الهند من الشنوف
والقراطق -

واما الملتان فهی مدینة نحو نصف
المنصورة وتسمی فرج بیت
الذهب وبها صنم تعظمه الهند
وتحج الیه من اقاصی بلدانها وتتقرب
الی هذا الصنم فی کل سنة بمال
عظیم لینفق علی بیت الصنم و
العاکفین علیه منهم وسمیت
الملتان بهذا الصنم وبیت
هذا الصنم قصر مبنی فی اعمر
موضع بسوق الملتان بین سوق
العاجیین وصف الصفارین
وفی وسط هذا القصر قبة و

درہم رائج ہے، جسے طاطری کہا جاتا ہے، اس کا
وزن ۱⅔ درہم کے برابر ہے، لین دین میں دینا
کا بھی رواج ہے، منصورہ کے عام باشندوں
کا لباس اہل عراق کی طرح ہے مگر بادشاہوں
کی وضع قطع ہندوستانی راجاؤں سے
ملتی جلتی ہے، یعنی ان کے گیسو دراز ہوتے
ہیں، اور وہ کرتے استعمال کرتے ہیں،

ملتان تقریبًا منصورۃ کا نصف ہے
اسے فرج بیت الذہب (سنہری سر)
بھی کہتے ہیں، یہاں ایک مورتی ہے جسے
ہندو بہت مقدس سمجھتے ہیں، اور دور
دراز شہروں سے اس کی یاترا کے لئے آتے
ہیں، اور بت خانہ اور اس کے پجاریوں
کے مصارف کے لئے ہر سال اس پر بڑی
بڑی رقمیں صرف کرتے ہیں، ملتان کا نام
ملتان اسی بت کی وجہ سے پڑا ہے، یہ بتخانہ
ایک شاندار محل ہے، جو ملتان کے بازار
میں ایک بڑے آباد اور بارونق مقام
پہ ٹھٹھیروں اور ہاتھی دانت والے بازار

الصنم فیها وحوالی القبة بیوت
یسکنها خدمه هذا الصنم ومن
یعکف علیه[1]........
وهذا الصنم صورة علی
خلقة الانسان متربع علی کرسی
من جص وآجر والصنم قد البس
جمیع جسده جلدا یشبه السختیان
احمر حتی لا یبین من جثته شئ
الا عیناه فمنهم من یزعم ان
بدنه خشب ومنهم من یزعم
انه من غیر الخشب الا انه لا یترک
بدنه ینکشف وعیناه جوهر
تان وعلی راسه اکلیل ذهب
متربع علی ذلک الکرسی قد مد
ذراعیه علی رکبتیه وقد
قبض کل ید له کما تحسب اربعة
وعامة ما یحمل الی هذا الصنم
من المال فانما یاخذه امیر

کے درمیان تعمیر کیا گیا ہے محل کے وسط میں
ایک گنبد ہے جس میں بت نصب ہے اس کے
گرد پجاریوں کے مکانات ہیں.....
یہ مورتی انسانی شکل کی ہے اور اینٹ
اور گچ کی بنی ہوئی ایک کرسی پر پالتھی مارے
بیٹھی ہے، اس کا سارا جسم سنجاب کے چمڑے
کی طرح ایک سرخ چمڑے سے منڈھا
ہوا ہے، اور صرف اس کی آنکھیں نظر
آتی ہیں، بعض لوگوں کا خیال ہے کہ مورتی
لکڑی کی ہے، اور بعض سمجھتے ہیں کہ لکڑی
کی نہیں ہے اس کا جسم کبھی کھولا نہیں
جاتا، اس کی دونوں آنکھیں جواہرات کی
ہیں، سر پر سونے کا ایک تاج ہے،
مورتی کرسی پر پالتھی مارے دونوں ہاتھ
گھٹنوں کی طرف بڑھائے اور اپنے ایک
ہاتھ سے دوسرے کو اس طرح پکڑے
ہوئے ہے کہ چار ہاتھ معلوم ہوتے ہیں
جو مال و دولت اس مورتی پر چڑھانے

---

[1] اس کے بعد اصل کے اندر جو عبارت تھی وہ غلط چھپی ہوئی معلوم ہو رہی تھی اسلئے قلم انداز کر دی گئی۔ (ع ن)

الملتان ويتفق على السدنة
منه فاذا قصدهم الهند
للحرب وانتزاع هذا الصنم
منهم اخرجوا الصنم فاظهروا
كسره واحراقه فيرجعون ولو
لا ذلك لخربوا الملتان،

کے لئے لایا جاتا ہے، اس کو ملتان کا امیر
لے لیتا ہے، اور اس میں سے پجاریوں پر
بھی صرف کرتا ہے، جب کوئی ہندو راجہ
امیر ملتان سے جنگ کرنے اور بت چھیننے
کا ارادہ کرتا ہے، تو وہ بت نکال کر
توڑنے اور جلا دینے کی دھمکی دیتا ہے تو حملہ آور
واپس چلا جاتا ہے، اور اگر ایسا نہ ہوتا
تو ہندو راجہ ملتان کو کب کا ویران
و برباد کر ڈالے ہوتے،

وعلى الملتان حصون منيعة
وهي خصبة الا ان المنصورة
اخصب واعمر منها والملتان
انما سمي فرج بيت الذهب لانها
لما فتحت في اول الاسلام كان
في المسلمين ضيق وقحط فوجدوا
فيها ذهبا كثيرا فاتسعوا به۔

ملتان محفوظ اور مستحکم شہر پناہ سے
گھرا ہوا ہے، یہ ایک سرسبز و شاداب علاقہ
ہے لیکن منصورہ اس سے بھی زیادہ
سرسبز و شاداب اور آباد ہے، ملتان کا نام
فرج بیت الذہب اس لئے پڑا کہ جب
شروع میں اسے فتح کیا گیا تھا، تو
اس وقت مسلمانوں میں بڑی تنگی اور
عسرت تھی، جب یہاں سونے کا ڈھیر
مل گیا، تو وہ خوشحال اور فارغ البال
ہو گئے۔

وخارج الملتان على مقدار
نصف فرسخ ابنية كثيرة تسمى
جندراور وهي معسكر للامير
لا يدخل الامير منها الى الملتان
الا في الجمعة فيركب الفيل ويدخل
الى صلاة الجمعة واميرهم قرشي
من ولد سامة بن لوى قد تغلب
عليها ولا يطيع صاحب المنصورة
الا انه يخطب للخليفة واما بسمد
فهي مدينة صغيرة وهي والملتان
وجندراور عن شرقي نهر مهران
وبين كل واحدة منها وبين النهر
نحو فرسخ وماؤهم من الآبار
وبسمد خصبة ۔
مدينة الرور تقارب الملتان
في الكبر عليها سوران وهي على
شط نهر مهران وهي من حد
المنصورة والديبل هي غربي
مهران على البحر وهي متجر كبير و

ملتان کے باہر ڈیڑھ میل پر بہت سی
عمارتیں ہیں جن کو جندراور کہا جاتا ہے۔
امیر کی چھاونی ہے، یہاں سے وہ صرف
جمعہ کے دن ہاتھی پر سوار ہو کر نماز جمعہ
ادا کرنے کے لئے ملتان جاتا ہے، یہ قریشی
اور سامة بن لوی کی نسل سے ہے جو اس
پر قابض ہو گیا ہے، وہ امیر منصورہ کا
تابع نہیں ہے، مگر خلیفہ بغداد کے نام
کا خطبہ پڑھتا ہے، بسمد ایک چھوٹا شہر ہے
یہ ملتان اور جندراور تینوں دریائے سندھ
کے مشرق میں ہیں اور ہر ایک سے دریا کا
فاصلہ تقریبًا ۳ میل ہے، لوگ کنووں
کا پانی پیتے ہیں، بسمد بھی ایک بارونق اور
سرسبز و شاداب شہر ہے،
شہر رور تقریبًا ملتان کے برابر بڑا ہے
اس میں دو شہری فصیلیں ہیں اور وہ دریائے
سندھ کے کنارے حدود منصورہ میں واقع
ہے، دیبل دریائے سندھ کے مغرب میں سمندر
کے کنارے ایک بہت بڑا تجارتی مرکز اور

يكون بها البخاتي انما يحمل منهم
وبمدينة بدهة التي يجهزون
اليها قندابيل وهو مثل البادية
لهم اختصاص وآجام والميد
فهم على شطوط مهران من
حد الملتان الى البحر ولهم في
البرية التي بين مهران وبين
قامهل مراع ومواطن كثيرة
ولهم عدد كثير،
وبقامهل وسندان وصيمور
وكنباية مسجد جامع وفيها
احكام المسلمين ظاهرة وهي
مدن خصبة واسعة وبها
النارجيل والموز وانبج والغالب
على زروعهم الارز وبها
عسل كثير وليس بها نخيل و
الراهوق وكلوان رستاقان
متجاوران وهما بين كيزوارنائل
فاما كلوان فهي من مكران واما

اس قسم کے اونٹ یہیں ہوتے ہیں، بدھ
کا خاص تجارتی شہر (اور پایۂ تخت)
قندابیل ہے، یہاں کے لوگ بدوؤں
کی طرح ہوتے ہیں، اُن کے پاس جنگل
اور جھاڑیاں ہیں، دوسری قوم مید
ملتان کی سرحد سے کر سندھ تک دریائے
سندھ اور قامہل کے درمیان جو میدان
ہے، اس میں اُن کی چراگاہیں اور
کثیر آبادی ہے، اُن کی تعداد بہت ہے
قامہل، سندان، صیمور اور کھبایت
میں جامع مسجدیں اور مسلمانوں کے
احکام و قوانین رائج ہیں، یہ بڑے زرخیز
اور وسیع شہر ہیں، یہاں ناریل، کیلا
اور آم کے درخت ہوتے ہیں، زراعت
زیادہ تر دھان کی ہوتی ہے، شہد بھی
بہت ہوتا ہے، مگر کھجور کے درخت نہیں
ہیں، دو گاؤں راہوق اور کلوان ایک
دوسرے کے قریب اور کیزوار اور نائل
کے درمیان ہیں، کلوان مکران کا خطہ ہے

الراهوق فهي من حد المنصورة	لیکن راہوق منصورہ میں شامل ہے یہ
وهي مباخس قليلة الثمر قشفة	سب بنجر اور خشک علاقہ ہے، یہاں پھلدار
الا ان لهم مواش كثيرة ،	درخت کم ہوتے ہیں لیکن مویشی کی
	کثرت ہے،
وبين بانية وقامهل مفاوز	بانیہ اور قامہل کا پورا علاقہ میدان
ومن قامهل الى كنباية ايضاً	ہے، قامہل سے کھمبایت تک بھی میدان
مفاوز ثم يكون حينئذٍ من كنباية	ہی میدان ہے، پھر یہاں سے چیمور تک
الى صيمور قرى متصلة وعمارة	مسلسل گاؤں اور ہندوستانی آبادیاں
للهند ، وزي المسلمين والكفار	ہیں، یہاں ہندوؤں اور مسلمانوں کا
بها واحد في اللباس وارسال	لباس ایک ہی ہے، سب کے سب
الشعر ولباسهم الازر والمیاز	زلف دراز رکھتے ہیں، ان شہروں میں
لشدة الحر ببلدانهم وكذلك	شدت کی گرمی پڑتی ہے، اس لئے
زي اهل الملتان لباسهم الازر	لنگی اور کرتہ استعمال کرتے ہیں، اہل
والمیازر ولسان اهل المنصورة	ملتان کا لباس بھی یہی ہے، منصورہ
والملتان ونواحيها العربية	ملتان، اور اُن کے مضافات کے باشندوں
والسندية ولسان اهل مكران	کی زبان سندھی اور عربی ہے، مکران
الفارسية والمكرية ولباس	والوں کی زبان فارسی اور مکرانی ہے،
القراطق فيهم ظاهر الا التجار	کرتا پہننے کا ان میں بھی رواج ہے،
فان لباسهم القمص والاردية	لیکن تاجر قمیص اور چادر (تہمد) پہنتے ہیں۔

وسائر زي اهل فارس و
العراق -
ومكران ناحية واسعة عريضة
الغالب عليها المفاوز والقحط
والضيق والمتغلب عليها رجل
يعرف بعيسى بن معدان وسمي
بلسانهم مهراج ومقامه بمدينة
كيز وهي مدينة نحو النصف من
الملتان وبها نخيل كثيرة وفرضة
مكران وتلك النواحي تيز وتعرف
بتيز مكران واكبر مدينة بمكران
القنزبور وبه وبند وقصرقند
وورك وفهلفهرة كلها مدن
صغار وهي كلها جروم ولهم
رستاق يسمى الخروج ومدينتها
راسك ورستاق يسمى جدران
وبها فانيذ كثير ونخيل وقصب
سكر وعامة الفانيذ الذي
يحمل الى الآفاق منها الا شيئا

یہی لباس سارے فارس اور عراق کا
بھی ہے۔
مکران ایک بڑا وسیع او عریض علاقہ
ہے لیکن دشت وبیابان کی کثرت کی
وجہ سے قحط سالی اور تنگی غالب رہتی
ہے، یہاں کے فرمانروا کا نام عیسیٰ
ابن معدان ہے، جسے ان کی زبان میں
مہراج کہا جاتا ہے، اس کا محل کیز
میں ہے، شہر کیز ملتان کا تقریباً آدھا
ہے، یہاں کھجوریں بہت ہوتی ہیں،
یہی مکران اور اس کے اطراف کی بندرگاہ
ہے، جو تیز مکران کے نام سے مشہور ہے،
مکران کا سب سے بڑا شہر قنزبور ہے، باقی
بہ، بند، قصر قند، درک، پھل پورہ سب
کے سب چھوٹے اور گرم ہیں، ان سے
متعلق ایک پرگنہ ہے، جس کو خروج
کہا جاتا ہے اور اس کا خاص شہر راسک
ہے، ایک اور پرگنہ ہے، جسے جدران کہتے
ہیں، یہاں بانید (مصری سفید شکر یا قند)

يحمل من ناحية ماسكان وبقصدار
ايضا فانيذ وماسكان مدينة
رستاق الشراة ويتصل بنواحي
كرمان ناحية تسمى مشكي وهي
مدينة لمن تغلب عليها رجل
يعرف بمطهر بن رجاء وهو
لا يخطب الا للخليفة ولا يطيع
احدا من الملوك المصاقبين
له وحدود عمله نحو ثلاث مراحل
وبها نخل قليل وشئ من فواكه
الصرود على انها من الجروم۔

وارمائيل وقنبلي مدينتان
كبيرتان وبينهما مقدار مرحلتين
وبين ارمائيل والبحر مقدار نصف
فرسخ وهما بين ديبل ومكران و
قندابيل مدينة كبيرة ليس
بها نخيل وهي في برية وهي
عمتا زاليد هتة وبين كيزكانان

بہت ہوتی ہے، کھجوریں اور گنا بھی بہت
ہوتا ہے، پھر اکثر ملکوں میں یہیں سے سپلائی
ہوتی ہے، کچھ ماسکان سے بھی باہر جاتی ہے،
قصدار میں بھی مصری ہوتی ہے، اور ماسکان
خوارج اور بدمعاشوں کی بستی ہے، کرمان
سے متصل مشکی کا خطہ ہے، جس پر مطہر بن رجا
قابض ہو گیا ہے، وہ خود مختار ہے لیکن
خلیفہ کے نام کا خطبہ پڑھتا ہے، اور اپنے
گرد و نواح کے بادشاہوں کا تابع نہیں
ہے، اس کے حدود سلطنت تین منزل کے
بقدر ہیں، یہاں کھجور کم، اور گرم خطہ ہونے
کے باوجود بعض سرد میوے ہوتے ہیں،

ارمائیل اور قنبلی دو بڑے شہر ہیں،
جن کا درمیانی فاصلہ ۲ منزل کی مسافت
ہے، ارمائیل سے سمندر کا فاصلہ صرف
ڈیڑھ میل ہے، یہ دونوں شہر دیبل اور
مکران کے بیچ میں ہیں، قندابیل اگرچہ
بڑا شہر ہے لیکن وہاں کھجوریں نہیں
ہوتیں، وہ ایک میدان اور بدھوں کی

وقند ابیل رستاق یعرف بابل	تجارتی منڈی ہے، اکیز کانان اور قندابیل
وفیہ مسلمون وکفار من	کے درمیان "ایل" نام کا ایک پرگنہ ہے
البدهة واکثرہم وعهد البجوس	یہاں مسلمان اور بدھ دونوں آباد ہیں،
ولهم کروم ومواش وهی	اُن کی اکثر زمینیں بنجر ہیں مگر یہاں انگور
ناحیة خصبة وایل هو اسم	اور مویشی ہوتے ہیں، خاص قندابیل نہایت
رجل تغلب علی هذه الکورة	سرسبز و شاداب علاقہ ہے، "ایل" دراصل
فنسبت الیه ۔	ایک آدمی کا نام تھا جس نے اس علاقہ
	پر قبضہ کر لیا تھا جس کی طرف وہ منسوب
	ہو گیا[1]

---

[1] اس کے بعد مصنف نے مسافتوں کا ذکر کیا تھا لیکن اسے قلم انداز کر دیا گیا ۔ (ض)

بشاری مقدسی

یہ بھی ایک عرب سیاح تھا، اس کا نام محمد بن احمد شمس الدین لقب، کنیت ابوعبداللہ اور وطن بیت المقدس تھا، اور بشاری اور مقدسی کی نسبت سے مشہور تھا، مشرق و مغرب کے اکثر اسلامی ملکوں کی اس نے سیاحت کی تھی اور ہندوستان بھی آیا تھا مگر سندھ سے آگے نہ بڑھ سکا، اس کی کتاب کا نام احسن التقاسیم فی معرفۃ الاقالیم ہے، اور یہ اپنے زمانہ کی عام کتب جغرافیہ میں مشہور و ممتاز ہے، اور دو مرتبہ ۱۸۷۷ء اور ۱۹۰۶ء میں لیڈن سے شائع ہو چکی ہے، ہمارے پیش نظر اس کا یہی دوسرا مطبوعہ نسخہ ہے، اس کی کتاب کی خاص خصوصیت ملکوں کے نقشے تھے، مگر وہ مطبوعہ کتاب میں نہیں ہیں۔ بشاری کی کتاب کی ایک اور خاص بات یہ ہے کہ اس نے ملکوں کی تقسیم صوبوں پر اور صوبوں کی شہروں میں کی ہے اور پھر ہر ایک کا علیحدہ علیحدہ ذکر کیا ہے اور ہر جگہ کی تجارت پیداوار صنعت و حرفت، مذاہب اور سکوں کا حال لکھا ہے۔

بشاری نے یہ کتاب ۳۷۵ھ مطابق ۹۸۵ء میں لکھی تھی اس اعتبار سے اس کی وفات اس کے بعد ہوئی ہوگی۔

احسن التقاسیم فی معرفۃ الاقالیم

واکثرھا فانیذ وارز ازلومسکا	دنیا میں سب سے زیادہ مصری، چاول
کفائر السند (ص ۴۷۳)	اور مشک کی پیداوار اور ہندوؤں کی
	تعداد سندھ میں ہے[1]
ھٰذا اقلیم الذھب والتجارات	سندھ ایک تجارتی ملک ہے یہاں
والعقاقیر والالات والفانیذ	سونا، جڑی بوٹیاں، سکے، مصری،
والخیرات والارز والموز	چاول، کیلا، کھجور، چھوہارا، عمدہ
والاعجوبات بہ رخص وسعۃ	عمدہ، انوکھی اور عجیب چیزوں کی
ونخیل وتمرات وعدل وانصاف	کثرت اور ارزانی ہے، یہاں عدل
وسیاسات وبہ خصائص فوائد	وانصاف بھی ہے، اور سیاست و دانائی
وبضاعات ومنافع ومفاخر ومتاجر	بھی، غرض اس کی بہت سی خصوصیات
وضاعات ومصر جلیل ومدن	ہیں، صنعتی اور تجارتی اعتبار سے بڑا
سریۃ وقصبات وسلامۃ و	نفع بخش اور قابل فخر ملک ہے، سندھ
عافیۃ وثمامانات قد جاد	خود ایک بڑا شہر ہے، اور اس کے متعلق

---

[1] یہ اس زمانہ کے لحاظ سے کہا گیا ہے، (ض)

البحر وشقه النهر وحوى النخل و
له سهل وزرع على البعل مصر
ظريف ونهر شريف وامرة
طريف غير ان ذمته مشركون
والعلماء به قليلون ولا تصل
اليه الا بعد اخطار البراهول
البحر بعد الشق وضيق الصدر
وهذا امثاله وشكله وقد
جعلنا هذا الاقليم خمس كور و
اضفنا اليه مكران لانها بقربه
مصاقبة له ولنيتصل الاقاليم
بعضها الى بعض وبالله التوفيق

پر رونق شہر اور قصبات ہیں، امن عافیت
اور امانت ودیانت عام ہے، یہ ملک سمندر
کے قریب ہے، یہاں دریا بہتے ہیں، اس
کے چاروں طرف کھجوروں کے باغات
ہیں، زمین نرم اور ہموار ہے، کھیتی قدرتی
بارش سے ہوتی ہے، بڑا بارونق شہر
ہے، اس کے دریا خوش منظر ہیں، اور
اس کا نظم ونسق ہندوؤں کے ہاتھ
میں ہے، علماء کی بڑی کمی ہے، راستہ
اس قدر دشوار گذار ہے کہ بڑی ریاضت
ومشقت اور پرخطر بری اور بحری راہوں
کو طے کرنے کے بعد یہاں آدمی پہنچتا
ہے، یہ اس کی ظاہری شکل وصورت
ہے، ہم نے اس ملک کو پانچ حصوں
میں تقسیم کیا ہے، اور مکران کو بھی اس
میں اس لئے شامل کرلیا ہے کہ وہ اس
کے قریب واقع ہے، اور اس لئے بھی کہ
مختلف ملک آپس میں مل جائیں،

فاوّلها من قبل كرمان مكران

کرمان کے اطراف میں پہلے مکران

ثم طوران ثم السند ثم ویھند	پھر طوران، پھر سندھ، پھر ویہند، پھر
ثم قنوج ثم الملتان وادخلنا الملتان	قنوج، اور پھر ملتان واقع ہے، اور
ایضا للعلۃ التی ذکرنا	ملتان کو بھی اس مصلحت کی بنا پر ہم نے
	اس مملکت میں شامل کیا ہے، جس مصلحت
	کی بنا پر مکران کو شامل کیا تھا[۵۱]
واما السند فقصبتھا المنصورۃ	سندھ کا پایۂ تخت منصورہ ہے، اور
ومن مدنھا دیبل زندریج کدار	مشہور شہروں میں دیبل، زندریج، کدا
مایل تنبلی وقال الفارسی الیرون	مائل، تنبلی اور فارسی نے نیرون، قالری
قالری أنری، بلری المسواھی	انری بلری، مسواہی، بھرج، بانیہ،
البھرج بانیۃ منجابری سدوسان	منجابری سدوسان، رور، سوبارہ، کنبایا
الرور سوبارۃ کنبایۃ صیمور	چیمور کو بھی اسی میں شامل کیا ہے،
واما ویھند فان الفارسی	ویہند جسے فارسی نے ہند کہا ہے[۵۲]
سماھا الھند فقال ومن الھند	لکھا ہے کہ اس کے مشہور شہر کا نمل کھمبات
قامھل کنبایۃ سوبارۃ سندان	سوبارہ، سندان، چیمور، ملتان، جندور

---

[۵۱] یہ پہلے واضح کیا جاچکا ہے کہ گذشتہ زمانہ میں والی عراق کے ماتحت سندھ اور ہند کے علاقے بھی ہوتے تھے اس لئے عرب سیاح اور مورخین سندھ ہی کے ماتحت خراسان وغیرہ کا بھی ذکر کرتے ہیں، مگر اب وہ سندھ کے علاقے نہیں رہے، اور چونکہ اُن کی تفصیلات پہلے بھی گذر چکی ہیں، اس لئے اس کے نقل کرنے کی ضرورت نہیں۔ (ش)

[۵۲] غالباً اس سے اصطخری مراد ہے،

صيمور الملتان جندرور وهيمند
ثم قال فهذه مدن هذه البلاد
وسألت رجلا من اهل العلم
والحكمة وكان يجلس بشيراز
والاهواز ويقص عليهم و
يعرف بالزهد وقد اقام بتلك
البلدان مدة مديدة صف لي
تلك النواحي صفة يمكن ادخالها
في هذا التصنيف وانعتها لي
نعتا حتى كاني انظر اليها وكذلك
سألت فقيها آخر من اصحاب
ابي الهيثم النيسابوري قد وطئ
تلك النواحي وعرف اسبابها فصح
عندي من قولهما ان ويهند
هي القصبة وان من مدنها
وذهان بيتر نوج لوار سمان قوج

اور ویہند ہیں، اور آخر میں لکھا ہے کہ یہی
ان ملکوں کے شہر ہیں، میں نے ایک صاحب
علم و حکمت شخص سے جو شیراز اور اہواز
میں لوگوں سے خبریں اور واقعات بیان
کرتا تھا، اور اس کا زہد و تقوی بھی
مشہور تھا، اور ان شہروں میں ایک عرصہ
دراز تک قیام کر چکا تھا، درخواست کی
کہ انکے ایسے اوصاف بیان کریں جنھیں میں
اپنی اس کتاب میں شامل کرسکوں اور
اُن کا حال میرے چشم دید واقعات کی
طرح ہو، ایسے ہی میں نے ایک دوسرے
فقیہ سے دریافت کیا، جو ابو الہیثم نیشاپوری
کے اصحاب میں سے تھے، اور انھوں نے
ان علاقوں کا سفر بھی کیا تھا اور ان کے
حالات سے پوری طرح باخبر تھے، ان
دونوں کے صحیح اقوال سے میں اس نتیجہ
پر پہنچا کہ ویہند ایک ریاست اور پایہ تخت
ہے، اس کے شہروں میں وذہان، بیتر،
نوج لوار، سمان اور کوج مشہور ہیں،

واما قنوج فانها القصبة ایضا
ومن مدنها قد ارا بارا کهارة
بارد وجین اور ھة نه هوهة
برهیرو ولم یذکرهن الفارسی
بتة واما الملتان فهی القصبة
ایضا ومن مدنها براز راماذان
ور وین برور ،
المنصورة هی قصبة السند
ومصر الاقالیم تکون مثل دمشق
بناؤهم خشب وطین والجامع
من حجر واجر کبیر مثل جامع
عمان علی سواری ساج لها اربعة
ابواب باب البحر باب طوران باب
سندان باب ملتان وبهم نهر
یحوط بالبلد...... . .....
ولهم ذکاة ولا سلام عندهم
طراوة والعلم واهله کثیر و
التجارات ثم مفیدة ولهم
ذکاء وفطنة ومعروف و

قنوج بھی ایک سلطنت کا پائے تخت
ہے، اس کے مشہور شہر قدار، ابار، کہارہ،
بارد، وجین، اورھتہ، رھور، اور برھیر ؟
ہیں، لیکن فارسی نے اُن کا سرے سے
کوئی ذکر نہیں کیا، ملتان بھی ایک پائے
تخت ہے، جس میں برار، راماذان، ورین
اور برور وغیرہ شہر شامل ہیں،
منصورہ سندھ کا سب سے بڑا شہر
اور پایۂ تخت ہے، اس کی حیثیت دمشق
کی طرح ہے، عمارتیں لکڑی اور مٹی کی
ہیں، جامع مسجد اینٹ اور پتھر سے بنی
ہوئی بہت بڑی ہے، اور جامع مسجد
عمان کی طرح اس میں بھی لمبے لمبے
ستون ہیں، اس کے چار دروازے، باب البحر،
باب طوران، باب سندان، اور باب ملتان
ہیں، یہاں ایک دریا ہے، باشندے
نرم خو اور بامروت ہیں، اسلام اُن
کے یہاں زندہ اور تروتازہ ہے، یہاں
علم اور علمار کی کثرت اور تجارت بھی ہو

صدقة والهواء لين والشتاء
هين والامطار كثيرة والاضداد
مجتمعة ولهم خصائص غريبة
وثم جواميس عظيمة شربهم
من نهر مهران والجامع وسط
الاسواق والرسوم تقارب
العراق مع وطاء وحسن اخلاق
الا انه شديد الحر كثير البق
بلغمانيون الغالب عليهم الكفار
خرب الاطراف قليل الاشراف

یہاں کے باشندوں میں ذکاوت، دیانت
نیکی، اور خیر خیرات کا جذبہ پایا جاتا ہے
آب و ہوا مناسب اور خوشگوار ہے، جاڑا
کم پڑتا ہے، بارش بہت زیادہ ہوتی ہے
یہ شہر مجموعۂ اضداد اور نہایت عجیب و غریب
خصوصیتوں کا حامل ہے، یہاں بڑی
بڑی بھینسیں ہوتی ہیں، لوگ دریائے سندھ
کا پانی پیتے ہیں، جامع مسجد بازاروں
کے بیچ میں ہے، یہاں رسم و رواج
عراق سے ملتے جلتے ہیں، لوگوں میں نرمی
اور حسن خلق ہے، لیکن گرمی بہت سخت
پڑتی ہے، اور مچھر اور کھٹمل بہت پائے جاتے
ہیں، لوگوں کا مزاج بلغمی ہے، اکثریت اور
غلبہ ہندوؤں کو حاصل ہے، اطراف و
جوانب ویران ہیں، شریف اور معزز
لوگ بہت کم ہیں،

ودیبل بحرية قد احاط بها نحو
من مائة قرية اكثرهم كفار والبحر
يستطح حيطان المدينة

دیبل ایک سمندری شہر ہے جس کے
متعلق تقریباً ۱۰۰ گاؤں ہیں، باشندے
زیادہ تر ہندو ہیں، سمندر کا پانی طغیانی

كلهم تجار كلامهم سندي و
عربي وهي فرضة الكورة كثير
الدخل وتويفيض مهران في
البحر والجبل منهم على صيحة
والبحر يدخل السوق اهل ظرف
وتلبس وتبنى عليها حصن محرية
ايضاً قليلة المسلمين والتجار
المجهزين -

ويهند قصبة جليلة اكبر من
المنصورة لها بساتين كثيرة
طيبة نزيهة في مستوى موضوعة
انهار عزيزة واعطار عظيمة
واضداد مجتمعة وثمار حسنة
واشجار مديدة ونعم ظاهرة
واسعار رخيصة العسل ثلاثة
امناء بدرهم وعن رخص
الخبز والالبان فلا تسئل قد
سلموا من المؤذيات تخلصوا

کے وقت شہر کی دیواروں سے ٹکرانے لگتا ہے
لوگ تجارت پیشہ اور سندھی اور عربی زبانیں
بولتے ہیں، یہ پورے صوبہ کا بندرگاہ ہے
کثیر آمدنی والا شہر ہے، یہیں دریائے
سندھ سمندر سے ملتا ہے، پہاڑ بھی نزدیک
ہی ہے، سمندر کا پانی چڑھاؤ کے وقت
بازاروں میں گھس جاتا ہے، لوگ خوش
پوشاک اور عالی ظرف ہیں، قنبلی بھی
ساحلی شہر ہے جس میں ایک شہر پناہ ہے
ویہند بہت بڑا پایۂ تخت اور منصورہ
سے بڑا شہر ہے، اس کی ہموار اور مسطح زمین
میں بکثرت عمدہ اور خوشگوار باغات میں
دریا گھرے ہیں، اور بارش خوب ہوتی ہے
مجموعہ اضداد شہر ہے، یہاں عمدہ عمدہ پھل
اور لمبے لمبے درخت ہوتے ہیں، نعمت و
آسایش کا گہوارہ ہے، اشیاء کا نرخ
بہت ارزاں ہے، ۳ من شہد ایک درم
میں ملتا ہے، روٹی اور دودھ کی ارزانی
کا تو پوچھنا ہی نہیں، لوگ موذی جانوروں

[illegible]

من العاهات واشتبكت حولها
اشجار الجوز واللوز وكثر فيها
الارطاب والموز الا ان هوأها
رطب وحرها صعب وبناؤهم
قش وخشب وربما وقع الحريق
في بناء القصب تشاكل فساد
سابور لولا هذه العيوب،

آفات اور بیماریوں سے محفوظ رہتے ہیں
اخروٹ اور بادام کے درختوں سے پورا
شہر گھرا ہوا ہے، تر و تازہ کھجوروں اور
کیلوں کی بھی فراوانی ہے، مگر آب ہوا
مرطوب ہے، اور غیر معمولی اور تکلیف دہ
گرمی پڑتی ہے، مکانات لکڑی اور
خس اور پھوس کے ہوتے ہیں، کبھی نرکل
کے چھپروں اور عمارتوں میں اسی طرح
آگ لگ جاتی ہے جس طرح فسا شاپور[1]
میں لگتی ہے، کاش اس طرح کے عیب
اس دلفریب شہر میں نہ ہوتے،

قنوج قصبة كبيرة لها ربض
ومدينة بينها الجوهر كثيرة ومياه
غزيرة وبساتين محيطة ووجوه
حسنة وماء صحيح وبلد فسيح
متبحر ربيح وكل صبيح وموز
رخيص الا انها كثيرة الحريق
قليلة الدقيق اكلهم الارز

قنوج ایک بڑی سلطنت ہے، اس کے
اردگرد فصیلیں ہیں، یہاں گوشت بکثرت
فروخت ہوتا ہے، گرم چشمے اور تالاب
ہیں، باغوں سے پورا شہر گھرا ہوا ہے،
صورتیں حسین، پانی عمدہ، شہر کشادہ،
تجارتیں سود مند، غرض ہر چیز عمدہ
ہے، کیلا بہت سستا ملتا ہے لیکن اکثر

---

[1] واقع ایران (ض)

ولبسهم الازر بناء خسيس وصيف.
بفيض منها الى الجبال اربعة
فراسخ والجامع فى الربض
رخيصة اللحوم والنهر يخلل
البلد اكثر طعام المسلمين
الحنطة وبها علماء واجلة۔

یہاں آگ لگ جاتی ہے، آٹا بہت کم
ہوتا ہے، لوگ چاول کھاتے اور ازار
پہنتے ہیں، عمارتیں معمولی اور گرمی تنہا
تکلیف دہ پڑتی ہے، یہاں سے پہاڑوں
کا فاصلہ ۴ فرسخ ہے، جامع مسجد شہر پناہ
کے اندر ہے، گوشت بہت سستا ملتا ہے
دریا کا پانی شہر میں چلا آتا ہے، مسلمانوں
کی غذا زیادہ تر گیہوں ہے، یہ شہر علماء
اور اصحاب فن کا مرکز ہے،

وقندار طيبة الهواء نزيهة
كثيرة البساتين يخرج اليها ملوك
القصبة عند شدة الحر صيفون
بها وسائر المدن جروم سيد
شرب بهم من انهار وقنى۔

قندار کی آب و ہوا خوشگوار اور پاکیزہ
ہے، باغوں کی کثرت ہے، یہاں کے
حکمراں گرمی میں دار السلطنت سے یہیں
چلے آتے ہیں، اور گرمی کا موسم گذارتے
ہیں، یہ تمام شہر گرم ہیں، لوگ دریاؤں
اور نالوں کا پانی پیتے ہیں،

۱۴ اصطخری کے متن میں ثلاثۃ امناء بدرہم

الملتان تكون مثل المنصورة
غير انها رخيصة الاسعار الخبز
ثلاثون منا بدرهم والفانيذ
ثلاثة امناء بدرهم حسنة

ملتان بھی منصورہ کی طرح ہے
مگر منصورہ زیادہ آباد ہے، پھل کم
زیادہ نہیں ہوتے مگر سستے ہیں، روٹی
فی درہم ۳۰ من اور مصری فی درہم ۳ من

تشاكل دور سيراف من خشب
الساج طبقات ليس عندهم
زنا ولا شرب خمر ومن ظفروا
به يفعل ذلك قتلوه اوحدوه
ولا يكذبون في بيع ولا يبخسون
في كيل ولا يخسرون في وزن يحبون
الغرباء واكثرهم عرب شربهم
من نهر عزيز والخير بها كثير و
التجارات حسنة والنعم ظاهرة
والسلاطين عادلة لا ترى في
الاسواق امرأة متجملة ولا احدا
يحدثها علانية ماعمري وعيش
هني وظرف ومروة وفارسية
مفهومة وتجارات مفيدة
واجسام صحيحة الا انها سمجة
بليدة ودور نظيفة وهواء
حار يابس وهم سمر وسود
فهذا ما عرفنا من وصف بلدان
هذا الاقليم۔

ملتی ہے، نہایت حسین اور خوبصورت شہر ہے
مکانات سیراف کی طرح ساگوان کی لکڑی
کے کئی منزلہ ہیں، شراب اور زنا کا بالکل
رواج نہیں، اور جس شخص کو اس جرم کا
مرتکب پاتے ہیں اسے یا قتل کر دیتے ہیں
یا بڑی سخت سزا دیتے ہیں، خرید و فروخت
میں جھوٹ سے کام نہیں لیتے، اور نہ ناپ
تول میں کمی کرتے ہیں، مسافروں سے
محبت رکھتے ہیں، جو اکثر و بیشتر اہل
عرب ہوتے ہیں، دریا کا عمدہ پانی
پیتے ہیں، غرض یہ شہر بڑا آسودہ ہے
تجارتی حالت نہایت اچھی اور الوان نعمت
کی فراوانی ہے، بادشاہ عادل اور
انصاف پسند ہیں، کوئی بنی ٹھنی اور بناؤ
سنگار کئے ہوئے عورت بازاروں
میں نظر نہ آئے گی، اور نہ کوئی اس سے
علانیہ بات چیت کر سکے گا، پانی عمدہ
اور زندگی پر راحت ہے، لوگ خوش دل
صاحب مروت اور عالی ظرف ہیں، فارسی

زبان عموماً سمجھی جاتی ہے، تجارت کی گرم بازاری ہے لوگ تندرست و توانا ہیں مگر زمین سنگلاخ، مکانات تنگ اور ہوا گرم اور خشک ہے، لوگوں کا رنگ گندم گوں اور سیاہ ہے، اس ملک کے شہروں کی یہی خصوصیات ہیں،

هو اقليم حار به نخيل ونارجيل وموز فيه مواضع معتدلة الهواء جامعة الاضداد مثل ويهند و نواحي المنصورة والبحر يميل على الاكثر ولا اعرف ان به بحيرة قد به انهار عدة و ذمته عبدة الاوثان وليس للمذكورين به صيت ولا لهم مذكورين،

عام طور سے ملک سندھ گرم ہے، کھجور، ناریل، اور کیلا بکثرت پیدا ہوتے ہیں، البتہ کچھ مقامات کی آب و ہوا معتدل مگر متضاد باتیں پائی جاتی ہیں، جیسے ویہند اور منصورہ کے علاقے اُن کے اکثر حصوں میں سمندر کا پانی پھیل جاتا ہے، اور مجھے یہاں کسی بحیرہ کا علم نہیں، البتہ دریا کئی ہیں، ذمی[1] بت پرست ہیں، یہاں نہ کوئی مشہور واعظ ہے، اور نہ اُن کے قابل ذکر واقعات،

ثم اهلهم اكثرهم اصحاب حديث ورايت القاضي ابا محمد المنصوري

مسلمانوں میں اکثر اہل حدیث ہیں، اور میں نے یہاں قاضی ابو محمد منصوری

---

[1] یعنی غیر مسلم رعایا۔

داؤد یا اماما فی مذهبه وله
تدریس وتصانیف قد صنف
کتبا عدة حسنة واهل الملتان
شیعة یهوعلون فی الاذان
ویثنون فی الاقامة ولا تخلوا
القصبات من فقهاء علی مذهب
ابی حنیفة ولیس به مالکیة و
لا معتزلة ولا عمل للحنابلة انهم
علی طریقة مستقیمة و مذاهب
محمودة وصلاح وعفة قد
اراحهم الله من الغلو والعصبیة
والهرج والفتنة،

داؤدی[1] کو دیکھا جو اپنے مذہب کے امام تھے، وہ
صاحب تدریس و تصنیف ہیں، انھوں نے
متعدد اچھی اچھی کتابیں لکھی ہیں، ملتان
کے لوگ شیعہ ہیں، اذان میں حی علی
خیر العمل (اچھے کام کی طرف آؤ) اور
اقامت میں دو بار کلمات ادا کرتے ہیں
کوئی بڑا شہر حنفی مذہب کے فقہا و علما سے
خالی نہیں، مگر مالکیہ، معتزلہ اور حنابلہ[2]
بالکل نہیں ہیں، یہ لوگ سیدھے راستہ
اور صحیح مسلک پر ہیں، نیک اور پاکباز اور
ان کے خصائل پسندیدہ ہیں، اللہ تعالی
نے انھیں غلو تعصب اور فتنہ و اختلاف
سے مامون رکھا ہے،

ویحمل من طوران الفانیذ
اجود من ماسکان و من
سندان الارز الکثیر وثیاب
ویحمل بسائر الاقلیم من البسط

طوران سے مصری جو ماسکان کی مصری
سے زیادہ بہتر ہوتی ہے، اور سندان سے
زیادہ تر چاول اور کپڑے باہر بھیجے جاتے
ہیں، پورے ملک میں فرش فروش اور

---

[1] امام داؤد جو مسلمانوں میں ظاہری فرقہ کے امام گذرے ہیں ان ہی کی طرف یہ نسبت کی گئی ہے (ض)

[2] یہ سب مسلمانوں کے مذہبی فرقوں کے نام ہیں،

وما يجري مجراها ما يعمل بقهستان	اس قبیل کی دوسری استعمال ہونے والی
خراسان ويحمل منه نارجيل	چیزیں جو قہستان اور خراسان میں بنتی
كثير وثياب حسنة ومن المنصورة	ہیں، یہاں بھی بنتی ہیں، یہاں سے بڑی
النعال الكنباتية النقية ومنه تحمل	مقدار میں ناریل نفیس کپڑے، منصورہ
الفيلة والعاج والاشياء الرفيعة	سے عمدہ کھمبایتی جوتے، ہاتھی، ہاتھی دانت
والعقاقير النافعة منهم بطون	اور دوسری اعلیٰ قسم کی چیزیں اور جڑی
مكّي وكذلك بالملتان السند	بوٹیاں باہر بھیجی جاتی ہیں، ملتان
والهند ومكاييلهم لبطوارات	سندھ اور ہند میں وزن کرنے کا وہی
يسمّي الكيلجي يزن اربعين منا	رواج ہے، جو مکہ میں ہے ناپ کے
حنطة ربما وجد ثمانية بدرهم	پیمانے کو طوران میں کیلجی کہتے ہیں جس
الى اربعة واسم كيل الملتان	میں ۴۰ من گیہوں آتا ہے کبھی کبھی آٹھ کیلجی
مطل يزن اثنى عشر منا حنطة	ایک ہی درہم میں مل جاتا ہے لیکن زیادہ
وتسمى دراهم السند القاهريات	سے زیادہ ۴ درہم میں ملتا ہے، ملتان کے
لكل واحد خمسة ولهم الطاطري	پیمانہ کا نام مطل ہے، اس میں ۱۲ من
فى الواحد درهمان الا ثلثا	گیہوں تولا جاتا ہے، سندھ کے سکون
دراهم الملتان على عمل دراهم	کو قاہریات کہتے ہیں، جو پانچ درہم
الفاطمي وينفق فيها القنهري	کا ہوتا ہے، اس کے علاوہ طاطری
الذي نخرنين يشبه القروض	سکوں کا بھی رواج ہے، جو ۲/۳ درہم
باليمن الا ان القردية عندهم	کا ہوتا ہے، ملتان کے سکے فاطمی سکوں

ل معنف نے اکثر من کا ذکر کیا ہے لیکن یہ اس کے زمانہ میں کوئی چھوٹا من رہا ہوگا،

اجل - (ص)

کی طرح بنائے جاتے ہیں، یہاں غزنہ کا
قہری سکہ بھی چلتا ہے، جو یمن کے قروض[1]
کے مشابہ ہے، مگر قروض بڑا ہوتا ہے،

وخصائصهم ليمونتهم وهي
ثمرة مثل المشمش حامضة
جدا واخرى مثل الخوخ
يسمونه الانبج لذيذ والفالج
الذي تراه بالمشرق وفارس
يولد البخاتي وهو اعظم من
البخت له سنامان مليح لا يستعمل
ولا يملكه الا الملوك ولا تكون
البخت الا منه والنعال الكنباتية

یہاں کی خاص چیزوں میں لیموں ہے،
جو زرد آلو کی شکل کا لیکن نہایت کھٹا ہوتا
ہے، دوسرا خاص پھل آم ہے، جو اخروٹ
کی طرح لذیذ بھی ہوتا ہے، وہ اونٹ جو
مشرق اور فارس میں نظر آتا ہے، جس سے
بخاتی نسل کے اونٹ پیدا ہوتے ہیں وہ
بختی اونٹوں سے بڑا اور دو کوہان والا
اور کافی خوبصورت ہوتا ہے، اور صرف
بادشاہوں کے استعمال اور ان کی ملک
میں ہوتا ہے بختی اونٹ اسی سے پیدا ہوتے
ہیں، کھمبایتی جوتے بھی یہاں کی خاص
چیز ہے،

فی اهل المکران غیا الوانهم
سمرة ولسانهم وحشی یلبسون
القراطق ویسبلون الشعور

مکران کے باشندے کند ذہن اور گندمی
رنگ کے ہوتے ہیں، ان کی زبان ہتعانی
ہے، کرتے پہنتے اور لمبی زلفیں رکھتے ہیں

[1] یعنی یہ یمن کا سکہ ہوگا،

يشققون الآذان مثل الهند و
الكثر نواحي الاقليم على ما ذكرنا

ونهر سندرود من الملتان
على ثلاث مراحل وهو كبير عذب
واما الاصنام بهذا الاقليم فمنها
بهبروا من حجر لا يصل اليه احد
له طلسم اذا وضع الرجل يده
بقيت لا تصل اليه وهما على شبه
الذهب والفضة كل من طلب
عندهما حاجة زعموا انها تقضى
وثم عين ماء خضراء كانها زنجار
اشد برداً من الجليد حجر هايئ
للجراحات والخداريا كلون من
جذر الزناة وعليه اوقات
من الزناة كثيرة ومن اراد
ان يكرم ابنه حبلها وقفا عليه
فهما فتنة فرأيت رجلاً من

اور ہندوؤں کی طرح کانوں میں سوراخ
کرتے ہیں، اس ملک کے اکثر علاقوں
یہی حال ہے،

دریائے سندھ[1] ملتان سے ۳ منزل کے
فاصلہ پر ایک بڑا اور شیریں دریا ہے، اس
ملک میں بت بے شمار ہیں، دو بت بہبروا(؟)
کے مندر میں پتھر کے بنے ہوئے ہیں یہاں
کوئی نہیں پہنچ سکتا، اس میں ایک
طلسم ہے، چنانچہ اگر کوئی آدمی اسے
چھونا چاہے، تو وہ اوپر اٹھ جاتا ہے جہاں تک
ہاتھ نہیں پہنچ سکتا، یہ اسی دھات کے
بنے ہوئے ہیں جو سونے اور چاندی کے
مشابہ ہے، اُن کا خیال ہے کہ جو لوگ
ان سے حاجت روائی چاہتے ہیں، وہ
اُن کی حاجت پوری کرتے ہیں، یہاں
سبز پانی کا ایک چشمہ بالکل زنگار کی طرح ہے
اس کا پانی برف سے بھی زیادہ ٹھنڈا ہوتا
ہے، اس کے پتھر سے زخم بھر جاتے ہیں

---

[1] اٹک یا جہلم،

المسلمين ذكر انه ارتد ورجع
الى عبادتهما وافتتن بهما ثم عاد
الى نيسابور فاسلم وهما طلسمان
ويعبدهما صنم الملتان واليه
ينسب الكورة ويسمى فرج بيت
الذهب لان المسلمين لما فتحوا
الملتان كان الامر عليهم ضيقا
فوجدوا بها من الذهب ما اغناهم

پجاری دیوداسیوں کی آمدنی سے کھاتے
ہیں، اور اس بتخانے پر بیشمار دیوداسیاں
وقف ہیں، اور جو اپنی بیٹی کو معزز بنانا
چاہتا ہے، وہ اسے اس پر وقف کر دیتا
ہے یہ دونوں بت مستقل فتنہ ہیں
میں نے ایک ایسے مسلمان کو دیکھا جو یہاں
کردیا تھا کہ وہ مرتد ہو کر ان کی پوجا
کرنے لگا تھا، اور سخت امتحان میں
پڑ گیا تھا لیکن پھر نیشاپور چلا آیا، اور
وہاں دوبارہ مسلمان ہو گیا، یہ دونوں
مورتیں طلسماتی ہیں، ان کے علاوہ ملتان
کا بتخانہ ہے جس کی جانب یہ پورا علاقہ
منسوب ہے، اسے فرج بیت الذہب
(سنہری سرحد) اس لئے کہتے ہیں کہ
مسلمانوں نے جب ملتان فتح کیا تھا تو
اس وقت عسرت میں مبتلا ہو گئے تھے

لیکن یہاں انہیں اتنا سونا ملا جس سے وہ مالا مال ہو گئے

وبيت هذا الصنم قصر مبني
في اعمر موضع من الاسواق

مندر ایک شاندار محل ہے جو بازار کے
آبادترین حصہ میں تعمیر کیا گیا ہے اس کے

۱؎ یہ دیوداسیوں کی طرف اشارہ ہے جو مصنف کے نزدیک بہت بری رسم تھی،

وسطه قبة حسنة حولها بيوت
الخدام وهو تحت القبة على صورة
رجل متربع على كرسي من جص
وآجر وقد البسوه جلداً يشبه
السختيان احمر لا يتبين منه غير
عينيه وهما جوهرتان وعلى رأسه
اكليل ذهب قد مد باعيه على
ركبتيه وقبض اصابع يديه
كانه يحسب
اربعة وما بعد هذه الا اصنام
دونها،

ودياضهم مكران والراهوق
والديبل وقنبلي الى غزني ولهم
مراع واسعة ومواش كثيرة الا
انها قشفة وهي متجر وفرضة و
سندان وصيمور وكنبايت
معادن خصبات رخيصة الاسعار
ومعدن الارز والعسل و
على شطوط مهران بلاد وعرب

بیچ میں ایک خوبصورت گنبد ہے اور گرد [illegible]
کے مکانات ہیں، گنبد کے نیچے آدمی کی شکل
کا بُت چونے اور اینٹ کی بنی ہوئی ایک
کرسی پر پالتھی مارے بیٹھا ہے اور اس کو
سرخ چمڑا جو سختیان کے مشابہ ہے اس طرح
پہنا دیا گیا ہے کہ اس کی صرف آنکھیں دکھائی
دیتی ہیں، جو جواہر کی ہیں، سر پر سونے
کا ایک تاج ہے اور وہ دونوں ہاتھوں
کو گھٹنوں پر پھیلائے ہوئے ہے اور دونوں
ہاتھوں کی انگلیاں اس طرح سے پکڑے
ہوئے ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ چار کا عدد

مکران، راہوق، دیبل اور قنبلی وغیرہ
کی زمین میں زیادہ تر کھیتی ہوتی ہے یہاں
وسیع چراگاہیں اور بکثرت مویشی ہیں
لیکن زمین خشک ہے، یہ مقامات تجارت
کی منڈیاں اور بندرگاہ ہیں، سندان، چیمور
کھمبایت، نہایت سرسبز و شاداب ہیں
یہاں چیزیں ارزاں ملتی ہیں، چاول اور
شہد کی تو گویا کان ہیں، دریائے سندھ

کثیرو الغالب علیٰ نواحی مکران المفاوز

والقحط الضیق وھی جروم واسعة

بھا رستاق یسمی الخروج مدینتہ

راسک واخری تسمی خرزان

ویتصل بھا من نحو کرمان ناحیة

مشکة سعتھا ثلاث مراحل قلیلہ

النخیل وبھا اضداد .....

کے کنارے، میدان اور بادیہ میں مزبوں

کی بڑی آبادی ہے، مکران کے اکثر علاقے

بنجر ہیں، اس لیے قحط اور تنگ دستی بھی

رہتی ہے، اور یہ سب گرم اور وسیع علاقے

ہیں، یہاں خروج نام کا ایک پرگنہ ہے،

جس کا مرکزی مقام راسک ہے، دوسرا

خرزان نامی ہے،

. اور کرمان کی طرف خرزان سے

متصل مشکی کا علاقہ ہے، جس کا عرض بقدر

۳

مج

وتم زط کثیر یسکنون اخصاصا و

یتغذون بالسمک وطیر الماء و

والراھوق وکلوان رستاقان

متصلان مضافان الی مکران

فمنھم من یجعل الراھوق من

المنصورة وھو قلیل الثمار

یہاں جاٹوں کی بڑی آبادی ہے جو

جنگلوں میں رہتے ہیں، اور مچھلیاں اور

آبی پرندے کھاتے ہیں، راہوق اور

کلوان کے پرگنے ایک دوسرے سے قریب

اور ملے ہوئے ہیں، اور مکران میں شمار کئے

جاتے ہیں لیکن بعض لوگوں نے راہوق

کو منصورہ میں شمار کیا ہے، وہاں پھل کی

پیداوار بہت کم ہے،

ووصع هذا الاقليم شرقية بحر
فارس وغربية كرمان ومفازة
سجستان واعمالها وشماليه بقية
بلاد الهند وجنوبية مفازة . بين
مكران وجبال القفص ومن ورائها
بحر فارس وانما احاط بحر فارس
بشرقي هذه البلاد وجنوبية
من وراء هذه المفازة من اجل
ان هذا البحر يمتد من صيمور على الشرقي
الى تيز مكران ثم يعطف على هذه
المفازة الى ان يتقوس على بلاد
كرمان وفارس والذي يقع من المدن
بناحية مكران التيز وكيز وبنو و
دراك وراسك وبه وبند وقصر
قند واصفقه وفهل فهرة ومشكى
وقنبلى وارمائيل
والولايات في هذا الاقليم
مختصة على مكران سلطان على
حدة وهو متواضع عادل لازي

تک سندھ کے مشرق میں بحر فارس
مغرب میں کرمان، صحرائے سجستان اور
اس کے صوبے، شمال میں ہندوستان کے
بقیہ شہر، جنوب میں مکران کے درمیان
کا صحرا اور قفص (قبیح) کے پہاڑ، اور ان
کے پیچھے بحر فارس ہے، بحر فارس ان
علاقوں کے مشرق اور صحرا کے پیچھے جنوب
کے حصوں کو اس لئے گھیرے ہوئے ہے
کہ یہ سمندر مشرق میں چیمور سے تیز مکران
تک پھیلا ہوا ہے، پھر اس صحرا کی جانب
مڑ کر کرمان اور فارس کو اپنے دائرہ میں
لے لیتا ہے، یہاں جو شہر پڑتے ہیں ان
میں مکران کی طرف تیز، کیز، بنو، درک،
راسک، بہ، بند، قصر قند، صفقہ،
پھل پورہ، مشکی، قنبلی، اور ارمائیل
وغیرہ ہیں۔

صوبوں اور ولایتوں کا حال اس
ملک میں مختلف ہے، کیونکہ صوبہ مکران
کا علاقہ اور خود مختار بادشاہ ہے جو

مثل صحر و اما المنصورة فعليها
سلطان من قريش يخطبون
للعباسي وقد كانوا خطبوا على
عضد الدولة ورأيت رسولهم
قد وافى الى ابنه ونحن بشيراز

واما بالملتان يخطبون
للفاطمي ولا يحلون ولا يعقدون
الا بامره وابدا رسلهم وهداياهم
تذهب الى مصر وهو سلطان
قوي عادل والغلبة بقنوج و
بويهند للكفار وللمسلمين سلطان
على حدة -
والخراج يوخذ من الحمل اذا
دخل طوران ستة دراهم
وكذلك اذا خرج ومن الرقيق
اثنا عشر اذا دخل حسب ان كان
من نحو الهند فعشرون من الحمل

بڑا خلیق، متواضع اور عادل ہے ایسے
بادشاہ کم نظر آئیں گے منصورہ ایک
قریشی سلطان کے ماتحت ہے، یہاں
کے لوگ خلیفہ عباسی کے نام کا اور کبھی
عضد الدولہ کے نام کا بھی خطبہ پڑھتے ہیں
میں نے شیراز کے زمانہ قیام میں منصورہ
کے ایلچی عضد الدولہ کے دربار میں دیکھے
ملتان میں مصر کے فاطمی خلیفہ کا خطبہ
پڑھا جاتا ہے، اور بغیر اس کے حکم کے
کوئی کام نہیں کیا جاتا، ان لوگوں
کے سفیر اور تحفے تحائف برابر مصر جاتے
رہتے ہیں، یہ طاقتور اور عادل بادشاہ
ہے، قنوج اور وہیند میں ہندوؤں کا غلبہ ہے مگر
مسلمانوں کا الگ بادشاہ ہوتا ہے،
طوران سے جب کوئی مال باہر بھیجا
جاتا یا منگایا جاتا ہے، تو ایک گانٹھ پہ ۶
درہم ٹکس لیا جاتا ہے لیکن آٹے پہ ۱۲
درہم ٹکس ہے، اگر ہندوستان سے چیزیں
آتی ہیں تو ایک گانٹھ پہ ۲۰ درہم ٹکس

ہوتا ہے اور اگر سندھ ہی سے چیزیں آتی
ہیں، تو محصّل اپنے اندازہ کے مطابق ٹکس
لیتا ہے، کمائے ہوئے چمڑے پر فی چمڑا
ایک درہم ٹکس ہے، ٹکسوں کی کل سالانہ
آمدنی دس ہزار درہم جو عشر (دسویں)
کے نام پر لیا جاتا ہے[1]

وان كان من قبل السند فعلى
مقاديرا لقيم وعلى الجلد المدبوغ
درهم دخل ذلك فى كل سنة
الف الف درهم يا خذه على
تاويل العشور۔

---

(۱) اس کے بعد مصنف نے مسافتوں کا ذکر کیا ہے لیکن اس کا نقل کرنا غیر ضروری معلوم ہوا اس لئے
قلم انداز کر دیا گیا۔ (ص)